ڈاڑھی کا ذوق و شوق پیدا کرنے والی پُر اثر کتاب

مسنون

ڈاڑھی ضرور رکھوں گا

ہر مسلمان کے دل کی پُکار

ڈاڑھی مُنڈانا 24 گھنٹے کا گناہ

مسنون زندگی گزاریئے اور عاشق رسول ﷺ بنیئے

ڈاڑھی مُنڈانا حضور اکرم ﷺ کا دل دُکھانا ہے

ڈاڑھی کے متعلق جدید مسائل اور شکوک و شبہات کا ازالہ

دور حاضر میں ڈاڑھی رکھنے پر 100 شہیدوں کے برابر ثواب

مسنون ڈاڑھی کے دینی و دنیاوی حیرت انگیز فوائد و برکات

مُقدمہ

مُفسرِ قرآن حضرت مولانا

محمد اسلم شیخوپوری

دامت برکاتہم

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان 0322-6180738

ہر مسلمان کے دل کی پکار

مسنون داڑھی ضرور رکھوں گا

مقدمہ

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ

مجموعہ افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمہ اللہ

فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر مدظلہ العالی

ودیگر اکابر امت

جمع و ترتیب

محمد اسحٰق ملتانی

مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

مسنون داڑھی ضرور رکھوں گا

تاریخ اشاعت .... ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت .... سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ.... چوک فوارہ.... ملتان

ادارہ اسلامیات .... انارکلی .... لاہور — دارالاشاعت .... اُردو بازار .... کراچی
مکتبہ سید احمد شہید .... اردو بازار .... لاہور — ادارۃ الانور .... نیوٹاؤن .... کراچی
مکتبہ رحمانیہ .... اُردو بازار .... لاہور — مکتبہ دارالاخلاص .... قصہ خوانی بازار ...... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

اما بعد! ہر قوم اپنی مخصوص اشیا خوردونوش لباس زبان مزاج اور علاقائی رسم ورواج سے پہچانی جاتی ہے۔ جو قوم اور ملک اپنی مخصوص علامات کو چھوڑ بیٹھتی ہے وہ بہت جلد اقوام میں منجذب ہو کر اپنا ذاتی تشخص کھو بیٹھتی ہے۔

اسلام کا مزاج اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام اقوام عالم سے بالاتر رہے اور وہ لوگ جو اللہ کے سرکش اور دشمن ہوں ان سے ہر لحاظ سے ممتاز رہے۔ یہی راز حدیث مبارکہ **من تشبہ بقوم فھو منھم** (کہ جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے) میں ہے۔

اسلام کی خصوصیات اور شعائر میں سے بہت سی چیزیں ہیں جن کی بنیاد پر اسلام اپنے علیحدہ تشخص کو برقرار رکھتا ہے۔ اہل اسلام کے زیر نگیں علاقوں میں پنج وقتہ باآواز بلند اذان دی جاتی ہے جو اللہ کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بانگ دہل اعلان ہے۔ یہ اذان اسلامی تشخص کی علامت ہے۔ مسلمان آبادی میں تعمیر شدہ مساجد اور ان کے بلند وبالا مینار ہر دیکھنے والے کو بتاتے ہیں کہ یہاں اہل اسلام رہتے ہیں۔ ہر سال دنیا بھر سے خوش نصیب اہل اسلام فریضہ حج کی ادائیگی کیلئے مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں اور دوران سال لاکھوں افراد عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ یہ حج وعمرہ بھی اسلام کے شعار میں سے ہے۔ یہ وہ شعار ہیں جن کا تعلق اہل اسلام کی اجتماعی زندگی سے ہے۔ لیکن اسلام کی وہ خصوصیات وامتیازات جن کا تعلق ہر مسلمان کی ذات سے ہے ان میں سے ایک داڑھی بھی ہے۔ جو اپنی مسنون ہیئت میں ہو تو اسے اقوام عالم میں ممتاز کرتی ہے اور بیسیوں افراد میں بھی مسلمان اپنی اس اسلامی شکل وصورت کی وجہ سے ممتاز اور معروف دکھائی دیتا ہے۔

آج کے اس دینی انحطاط کے دور میں ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلمان مجموعی حیثیت سے اسلام کے اس اہم عمل میں غفلت کا شکار ہیں اور مغربی اثرات کی وجہ سے طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں۔ ان حالات میں داڑھی کی شرعی ضرورت وفضیلت اور اس کے دینی ودنیاوی فوائد وبرکات کو ہر شخص تک پہنچانا وقت کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے تحت زیر نظر کتاب میں داڑھی سے متعلق مفید مضامین کو یکجا کیا گیا ہے تا کہ ہر عمر کے مسلمان ذوق وشوق سے داڑھی جیسے

مبارک اور ضروری عمل سے غافل نہ رہیں اور ایک بے لذت گناہ کی وجہ سے زندگی کے ہر لمحہ کو اللہ تعالیٰ کے نافرمان و سرکش لوگوں کی ہیئت وصورت اپنا کر گناہ گار نہ کریں۔

کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کے مضامین دلائل کے حوالہ سے مستند ہوں اور جمع و ترتیب کا انداز بھی دلچسپ ہو اور موضوع سے متعلق اہم امور و مسائل یکجا ہو جائیں۔ ہماری یہ کوشش کس حد تک کامیاب رہی اس بارہ میں ہم محترم قارئین کی آراء کے منتظر رہیں گے تا کہ خدمت دین کا یہ سلسلہ بہتر سے بہتر انداز میں قارئین کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

یاد رہے کہ یہ کتاب مختلف بیسیوں کتب کے استفادہ کے بعد مرتب کی گئی ہے اس لئے اگر کہیں مضامین میں تکرار ہو یا کسی جگہ ترتیبی لحاظ سے کوئی سقم ہو تو ایسے تمام امور سے متعلق پیشگی معذرت قبول فرمائیں۔

یاد رہے کہ یہ کتاب داڑھی سے متعلق تمام شرعی احکام پر مشتمل فتاویٰ کی جلد نہیں بلکہ اس میں داڑھی کی اہمیت اور اس کے متعلق ضروری احکام و آداب اور ذہنوں میں پائے جانے والے سوالات کی جھلک دکھائی گئی ہے۔ اس لئے اس میں درج مسائل پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ مزید معلومات اور مسائل کیلئے قریبی اہل علم اور دارالافتاء سے رجوع کر کے رہنمائی لی جائے۔

دوران ترتیب اس بات کا بھی حتی الامکان لحاظ رکھا گیا ہے کہ کوئی بات بغیر حوالہ کے نہ ہو اگر کہیں حوالہ نہ ہو تو یہ خیال ذہن میں مستحضر رکھئے کہ کتاب ہذا کا ماخذ مستند کتب ہی ہیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے مہربان مفسر قرآن اور معروف کالم گار (ہفت روزہ ضرب مومن) حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب مدظلہم کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے حسب سابق فیاضی کا معاملہ کرتے ہوئے اپنے ایک مفید مضمون کو کتاب ہذا میں بطور مقدمہ کے شامل کرنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اپنی مستجاب دعاؤں سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف اور دیگر معاونین کی جملہ دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازیں اور اس جدید کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں اور ہر مسلمان کو توفیق بخشیں کہ وہ اپنی شکل وصورت اور تمام معاملات میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں چلے اور دین و دنیا کی کامیابیوں سے ہمکنار ہو۔

وماذلک علی اللہ بعزیز

والسلام

محمد اسحٰق غفرلہ

ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۱ء

مُقدّمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عاشق وہ بھی تھے' عاشق ہم بھی ہیں

ہفت روزہ ضرب مومن کے معروف کالم نگار جناب مولانا
محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ اپنے ایک کالم میں تحریر فرماتے ہیں

کیا صرف جلسے اور جلوس' چراغاں اور شیرینی' نعتوں اور تقریروں' جھنڈوں اور بینروں' اونچے بولوں اور نعروں سے تاریخ انسانی کے اس عظیم ترین انسان کی یاد کا حق ادا ہو گیا جس کی زندگی کا ہر پہلو بے مثال تھا؟ بچپن اور جوانی' تجارت اور سیاست' حاکمیت اور محکومیت' خطابت اور تعلیم و تربیت' سیرت اور صورت غرضیکہ ہر پہلو ہی بے نظیر تھا۔ سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنیوالا انسان فیصلہ نہیں کر پاتا کہ آپ کو کون سے پہلو کے اعتبار سے بے مثال کہوں؟

معصوم بچپن' بے داغ جوانی' خوش مزاج شوہر' دیانت دار تاجر' سادگی پسند فرمانروا' جرأت مند سپہ سالار' رحمدل فاتح' انسانی نفسیات پر نظر رکھنے والا خطیب' درد مند مصلح' شب بیدار عابد و زاہد' دونوں ہاتھوں سے دوست پر لٹانے والا غنی' بیواؤں کا غمخوار' یتیموں کا نگہبان' کمزوروں کا ساتھی اور مظلوموں کا سرپرست' یہ سارے عنوان آپ کی سیرت کے مختلف پہلو ہیں۔ آپ کے اصحاب نے یہ سارے پہلو تمام تر جزئیات کے ساتھ آنے والوں کیلئے اس طرح محفوظ رکھے ہیں کہ ان کے حافظے پر بھی رشک آتا ہے اور ان کے بے پناہ عشق و محبت پر بھی۔

عاشق وہ بھی تھے' عاشق ہم بھی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ان کا عشق ان کے عمل سے ظاہر ہوتا تھا۔ ہمارا عشق باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہیں بتانا پڑتا تھا وہ عاشق ہیں۔ ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ ایں جناب بھی عاشق رسول ہیں۔ بتائے بنا کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا

ہم بھی اپنے نہاں خانہ قلب میں یہ مقدس چنگاری رکھتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اہتمام عبادت‘ معاملات کی درستی‘ مساجد کی ظاہری اور باطنی تعمیر سے دلچسپی‘ جذبہ جہاد‘ باہمی محبت‘ شوق شہادت‘ حسن معاشرت‘ گناہوں سے اجتناب‘ اکل حرام سے پرہیز اور ہر ہر شعبے میں اتباع سنت ان کے عشق کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتی تھی۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں پانچ باتیں سارے صحابہ اور تابعین میں مشترکہ طور پر پائی جاتی تھیں۔ جماعت کا التزام‘ سنت کی اتباع‘ مساجد کی تعمیر‘ قرآن کی تلاوت اور جہاد فی سبیل اللہ

جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کا یہ عالم تھا مرد تو مرد عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہ رہتی تھیں۔ ایک موقع پر حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہہ کر جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی کہ میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی۔ شاید مجھے درجہ شہادت حاصل ہو جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھر ہی میں رہو۔ اللہ تمہیں وہیں شہادت دے گا۔ یہ معجزانہ پیش گوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی؟ ان کے اپنے ہی غلام اور لونڈی نے بے وفائی کرتے ہوئے انہیں شہید کر دیا۔

میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ یوں تو سارے غزوات میں شریک رہے‘ مگر ان کی زندگی کا یادگار سفر وہ تھا جب انہوں نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں قسطنطنیہ کے جہاد میں حصہ لیا۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ بیمار ہو گئے امیر لشکر جب عیادت کیلئے حاضر ہوئے تو پوچھا کوئی ضرورت ہو تو فرما دیجئے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانوں کو میری طرف سے سلام کہو اور ان سے کہو ابوایوب تم کو وصیت کرتے ہیں کہ تم دشمن کے آخری حد تک چلے جاؤ اور مجھے بھی ساتھ لے چلو اور قسطنطنیہ کے فصیل کے پاس مجھے دفن کر دو۔ یہ وصیت کرنے کے بعد آپ مالک حقیقی سے جا ملے۔ مسلمانوں نے ان کی نعش وصیت کے مطابق فصیل شہر کے پاس دفن کر دی۔

ایک قسم کے عاشق وہ تھے جن کا بڑھاپا بھی وقف جہاد تھا ایک قسم کے عاشق ہم ہیں جن کی جوانیاں راگ رنگ اور کوڑا کرکٹ میں گزر جاتی ہیں۔ ایک وہ تھے جن کے لاشے بھی دشمن کی طرف بڑھتے چلے جاتے تھے۔ ایک ہم ہیں جن کا وجود زمین پر چلتے

پھرتے لاشوں کی مانند ہے۔ دشمن ہماری بیٹیاں اچک لے جاتے ہیں مگر ہمیں دم مارنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ ہمارے بیٹوں کو ہماری ہی زمین پر دن دیہاڑے بے دردی سے قتل کر دیا جاتا ہے مگر ہم قصاص تک کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

ایک وہ تھے جن کی محبت اور نفرت کا معیار اللہ کی رضا اور ناراضی تھا۔ ایک ہم ہیں جن کی محبت کا معیار دھن و دولت' عہدہ' منصب' فرقہ' قبیلہ' رنگ اور زبان ہے۔ ایک وہ تھے جن کے گھروں سے شب کے سناٹے میں گریہ و بکاء اور ذکر و عبادت کی آواز آتی تھی۔ ایک ہم ہیں جن کے گھر رات گئے تک موسیقی کی منحوس آوازوں سے گونجتے رہتے ہیں۔ ایک وہ تھے جو بہن اور بیٹی کی ناموس کی حفاظت کی خاطر جان تک قربان کر دیتے تھے۔ ایک ہم ہیں جو بہنوں اور بیٹیوں کی ردائے عصمت تار تار کرنے کیلئے خود بے تاب رہتے ہیں ایک وہ تھے جن کے پیٹ میں غلطی سے چند مشتبہ لقمے چلے جاتے تو قے کئے بغیر انہیں سکون نہ آتا تھا۔ ایک ہم ہیں جن کا لباس جن کی غذا جن کی گاڑی جن کا بنگلہ کروفر' سیر سپاٹے اور شان و شوکت سب رزق حرام کے کرشمے ہیں۔

ایک وہ تھے جو اتباع سنت کے ذریعے ہر دن اور ہر رات جشن میلاد مناتے ہیں۔ ایک ہم ہیں جو سال بھر ایک بار چند ظاہری رسمیں ادا کر کے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ تھے جن کے دل عشق رسالت مآب سے چمکتے اور مہکتے تھے۔ ایک ہم ہیں جن کی کوٹھیاں اور دفاتر قمقموں سے روشن ہوتے ہیں مگر دلوں میں ایک ایسی ظلمت کا راج ہوتا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا۔ ایک وہ تھے جو آپس میں مہربان اور دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار تھے۔ ایک ہم ہیں جو باہم دست و گریباں اور دشمن کیلئے ریشہ خطمی ہیں۔

نہیں دوستو نہیں! کسی کے عشق و محبت کا انکار مقصود نہیں۔ یقیناً عاشق ہم بھی ہیں وہ بھی تھے مگر بہت فرق ہے۔ بہت فاصلہ ہے۔ بہت بعد ہے۔ شاید اتنا جتنا مشرق و مغرب میں ہے۔ شاید اس سے بھی زیادہ۔ اپنے عشق کو معتبر بنانے کیلئے ہمیں عشق صحابہ کو معیار تسلیم کرنا ہوگا۔ یہی معیار سچا بھی ہے اور کامل بھی۔ باقی سب باتیں ہیں۔ ڈائیلاگ ہیں لفاظی ہے۔ نعرے ہیں۔ دعوے ہیں۔ کسی ثبوت اور دلیل کے بغیر۔ (ضرب مومن جلد ۱۵ شمارہ ۱۰)

شہید سنت کا احیا

(از حضرت مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور مدظلہ)

ایک وقت تھا جب کسی مسلمان کو کوئی بات سمجھانے کیلئے اتنا ہی کافی ہوتا تھا کہ یہ اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم ہے۔ اس کیلئے یہ دلیل اور سند حرف آخر ہوتی تھی۔ یہاں پہنچ کر وہ عقل کے گھوڑے دوڑانا چھوڑ دیتا تھا اور کسی کیلئے یہ بات مشکل ہوتی تھی کہ اسے اس حکم کی حقانیت پر اس کے اعتقاد کو متزلزل کر دے یا پروپیگنڈے کے ذریعے مرعوب کر کے شکوک وشبہات میں مبتلا کر سکے۔ آج کل ہماری بدقسمتی کی صورتحال برعکس ہے۔ مغرب کے پروپیگنڈے کا زور اتنا اور ایسا ہے کہ وہ اپنے کھوٹے نظریے اور فرسودہ نظریات کو درست اور برحق قرار دلوا چکا ہے اور عالم اسلام اس سے اتنا مرعوب ہے کہ اسلام کے ایسے احکامات کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہے یا انہیں خدانخواستہ معیوب سمجھنے لگ گیا ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول رہے ہیں اور اسلامی معاشرے میں انہیں اسلامی احکامات کا ایک معروف حصہ سمجھا جاتا رہا ہے۔

ایک کبڑے سے کسی نے پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ تمہاری کمر سیدھی ہو جائے یا سب تم جیسے کبڑے ہو جائیں؟ کبڑا کینہ پرور تھا اس نے کہا: سب کبڑے ہو جائیں تو میں ان پر بھی جی بھر کے ہنسوں جیسا کہ یہ مجھ پر ہنستے رہے۔ مغرب کے کینہ پروروں کا ہم سے حسد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

ان کی بدقسمتی دیکھئے کہ وہاں عفت وعصمت نام کی چیز تو رہی نہیں، بے وفائی اور ہرجائی پن کا یہ عالم ہے کہ جیون ساتھی کا لفظ بے معنی ہوتا جا رہا ہے، کسی کو کسی پر اعتماد نہیں، دوست یا لائف پارٹنر کسی بھی وقت کسی پر بھی ریجھ سکتا ہے اور انسانی رشتے محبت اور اعتماد کے فقدان کے باعث راحت اور سکون کے بجائے اذیت اور عذاب کا دوسرا نام بن چکے ہیں۔ اس کے باوجود نک کٹے فتنہ پردازوں کی کوشش ہے کہ مسلمان معاشرے ان جیسے ناک کٹے ہو جائیں۔

نوٹ حضرت مفتی صاحب کا یہ مضمون ''اسلامی نظریہ تعدد ازواج'' پر بطور تقریظ ہے۔ جو شہید سنتوں کے احیاء کیلئے نہایت مفید ہے اس لئے یہاں مختصراً دیدیا گیا (مرتب)

اجمالی فہرست

فہرست عنوانات

داڑھی سے متعلق اعتراضات اور ان کے جوابات

ارشادِ نبوی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کوئی شخص پورا ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے والدین سے بھی زیادہ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ۔ (بخاری و مسلم)

ولی اللہ بنانیوالے چار اعمال

۱-ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے اور بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ اور چاروں اماموں کا اس پر اتفاق ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔

۲-ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا

مردوں کو ٹخنے ڈھانپنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:
ازار سے (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجہود شرح ابی داؤد میں لکھا ہے کہ ازار سے مراد وہ لباس ہے جو اوپر سے آ رہا ہے تہبند، لنگی، شلوار، پاجامہ، کرتہ وغیرہ اس سے ٹخنے نہیں چھپنے چاہئیں۔ جو لباس نیچے سے آئے جیسے موزہ اس سے ٹخنے چھپانا گناہ نہیں لہٰذا اگر ٹخنے چھپانے کو جی چاہتا ہے تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند، پاجامہ، چادر یا کرتہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں بلکہ اس حالت میں بھی اوپر سے نیچے کی طرف آنے والے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا ہی واجب ہے اور ٹخنے دونوں حالتوں میں کھلے رہنا ضروری ہیں:

(۱) جس وقت کھڑے ہوں۔ (۲) جس وقت چل رہے ہوں۔ پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹے ہوئے ٹخنہ چھپ جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنے صرف نماز میں کھلے ہونے چاہئیں اس لئے جب مسجد میں آتے ہیں تو ٹخنے کھول لیتے ہیں۔ یہ سخت غلط فہمی ہے۔

۳-نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے، بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آبھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے اور حفاظت نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ عورتیں بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔

۴-قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا برا نہیں لانا برا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور دل میں گندے خیالات پکانے کا ایک عظیم نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے گناہ کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں جس سے اعضاء جسم کے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں۔ آمین (روحانی سبق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم
صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید
اللھم
بارک علی محمد وعلی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید

سُنّت کی اہمیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق و محبت سے لبریز جذبہ اطاعت کے فقید المثال واقعات

دور حاضر میں داڑھی رکھنے پر سو شہیدوں کا ثواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد

جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا میری امت کے فساد کے وقت پس اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔ (مشکوۃ)

فائدہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج بدعت جیسے فسادات رونما ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس زمانے میں سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینے سے بھی یہ درجہ مل سکتا ہے اور داڑھی رکھ کر وضو میں داڑھی کے خلال سے اور ہمیشہ دائیں طرف سے ابتدا کرنے اور بیت الخلاء آتے جاتے وقت دعائیں پڑھنے سے بھی یہ درجہ مل سکتا ہے۔ (ارشاد الطالبین)

ابتدائیہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع رسول

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا

عرب کی وہ جاہلیت زدہ قوم جو جہالت وافلاس' نفاق وشقاق اور غلامی کے انتہائی سے انتہائی درجہ میں پھنس رہی تھی نہ وہ خدا ہی کی رہی تھی اور نہ مخلوق ہی کی۔ نہ اس نے اپنا ایمان باقی رکھا تھا اور نہ شائستہ عمل ہی۔ جو اپنی بداخلاقیوں اور اپنی بدعہدیوں کی بدولت اپنوں کو غیر اور غیروں کو دشمن بنا چکی تھی۔ جو انسانی صفوں سے نکل کر جانوروں کے گلہ میں جا ملی تھی۔

جب اس بدو اور وحشی قوم نے اپنی زندگی کا رخ افضل رسل' سید کل' آقائے نامدار' روحانیت کے آخری تاجدار' احمد مختار محبوب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرا تو اپنے آقا کی کامل اتباع اور باطنی توجہ سے یہ صحرانشین تمام دنیا کے علماء سے زیادہ عالم تر اور تمام دنیا کے اقویا سے زیادہ قوی تر اور تمام متمدنوں کے استاد بن گئے وہ ایسے محبوب خلائق بنے کہ دنیا ان کے پسینے کو خون سے تولنے لگی۔ ان کی زندگیوں کو خیر الحیات اور ان کے زمانہ کو خیر القرون سے موسوم کیا گیا۔ وہ تپ دق کے مریض عرب کے بدو لوگ جن سے ہلنا جلنا اور کروٹ بدلنا بھی دشوار تھا ایسے اچھے بھلے ہو گئے کہ انہوں نے اپنی ایک جنبش سے کرۂ دنیا کو ہلا دیا۔

در فشانی نے تیرے قطروں کو دریا کر دیا　　دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور فیض صحبت نے عرب کے خانہ بدوشوں کو صفت ملائکہ بنا دیا۔ فرشتے ان کی راہ میں آنکھیں بچھانا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ آپ نے ایسے ایسے شاگرد پیدا کئے کہ ملائکہ آسمان سے اتر کر ان کی دربانی کرنے لگے۔

بات کیا تھی کہ نہ روما سے نہ ایران سے ڈرے　　چند بے تربیت اونٹوں کے چرانے والے

بھید کیا تھا کہ جو آپس میں ملے تھے نہ کبھی　　ہو گئے مشرق و مغرب کے ملانے والے

جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ　　بن گئے خاک کو اکسیر بنانے والے

عشق و محبت کے کرشمے

یہ سب کچھ اللہ کے برگزیدہ رسول کی اتباع اور محبت و عشق کا نتیجہ ہے۔ جب ایمان ان کے دلوں میں پوری طرح راسخ ہو گیا تو اس ایمان کے بل بوتے پر انہوں نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہجرت کی۔ وطن عزیز اور آبائی گھر بار کو ترک کیا۔ دین کی نصرت میں اپنی جان و مال کو قربان کیا۔ زندگی اور زندگی کی ساری بہاریں اسی لو اور لگن میں گزار دیں۔ اپنے باپ بیٹوں کی قربانی کی اپنے اور بیگانوں سے دین کی سربلندی کے لئے گتھم گتھا ہو گئے۔ خونریز جنگیں لڑیں۔ مال و دولت کو سنگریزوں اور ٹھیکریوں سے زیادہ حقیر سمجھا دین کی خاطر زن و فرزند سے بگاڑ لی۔

صحابہ کا ذوق عبادت

عبادت کا یہ عالم کہ کثرت عبادت کی وجہ سے پراگندہ بال، زرد رنگ اور غبار آلود رہتے۔ کثرت سجود کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے بیچ میں بکریوں کے زانو کا سا نشان تھا۔ اس کی شہادت قرآن نے ان الفاظ میں دی **سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود** وہ رات کو اللہ کے واسطے سجدہ کرتے اور کھڑے رہتے۔ خدا کی کتاب پڑھتے عبادت میں

پیشانی اور پاؤں پر نوبت بنوبت زور دیتے۔ جب صبح ہوتی تو جیسے تیز ہوا سے درخت ہلتا ہے اس طرح کانپتے۔ آنکھوں میں اتنے آنسو بہاتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے۔

ایک جنگ کے دوران ایک جاسوس دیکھنے کے لئے کہ مسلمان کس حالت میں ہیں وہ سب کے خیمے کے اندر گھستا ہے اور سارا منظر دیکھ کر اپنے افسر کو رپورٹ کرتا ہے کہ رات کے وقت میں نے دیکھا کوئی مسلمان رکوع کے اندر ہے کوئی قیام میں۔ کوئی قرآن کی تلاوت کر رہا ہے اور کوئی ہل ہل کر کچھ پڑھ رہا ہے اور کوئی سر زمین پر رکھے ہوئے ہے۔

آگے لکھتا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو وہی لوگ جن کی گردنیں رات کو خداوند قدوس کے سامنے جھکی ہوئی تھیں۔ دشمنوں کے سامنے سینہ تانے کھڑے ہیں۔ وہی راہب اور وہی ملال جو رات کو گوشہ نشین تھے دن کو تیغ شجاعت کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ اور ان کے حملوں سے بڑے بڑے سورماؤں کا زہرہ آب ہوا جاتا ہے۔

صحابہ کا ذوق جہاد

آپ نے سنا ہوگا کہ یرموک کے میدان میں چند ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں رومی کئی لاکھ تھے۔ ایک عیسائی جو مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے لڑ رہا تھا اس کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ رومیوں کی تعداد کا کچھ ٹھکانہ ہے؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خاموش! خدا کی قسم اگر میرے گھوڑے اشقر کے سم درست ہوتے تو میں رومیوں کو پیغام بھیجتا کہ اتنی ہی تعداد اور میدان میں لے آئیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کبھی کبھی ذوق جہاد میں فرمایا کرتے تھے وہ رات کہ میرے گھر میں نئی دلہن آئی ہو اور اس سے مجھے الفت بھی ہو اور اس کے ساتھ لڑکا پیدا ہونے کی بشارت بھی اسی رات میں دی گئی ہو تو وہ قسمت بھری رات بھی میرے نزدیک اتنی محبوب نہیں جتنی کہ وہ رات جس میں ایسی سخت سردی پڑ رہی ہو جو پانی کو جما دینے والی ہو اور میں مجاہدین کے ہمراہ ہوں اور صبح ہی دشمن پر حملہ ہونے والا ہو تو میدان جنگ

کی وہ رات جس میں خدا کے دشمنوں سے لڑوں مجھے اس شب عروسی یعنی شادی کی پہلی رات سے کہیں زیادہ محبوب ومرغوب ہے جس میں میری محبوبہ مجھ سے ہمکنار ہو۔

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن

اسی یرموک کے میدان میں ایک صحابی' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے ہیں جبکہ میدان کارزار میں تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی ہیں۔ ہاتھ پاؤں اس طرح کٹ کٹ کر گر رہے ہیں جس طرح موسم خزاں میں پتے جھڑتے ہیں۔ موت کی تصویر ہر طرف نظر آ رہی ہے۔عرض کرتے ہیں کہ امیر! میں سفر کے لئے تیار ہوں کوئی پیغام تو نہیں کہنا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپؐ نے جو وعدے فرمائے تھے وہ سب پورے ہو رہے ہیں۔ یہ ہے یقین کی حقیقت' بتایئے اس حقیقت پر کونسی قوت غالب آ سکتی ہے اور ایسی حقیقت رکھنے والی جماعت پر کونسی جماعت غالب آ سکتی ہے۔ ایمان اور یقین کا یہ درجہ تو ہر صحابی کو حاصل تھا کہ اللہ ورسول کی ہر بات پر ان کو اپنی دیکھی بھالی چیزوں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ گہرا یقین تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا کمال ایمان ویقین

صحابہؓ کا یہ مقولہ نقل کیا گیا ہے کہ اللہ ورسول نے غیب کی جو چیزیں بتائی ہیں اگر پردۂ غیب اٹھا دیا جائے اور وہ چیزیں کسی پردے کے بغیر ہماری نظروں کے سامنے آ جائیں تو اس مشاہدے اور دیکھنے سے ہمارے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔

دیکھئے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' مشہور صحابی ہیں۔ بعض خاص مصلحتوں کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے متعلق یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ یہ دوسرے لوگوں سے الگ کسی جگہ قیام فرمائیں۔ چنانچہ ربذہ کے مقام پر ایک جنگل میں انہوں نے اپنا اکیلا جھونپڑا ڈال لیا تھا۔ اور وہیں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی اور ان کی بیوی کو جو اس جنگل میں تنہا ان کی رفیقہ تھی اپنے

خاوند کی موت کے آثار محسوس ہوئے تو وہ فکر مند اور پریشان ہوئیں اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضرت ابوذرؓ نے جب ان کی اس حالت کو دیکھا تو پوچھا کیوں اتنی پریشان ہو اور کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی یہ حالت ہے اور میں یہاں بالکل اکیلی ہوں اگر حکم الٰہی آ گیا تو میں عورت زاد اکیلی کس طرح آپ کے کفن دفن کا انتظام کر سکوں گی اور گھر میں کفن بھی نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا فکر نہ کرو اور پریشان نہ ہو مجھے یقین ہے کہ اللہ کے کچھ بندے میرے کفن دفن کے لئے ضرور پہنچیں گے۔ جب اللہ کا فرشتہ میری روح قبض کر لے تو تم چادر سے مجھے ڈھانک کر قریب سے گزرنے والی سڑک پر چلی جانا۔ وہاں سے مسلمانوں کا کوئی قافلہ گزرتا ہوا تمہیں ان شاء اللہ نظر آئے گا تم ان سے کہنا کہ ابوذر کا یہاں انتقال ہو گیا ہے اور وہ تم کو سلام کہہ گیا ہے اور تم ہی کو اس کی تجہیز و تکفین یعنی کفن دفن کا سارا کام کرنا ہے۔ یہ قریب سے گزرنے والی سڑک وہ تھی جو کوفہ سے مکہ معظمہ جانے والی تھی۔ چونکہ حج کا زمانہ بالکل قریب تھا اور حج کے لئے مکہ جانے والے قافلے جا چکے تھے اور اب سڑک کئی دن سے سنسان پڑی تھی اسی لئے ان کی بیوی کو اس میں تردد اور تعجب ہوا انہوں نے پوچھا آپ یہ کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا۔ بات یہ ہے کہ ایک دن ہم چند آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں ایک آدمی وہ ہے جو آبادیوں سے دور ایک جنگل میں انتقال کرے گا اور اللہ اپنے کچھ بندوں کو بھیجے گا جو وہاں پہنچ کر اس کے کفن دفن کا انتظام کریں گے۔

حضرت ابوذر نے فرمایا کہ اس مجلس میں میرے سوا جتنے بھی دوست تھے وہ سب کے سب کسی نہ کسی شہر میں انتقال کر چکے ہیں۔ ان میں سے اب صرف میں ہی باقی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یقیناً صحیح ہونے والی ہے اور اب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت آ گیا ہے اس لئے مجھے بالکل یقین ہے کہ اللہ کے کچھ بندے جن کی میرے آقا نے خبر دی ہے ضرور پہنچیں گے اور میری قبر تیار کرنے اور دفن کرنے کا کام

تمہیں انجام نہیں دینا پڑے گا۔ لہذا اس کی وجہ سے فکرمند نہ ہو بلکہ تیاریاں کرو میرا وقت قریب ہے اور روح قبض کرنے کے لئے اللہ کے فرشتے آنے ہی والے ہیں۔ فرشتوں کو چونکہ خوشبو مرغوب ہے لہذا وہ جو ذرا سا مشک رکھا ہوا ہے پانی میں گھول کر اس کو خیمہ پر چھڑک دو اور اللہ کے جو بندے مجھے دفن کرنے کے لئے پہنچیں گے ان کی مہمانی کے لئے بکری کا بچہ ذبح کر کے گوشت چولھے پر چڑھا دو انہیں میری طرف سے کہہ دینا کہ وہ کھانا کھا کر جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت ابوذرؓ کی روح جب ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی تو جیسا انہوں نے حکم دیا تھا جسم کو چادر سے ڈھانک کر ان کی بیوی سڑک پر جا بیٹھیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد کچھ غبار اڑتا سا نظر آیا۔ یہ ایک قافلہ تھا جو نہایت تیز رفتار اونٹوں پر کوفہ سے بھاگم بھاگا چلا آ رہا تھا۔ اس قافلہ میں فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے کچھ ساتھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حکم کوفہ میں پہنچا کہ فوراً مکہ معظمہ آ کر مجھ سے ملو۔ وقت چونکہ نہایت تنگ تھا اس لئے یہ قافلہ غیر معمولی تیز رفتاری کے ساتھ مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ اصل میں اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کے پورا کرنے کا انتظام فرمایا تھا۔ جب یہ قافلہ قریب آیا تو حضرت ابوذر کی بیوی نے انہیں روکا اور حضرت ابوذر کے انتقال کی اطلاع دی اور ان کا پیغام پہنچایا۔ یہ سب حضرات انا للہ پڑھتے ہوئے فوراً اونٹوں سے نیچے اتر گئے۔ پھر حضرت ابوذر کو انہوں نے غسل دیا اور اسی قافلہ کے ایک انصاری نوجوان نے کفن کے لئے دو چادریں دیں جو اپنے احرام کے لئے وہ گھر سے لے کر چلے تھے۔ حضرت ابوذرؓ نے تو اپنے لئے گھر میں کفن بھی نہیں چھوڑا تھا۔ قافلے والے حضرات نے ہی قبر تیار کر کے دفن کیا اور وصیت کے مطابق کھانا کھا کر واپس ہوئے اور جیسا کہ روایات میں ہے حضرت ابوذر کی اہلیہ کو بھی اپنے ساتھ مکہ معظمہ لے گئے۔

حضرات غور فرمائیے کہ حضرت ابوذرؓ کا یقین کس قدر پختہ تھا۔ حالانکہ حج میں تھوڑا

وقت رہ جانے کی وجہ سے قافلوں کی آمد ورفت اس وقت اس راستہ سے نہیں ہو رہی تھی اور کسی قافلہ کا ادھر سے گزرنا بظاہر خلاف قیاس بھی تھا لیکن اس کے باوجود ان کو پورا پورا یقین تھا اور یقین بھی ایسا پختہ کہ آنے والوں کے لئے وہ کھانا تیار کرنے کا حکم بھی دیتے ہیں اور بکری کا بچہ ذبح کرا کے چولھے پر چڑھوا دیتے ہیں کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشینگوئی دی تھی تو وہ کیسے جھوٹی ہو سکتی ہے خواہ اسباب نظر آئیں یا نہ آئیں۔ حقیقتاً ایمان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اسی قسم کے یقین کا نام ہے۔

اللہ کی نظر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام

بہرحال حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی اللہ کے ذکر اور آخرت کے فکر کی زندگی تھی۔ قرآن میں اسی زندگی کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءِ الزَّكَوٰةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ

یعنی وہ ہر حال میں ذاکر اور باخدا تھے۔ نماز کے وقت وہ نماز کے ذریعے خدا کو یاد کرتے تھے۔ تجارت اور خرید و فروخت اور اس طرح دوسرے معاملات میں وہ اللہ کے احکام کی پابندی کے ذریعہ اللہ کو یاد رکھتے تھے۔ مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر ان کا ذکر تھا۔ حاجتوں اور مشکلوں میں دعا اور استعانت' اور خطا ہو جانے پر استغفار اور سچی توبہ اور سزا کے لئے خود اپنے آپ کو پیش کر دینا ان کی عام سیرت تھی وہ قیامت کے اس آنے والے دن سے ڈرتے اور لرزتے رہتے تھے جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ یہ صفت اکا دکا نہیں بلکہ پوری جماعت کی صفت تھی جس سے جماعت صحابہؓ کا کوئی فرد بھی خالی نہ تھا۔

صحابہ کی کامیابیوں کا راز

غرضیکہ قدوسیوں کی اس پوری جماعت میں اتباع رسولؐ اور ذکر الٰہی ان کی محبوب ترین دولت تھی۔ اس کی برکت سے انہوں نے پوری کائنات کو تسخیر کیا۔ قیصرو

کسریٰ کی قبائیں نوچیں اور بڑے بڑے صاحب جبروت بادشاہوں کے تاج پاؤں کی ٹھوکر تلے روند ڈالے۔ مہینوں اور ہفتوں میں دنیا کا جغرافیہ بدل ڈالا وہ دشمن کے مقابلہ میں جب صف آراء ہوتے تو اپنی فوج کو بینڈ کی بجائے ذکر اللہ کا ترانہ گانے کا حکم دیتے۔ اور ان کی نظر ظاہری ساز و سامان ہونے کے باوجود دعاؤں کے بم اور دعا کی ایٹمی طاقت پر زیادہ لگی رہتی تھی اسی لئے عین حالت جنگ میں بھی وہ نمازوں کو اپنے اوقات سے موخر بھی نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے دشمنوں کے قلوب دور دور سے ہی ان کے نام اور تصور سے سہمے رہتے تھے۔

جدھر رخ کیا سلطنت زیر فرماں جدھر آنکھ اٹھائی ممالک مسخر
لڑائی میں اک اک دس دس پہ بھاری شہیدان بدر شجاعان خیبر
لگیں دشمنوں کے تیز ہو کے چھرے اگر پھینکتے ہیں لے کے مٹھی میں کنکر
بھگایا ہے اعداء کو یوں غازیوں نے اڑا کر ہوا جیسے لے جائے مچھر

اتباع رسول کی برکت سے کائنات کی تسخیر

دین اسلام کی پابندی اور اتباع رسول کی برکت سے ان کی آخرت بھی سنوری اور دنیا میں فتح وظفر حاصل کی۔ ان کی زندگیوں میں سکون اور راحت کے خزانے بکھرے ہوئے تھے۔ جنت کی بشارتیں ان کے لئے ہیں۔ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا ہے ملائکہ آسمان سے ان کے لئے سکینہ لے کر حاضر ہوتے تھے۔ سمندر ان کی فوج کو راستہ دے دیتے تھے۔ فرشتے جنگوں میں حاضر ہو کر ان کے ساتھ شرکت کرنا اپنا فخر سمجھتے تھے وہ جس ملک میں نکل گئے وہ ملک ان کا گرویدہ بن گیا آخر وہ نوبت بھی آ گئی جبکہ دشمن اہل کتاب نے ان کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے کہ یہ امت تو وہی امت ہے جس کا تذکرہ ہم پہلے سے اپنی کتابوں میں پڑھتے چلے آئے ہیں۔ اور کسی جنگ کے بغیر اپنا ملک ان کے حوالے کر دیا۔ غرضیکہ وہ دنیا کی نظروں میں ایسے سربلند کہ اگر ان پر بادشاہوں کی نظر

پڑتی تو وہ مرعوب ہو جاتے اور اگر اہل کتاب ان کو دیکھتے تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری بھی بھلا ان سے کیا افضل ہوں گے۔

جب عجم کے شہروں میں ان کا ورود اور گزر ہوا تو ہزار ہا انسان محض ان کے نورانی چہرے دیکھ کر ایمان لے آئے اور ان کے دلوں نے شہادت دی کہ یہ جھوٹوں کے چہرے نہیں ہو سکتے۔ عرب کے ان چند بادیہ نشین مٹھی بھر انسانوں نے روم اور فارس کے دفتر الٹ کر رکھ دیئے جو بھی قوی سے قوی اور زور آور سے زور آور سلطنت ان سے ٹکرائی پاش پاش ہو گئی سیم و زر کے تمام دریاؤں کا رخ مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا۔ دنیا کا رزق ان کے ہاتھوں بٹنے اور تقسیم ہونے لگا۔

غرضیکہ دنیا نے جب سے جنم لیا آسمان نے جب سے سایہ ڈالا۔ زمین نے جب سے اپنی پشت پر اولاد آدم کو اٹھایا۔ کبھی ایسا عظیم، سریع الاثر اور محیر العقول انقلاب چشم فلک نے دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی اس مقدس جماعت سے بڑھ کر بجز انبیاء علیہم السلام کے کوئی پاکباز، مطہر و مزکی جماعت اس نیلی چھت والے آسمان کے نیچے موجود ہوئی۔

کاش اپنے نبی پاک کا لایا ہوا نظام حیات جو اس قدوسی جماعت نے اپنایا تھا اگر دنیا اس کو محفوظ رکھتی تو یقین کیجئے آج امپیریلزم اور کمیونزم کی یہ بھیانک جنگ دنیا کے کسی خطہ میں آپ کو نظر نہ آتی۔ اگر آج بھی اس پر غور کر لیا جائے تو دنیا کو پھر اس جنگ زرگری سے نجات مل سکتی ہے۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوق اطاعت

اسلام کے فروغ میں سب سے زیادہ اہمیت جس چیز کو حاصل ہے وہ عشق رسول ہی ہے۔ یہ عشاقِ رسول ہی تھے جو اسلام کے پیغام کو لے کر کوہ و دشت میں سرگرداں پھرتے تھے۔ اس عشق کا ہی کرشمہ تھا جس نے ان لوگوں کو سیلاب باطل کے مقابلے میں دیوارِ حق بنا دیا تھا۔ اس عشق کا جادو ہی تھا جو قیصر و کسریٰ جیسی عظیم طاقتوں کے سر چڑھ کر بولا۔ یہ حب مصطفیٰ اور عشق مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا جس نے میدانِ وفا میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو صبر، زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ کو استقلال، بلال رضی اللہ عنہ وصہیب رضی اللہ عنہ کو ثابت قدمی، خالد بن ولید کو شجاعت اور طارقؒ بن زیاد کو اولوالعزمی عطا کی تھی۔ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سوز و تپش نے ہی تو عرب کے صحرانشینوں کو تاجِ ایران اور تختِ روم کا مالک بنایا تھا۔ یہی وہ جذبہ تھا جس نے انہیں زندگی کے ہر میدان میں کامیابی عطا کی تھی۔

محبت کا دعویٰ اور اس کا تقاضہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جوشِ محبت اور ذوقِ عشق ہم لوگوں کی طرح محض زبانی دعویٰ نہیں تھا۔ آج ہم لوگ ہیں جو صرف زبان سے حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس دعویٰ کے صلہ میں اپنی مغفرت کو یقینی خیال کرتے ہیں۔ گویا اس نام نہاد دعویٰ سے اللہ تعالیٰ پر (نعوذ باللہ) ہماری مغفرت لازم ہوگئی کیا یہی حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہم نہ تو احکامِ الٰہی کی

پابندی کریں اور نہ اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس؟ کیا یہی عشق نبی ہے کہ ہم پوری زندگی کو لہو ولعب میں گزار دیں اور دین کا خیال تک نہ آئے اور اپنے اس خالصتاً زبانی دعوے پر خود کو جنت کا حقدار تصور کرنے لگیں۔

محض زبان سے محبت کا دعویٰ محبت کی دلیل نہیں بن سکتا ہے۔ کوئی شاگرد اگر زبان سے یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنے استاد کا فرمانبردار ہے اس کی بہت عزت کرتا ہے، اس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہے، اس کے حکم کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ نہ اس کے دیئے ہوئے سبق کو یاد کرتا ہے نہ کلاس میں پابندی سے حاضر رہتا ہے۔ سکول کے اوقات میں کھیل تماشوں میں گھومتا پھرتا ہے۔ کتاب پڑھتا ہے نہ فیس دیتا ہے۔ تو پھر اس کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ ہے فریب ہے۔ ایسا طالب علم اپنے امتحان میں شرطیہ ناکام ہوگا۔

دراصل یہ محض ایک ایسا تصور ہے جو ایمان کی کمزوری کے سبب پیدا ہوتا ہے جس طرح عیسائیت میں یہ تصور پیدا ہوگیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی امت کی خاطر اپنا خون بہا دیا اور اب مغفرت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ بھیڑوں کے اس گلہ میں شامل ہو جائیں جس کی گلہ بانی حضرت عیسیٰؑ کر رہے ہیں۔ ان کے خون کے بدلے میں ہم سب کی مغفرت قبول اور گناہ معاف ہو گئے۔ اب ہمارے اعمال اعمال کی پرسش ہمارے نجات دہندہ (Sarrour) کی قربانی کی وجہ سے نہیں ہوگی۔ اس تصور نے عیسائیوں پر یہ اثرات مرتب کئے کہ وہ برے سے برے افعال اور گندے سے گندے اعمال میں ملوث ہوتے چلے گئے۔

ٹھیک اسی طرح یہ تصور ہمارے ذہن وفکر میں بھی گھر کر چکا ہے۔ ہمارے کچھ نام نہاد رہبر اس تصور کو تقویت دے رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین سے محبت کا یہ نام نہاد دعویٰ ہی ہماری مغفرت کا ضامن ہے۔ چونکہ ہم اللہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں اور وہ ''رحمتِ عالم'' ہیں اس لئے وہ ہماری شفاعت فرمائیں گے اور ہماری مغفرت ہو جائے گی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامیابی کا راز

داعیٔ اسلام نے جب پیغامِ حق دیا تو ان کی آواز پر لبیک کہنے والے چند غلام، کچھ نوعمر لڑکے، کچھ عورتیں اور کچھ بوڑھے تھے۔ ایک یتیم اور بے سہارا شخص مادی اعتبار سے دیکھا جائے تو نہ کوئی طاقت وحکومت، نہ مال ودولت، نہ رؤساؤ امراء کی امداد۔ تیرہ سال کی مسلسل کوشش وجستجو کے بعد ایک مختصر سی جماعت تیار ہوئی وہ بھی مادی طور پر اتنی کمزور کہ مکہ کے شب وروز اس پر تنگ تھے مگر اصل چیز یہ تھی کہ ان کے عشق کی بلندیاں آسمان کو چھونے والی تھیں۔ ان پر اذیتوں کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں مگر سچے عشاق کی زبانوں سے اُف تک نہیں نکلتی۔ کبھی جلتی ریت پر گھسیٹے جاتے ہیں تو کبھی لوہے کی زرہیں پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑے کر دیئے جاتے ہیں، کبھی چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دی جاتی ہے تو کبھی انگاروں پر لٹایا جاتا ہے۔ ان کے محبوب کا بھی یہ حال ہے کہ کبھی ان کو قریش کے سردار زخمی کر دیتے ہیں تو کبھی ان کی گردن میں چادر ڈال کر اینٹھتے ہیں اور کبھی سجدہ کی حالت میں ان کی پشت پر غلاظت رکھ دیتے ہیں۔ جو ان کی حمایت کا دم بھرتا ہے اس کا مقاطعہ (SocialBoycott) کر دیا جاتا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ظاہری طور پر اتنی کمزور جماعت جس کے پاس کسی طرح کے مادی وسائل نہیں تھے۔ اپنے اتنے طاقتور دشمن پر کس طرح حاوی آ گئی؟ چند غلاموں، بوڑھوں اور لڑکوں نے اول عرب کے نامور سرداروں کو خاک میں ملا دیا۔ پھر عرب کے صحرا سے نکل کر ایران وروم کی حکومتوں کو تہ وبالا کر ڈالا، ان حکومتوں کو جن کا ثانی دنیا میں نہیں تھا۔

دراصل اس عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی جماعت تشکیل دی جس کی زندگی کا حاصل محمد! محمد!!...... محمد!!! صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ وہ گروہ تھا جو فنافی الرسول تھا۔ ان کا کردار اُسوۂ رسول کے سانچہ میں پوری طرح ڈھلا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کا شعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو

''جب تک تم اپنے باپ، اپنے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگو، تب تک تم مومن نہیں ہو سکتے۔''

حقیقی محبتِ رسول

اور وہ لوگ واقعی ایمان کے اس درجہ کو پہنچ چکے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حقیقی بیٹا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کفار کے ساتھ بدر کے میدان میں موجود تھا۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو تلوار لے کر اس کے قتل کو لپکے اور پکارا کہ ''اے اللہ کے دشمن سن!'' مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے پر آپ اس کے قتل سے باز رہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کر ڈالا۔ اسی میدان میں حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عتبہ بن ربیعہ کو مقابلے کے لئے طلب کیا مگر وہ سامنے نہ آیا۔

عاص بن ہشام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حقیقی ماموں تھا جب وہ ان کی زد میں آیا تو پکارا ''انت یا ابن اُختی!'' (میرے بھانجے کیا تو مجھے قتل کرے گا؟) تو حضرت عمر نے کہا: ''**نعم یا عدو اللہ**'' (ہاں اے اللہ کے دشمن) اور اس کا کام تمام کر ڈالا۔

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن انکے سمجھانے پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے سے باز نہ آئی تو انہوں نے اس کافرہ کو قتل کر ڈالا۔ ان کے خون کی محبت عشق رسول کے مقابلے میں کہاں ٹکنے والی تھی۔

صحابہ کرام اُسوۂ رسول کی پابندی کا خیال زندگی کے ہر میدان میں رکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ ان کی زندگی میں پوری طرح اُتر چکے تھے امانت و دیانت، عدل وانصاف، ایثار وقربانی، حق گوئی و بیباکی، عفوودرگزر، عفت و پاکبازی، شرم وحیا، عدل وانصاف ان کی زندگی میں رچ گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تین سو تیرہ افراد کی بے سروسامان ایک مختصر جماعت، جس میں بوڑھوں بچوں اور غلاموں کی کثرت تھی، بدر کے میدان میں ایک ہزار جنگجو لوگوں پر،

جو ہر طرح کے سامانِ حرب سے لیس تھے، بھاری ثابت ہوئی۔

یہ عشق رسول ہی کا پیدا کیا ہوا جوش تھا کہ جب آپ بدر میں لشکر کو ترتیب دیتے ہیں تو بچے اپنا لمبا قد ظاہر کرنے کے لئے ایڑیاں اٹھا لیتے ہیں اور بوڑھے اپنا سینہ پھلا کرا کڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ کہیں ان کی کمزوری کی بنا پر انہیں جنگ کی شرکت سے روک نہ دیا جائے اور وہ اپنے محبوب کی حفاظت میں جان دینے سے محروم نہ رہ جائیں۔ اُحد کے میدان میں وقتی طور پر کفار غالب آ جاتے ہیں۔ ان کی بھرپور کوشش ہے کہ شمع نبوت کی اس لَو کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیں۔ مگر پروانے اس شمع کے گرد جمع ہیں عشق کی آگ میں خود کو خاکستر کیے ڈالتے ہیں۔

حضرت ابودُجانہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں کہ دشمن کے تیروں کی طرف اپنی پشت کر کے اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی تیر رسول اللہ کو نقصان نہ پہنچا دے یہاں تک کہ ان کی کمر چھلنی ہو جاتی ہے اور گر پڑتے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نشانِ رسول کو بلند کیے ہوئے ہیں۔ دشمن ے وار سے ہاتھ کٹ جاتا ہے تو دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔ جب وہ ہاتھ بھی ٹ جاتا ہے تو دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے نشان کو سینے سے لگا کر تھام لیتے ہیں اور جب تک دشمن ان کو شہید نہیں کر دیتا تب تک علمِ رسول کو بلند ہی رکھتے ہیں۔

حضرت طلحہؓ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے تو اس خوف سے ڈھال اٹھانے کے لئے نہیں جھکتے کہ کہیں وہ جھکیں اور کوئی وار ان کے محبوب پر ہو جائے۔ ہر وار کو اپنے ہاتھ پر ہی روکتے ہیں یہاں تک کہ اس عاشق صادق کا ہاتھ زخموں سے شل ہو جاتا ہے۔

واقعہ۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی صبح کفار کے سامنے واقعہ معراج بیان فرمایا تو انہوں نے ٹھٹھا لگایا۔ صدیق اکبرؓ کہیں باہر تھے۔ بعض کفار نے ان سے جا کر کہا کہ تمہارے صاحب اس قسم کی ناقابل یقین باتیں کہتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ نے بلا تامل جواب دیا۔

لقد صدق وانی لاصدقه

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

بعثت نبوی کے ابتدائی زمانے میں ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کعبہ کیلئے حرم کے اندر تشریف لے گئے۔ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو غضب ناک ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا۔ کسی نے صدیق اکبرؓ سے جا کر کہا کہ اپنے صاحب کی خبر لو۔

صدیق اکبرؓ دوڑتے ہوئے حرم میں پہنچے۔ اپنے آقا و مولا پر کفار کو حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا تو غم وغصہ سے از خود رفتہ ہو کر مجمع کفار میں گھس گئے، کسی کو مارتے کسی کو ہٹاتے اور کہتے جاتے **ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله وقد جاء کم بالبینت من ربکم۔**

یعنی تم پر افسوس ہے کہ تم ایک ایسے شخص کو اس کہنے پر مار ڈالتے ہو کہ میرا رب اللہ ہے اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ کی جانب سے روشن دلیلیں تمہارے پاس لایا ہے۔

صدیق اکبرؓ کی مداخلت مشرکین کو سخت ناگوار گزری۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو چھوڑ دیا اور سب ان پر ٹوٹ پڑے۔ اتنا مارا کہ لہولہان ہو گئے۔ پٹتے جاتے اور کہتے جاتے تھے۔ تبارک۔ یاذالجلال والاکرام۔ ''اے عزت وجلال والے تیری ذات بابرکت ہے''۔

ان کے اہل قبیلہ بنو تیم کو پتہ چلا تو وہ بھاگم بھاگ حرم پہنچے اور انہیں مشرکین کے پنجہ ستم سے چھڑا کر گھر لے گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس سانحہ کے بعد صدیق اکبرؓ گھر پہنچے تو ان کا یہ حال تھا کہ سر پر جس جگہ سے ہاتھ لگتا وہیں سے بال جھڑ جاتے۔ گھر پہنچ کر بے ہوش ہو گئے۔ بڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو سب سے پہلے جو الفاظ زبان سے نکلے وہ یہ تھے۔ ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟''

اے رے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ خود موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں لیکن سلامتی کی فکر ہے تو صرف اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ جب ان کو بتایا گیا کہ حضور بفضل خدا بخیر ہیں تو اس وقت ان کو چین آیا۔

واقعہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ہدایات کا تو پاس کرتے ہی تھے یہ بھی خیال رکھتے تھے کہ کس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا طرز عمل ہوتا تھا۔ زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو سامنے رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و عمل کو اپنی زندگی میں اُتارنے کی کوشش کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کی تعظیم و توقیر کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی ان کی بے پناہ تعظیم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اُمّ ایمنؓ کے یہاں پابندی سے جانے لگے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی کنیز تھیں۔ بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کے فرائض انہوں نے ہی انجام دیئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کردیا اور ان کا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ کبھی کبھی اُمّ ایمنؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ بھی ہو جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ پابندی سے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے ان سے دریافت کیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ بڑی پابندی سے اُمّ ایمنؓ کے یہاں جاتے ہیں۔"

فرمایا: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر اُمّ ایمنؓ کے یہاں اسی طرح جاتے رہے؟ پھر میں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر آپ کی اتباع نہ کروں۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی بھر اس سلسلے کو اسی طرح جاری رکھا۔ (استیعاب تذکرہ اُمّ ایمنؓ)

واقعہ۔ میدانِ بدر میں قریش بڑے عجیب انداز میں دو گروہوں میں بٹ کر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ایک طرف اللہ کے دوست تھے۔ دوسری طرف اسکے

دشمن۔ ان میں سب قریبی عزیز اور رشتہ دار تھے۔ ایک طرف باپ تھا تو دوسری طرف بیٹا۔ ایک طرف چچا تھا تو دوسری طرف بھتیجا۔ ایک طرف سسر تھا تو دوسری طرف داماد تھا۔ ایک طرف ایک بھائی تو دوسری طرف دوسرا بھائی۔ لیکن ایک طرف ہٹ دھرم مشرکین تھے اور دوسری طرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالے شیدائی تھے جن کیلئے سب قرابتیں، سارے رشتے اللہ کے رشتہ میں ہیچ تھے۔

واقعہ۔ ایک مرتبہ کسی معاملے میں ایک منافق بشر اور ایک یہودی کے درمیان کچھ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے جھگڑے کا فیصلہ کر کے واپس بھیج دیا۔ وہ یہودی تو اس فیصلہ پر راضی تھا مگر بشر کو یہ فیصلہ تسلیم نہ تھا۔ چنانچہ وہ اس یہودی کو لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا کہ وہ انکے جھگڑے کا فیصلہ کر دیں۔ یہودی نے انکو بتایا کہ "اس نزع کا فیصلہ تو حضرت ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کر چکے ہیں۔ حالانکہ میں یہودی ہوں لیکن اس فیصلہ کا احترام کرتا ہوں جبکہ یہ شخص مسلمان ہو کر بھی اسکو ماننے سے انکار کر رہا ہے اس لیے مجھ کو آپکے پاس لایا ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشر سے اس بات کی تصدیق کی تو سچ نکلی۔ انہوں نے کہا تم لوگ ذرا ٹھہرو میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ فوراً گھر میں گئے اور ننگی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نکلے۔ انہوں نے اس منافق کی گردن پر اس زور سے تلوار کا ہاتھ مارا کہ گردن اُتر کر دُور جا پڑی اور فرمایا: "جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا اس کا فیصلہ میں اسی طرح کیا کرتا ہوں۔" (خلفائے راشدین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اسلام پیش کیا تو انہوں نے اس کو فوراً قبول کر لیا۔ جب ان کے چچا ابن عاص کو پتہ چلا تو وہ بہت غصہ ہوا۔ اس نے پہلے ان کو سمجھایا کہ وہ اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر ان دیکھے خدا کو نہ پوجیں۔ جب انہوں نے اسلام چھوڑنے

سے انکار کیا تو اس کو سخت طیش آیا، کہا ''دیکھ! تیرا خدا تجھ کو میرے ہاتھوں موت سے کس طرح بچا سکتا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسیوں سے جکڑ دیا اور بے تحاشا مارنا شروع کر دیا اور اس قدر مارا کہ آپ کا تمام جسم لہولہان ہو گیا۔

جب وہ مارتے مارتے تھک گیا تو بولا ''عثمان اب بتا تیری توحید کا نشہ کچھ اترا یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں اب تو اپنے اکلوتے خدا کو بھول گیا ہو گا۔'' کہا ''چچا اسلام کو چھوڑنا تو بڑی بات ہے ابھی تو میرے دل میں اسلام چھوڑنے کا وسوسہ بھی پیدا نہیں ہوا ہے۔''

ابن عاص کو ایک بار پھر تاؤ آ گیا اور اس نے آپ کو پھر مارنا شروع کر دیا آپ نے کہا ''چاہے تم میرے جسم کے ٹکڑے کر ڈالو، چاہے جس قدر تکلیفیں دو لیکن اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے سے مجھے نہیں ہٹا سکتے۔'' ابن عاص یہ سن کر چمڑے کا کوڑا نکال لایا اور انہیں کھجور کی رسی سے جکڑ کر باندھ دیا۔ پھر کوڑے مارنا شروع کر دیئے، کوڑا جس طرف جسم پر پڑتا تھا کھال ادھیڑ دیتا تھا، تمام جسم زخموں سے چور ہو گیا اور خون کی دھار بہنے لگی۔ ابن عاص نے کہا ''اب میں تجھے کوٹھڑی میں بند کرتا ہوں کل پھر اسی طرح سزا دوں گا۔'' لیکن یہ ایذائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے دل سے نہ نکال سکیں۔ (تاریخ الخلفا۔ خلفاء راشدین)

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اللہ کی راہ میں اپنی محبوب سے محبوب تر چیز کو بھی قربان کرنا پسند کرتے تھے۔ یہ بڑے شجاع اور جانباز تھے۔ میدانِ بدر میں یہ اللہ کے دین اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار تھے۔

بدر میں ان کا باپ عبداللہ بن جراح بھی کفار کی طرف سے آیا تھا وہ ان سے ایمان لانے کی وجہ سے سخت ناراض تھا۔ دوران جنگ کئی بار تاک تاک کر ابو عبیدہؓ کو نشانہ بنایا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کچھ دیر تو طرح دیتے رہے جب دیکھا کہ وہ باز نہیں آتا تو کہا ''لاؤ اس دشمن خدا کا کام کر ہی ڈالوں۔'' یہ کہہ کر ایک ہاتھ ایسا کاری مارا کہ عبداللہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ (اسد الغابہ)

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عاشقانہ تعلق

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے تمام مدینے والوں کو آخری وصیت کے لیے بلایا اور بہت سی نصیحتیں کیں۔ پھر فرمایا: ''مجھ پر جس کا جو حق ہو وہ آج لے لے' کسی کا قرض ہو تو وہ بے باق کر لے' کسی کو گالی دی ہو' ستایا ہو یا دل آزاری کی ہو تو وہ اپنا بدلہ لے لے تا کہ میں آخرت کے عذاب سے محفوظ رہوں۔''

مہاجرین اور انصار کے دل غم واندوہ سے پھٹے جا رہے تھے۔ وہ سب صبر کیے کھڑے رہے' سب طرف سناٹا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ان باتوں کو دُہرا کر بدلہ لینے کیلئے اصرار کر رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا پیارا وہی ہے جو اس وقت مجھ سے اپنا حق لے لے۔''

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجمع میں سے کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ''مجھے اپنا حق لینا مقصود نہیں تھا' مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصرار ہے اس لیے ایسا کہہ رہا ہوں' ایک مرتبہ جب تبوک کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کو تیز کرنے کے لیے کوڑا اچلایا تو وہ میرے مونڈھے پر پڑا اور میرے چوٹ لگ گئی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عکاشہ! تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھے عقبیٰ کی فضیحت سے بچالیا۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ''سلمان! جاؤ میرا کوڑا فاطمہ کے گھر ہے' تم اس کو لے آؤ۔''

سلمان فارسیؓ روتے ہوئے سیدہ کے گھر گئے اور وہ کوڑا جو سفر تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا لے کر مسجد نبوی میں لوٹے' کوڑے کو دیکھ کر سب صحابہ پھوٹ پھوٹ کو رونے لگے۔ اندر ہی اندر سب کو عکاشہ پر بہت غصہ آ رہا تھا' سب چاہتے تھے کہ اس کوڑے کے بدلے میں عکاشہؓ انہیں کتنے ہی کوڑے ماریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی جانب رخ کیا اور کہا ''عکاشہ! اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو بلا مروّت ایسا

ہی کوڑا میری پیٹھ پر مار جیسے تیرے لگا تھا تا کہ میں عذاب آخرت سے بچ سکوں۔"

عکاشہؓ نے کہا"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میری پیٹھ پر کوڑا پڑا تھا تو میں برہنہ پیٹھ تھا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کندھے سے ہٹا دی' مہر نبوت نظر آنے لگی۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہر نبوت کو دیکھا' وجد میں جھومنے لگے اور مہر نبوت کے بوسے لینے لگے اور عرض کیا" یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان' نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوڑا مارا اور نہ مجھ میں انتقام لینے کی جرأت' بس آخری وقت میں مہر نبوت کی زیارت کر کے اپنے اوپر آتش جہنم کو حرام کرنا چاہتا تھا۔" (سید المرسلین ص ۱۷۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق و محبت اور کمال اطاعت کے واقعات اپنی مثال آپ ہیں۔ ان ایمان افروز واقعات کی روشنی میں ہم اپنا محاسبہ کر سکتے ہیں کہ ہم خود کو عاشق رسول تو کہلاتے ہیں لیکن ہمارا جذبہ اطاعت اس قدر سرد ہو چکا ہے کہ ہمیں محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی شکل و صورت اپنانے کی بھی ہمت نہیں ہوتی۔ اگر محبت اطاعت کا جذبہ اجاگر نہیں کرتی تو وہ محبت نہیں بلکہ خوش فہمی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ واقعات اس کتاب کا مقدمہ ہے جو داڑھی کے موضوع پر ترغیب و ترہیب پر مشتمل اصلاحی مضامین کا مجموعہ ہے۔

اتباع سنت

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئ عارفی رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔
دین بڑی نعمت ہے اللہ پاک کی ہمارے لئے' ہم اس کی قدر نہیں کرتے' آج جس صورت میں بھی دین ہمارے پاس ہے بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا' اس کی ناقدری نہ کیجئے' ہمارے حضرت نے فرمایا' جس امتی کے دل میں دین کی تھوڑی سی بھی عظمت و محبت ہے' ان شاء اللہ نجات ہو جائے گی' خواہ اعمال میں کوتاہی کیوں نہ ہو اور صحیح معنوں میں امتی تو وہی ہے جس کے دل میں اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہے۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے۔
جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہونگے' حوض کوثر پر اس وقت ایک گروہ آ کر کہے گا کہ ہم بھی آپکے امتی ہیں لیکن فرشتے کہیں گے کہ نہیں انہوں نے سینکڑوں فتنے پیدا کر دیئے تھے' بعد میں آپکے دین میں نئی باتیں شامل کر دی تھیں۔ آپ فرمائیں گے دور ہو' دور ہو۔

حقیقت دین

دیکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ دین بھی ہمارے پاس پورا ہے یا نہیں' کمزور ہے یا قوی ہے لیکن یہ بعد میں دیکھا جائے گا اس وقت تو اس کی فکر کرنا ہے کہ روزہ' نماز' حج' زکوۃ ہی صرف دین نہیں ہے۔ دین کے پانچوں عنوان پر عمل تم پر فرض ہے' جہاں جہاں صورت

دین نظر آتی ہے مگر حقیقت دین مفقود ہوتی چلی جارہی ہے' ہمارے دلوں میں دین کی عظمت ومحبت نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم کو دین کا صحیح علم ہی نہیں ہے' جس کی وجہ سے تاویلیں اور مصلحت اندیشی سے کام لینا شروع کردیا ہے' آپ نے اپنے منشاء کے مطابق دین کے ہر معاملہ میں تاویلیں کرلیں' پھر وہ اصل دین کہاں رہا' لا الہ الا اللہ اب آپ کہیں گے' پھر وہی بات دہراتا ہوں' کیا کروں آج کل کا خطرناک ماحول ہر وقت پیش نظر ہے' پھر تکرار کرنا ہی پڑتا ہے' دین کی عظمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ تمام امور زندگی میں احکام الٰہیہ کے آگے بے چون و چرا سر جھکا دیا جائے لیکن عظمت پیدا ہوتی ہے' اللہ کے احکام کا علم ہونے پر جب احکامات شرعیہ پر عمل کیا جاتا ہے تو اس پر وعدہ ہے حیات طیبہ اور نجات اخروی کا اور یہ اعلان بھی ہے کہ اگر ان احکام کی خلاف ورزی کی تو ابدالآباد تک جہنم کی آگ اور عذاب والی زندگی ہے...... الامان الحذر

ایمان کا حق واجب

عظمت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے دین کا علم نہ ہونا' اس کا سبب یہ ہے کہ دین حاصل کرنے کے ذرائع بہت کم ہیں' دین کی عظمت پیدا ہوتی ہے' اس پر غور کرنے سے کہ کتنے انعامات الٰہیہ ہر لحہ ہم پر ہوتے رہتے ہیں اور کتنے جہنمی اعمال سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بچا رکھا ہے۔ علم حاصل ہوتا ہے اہل علم کی صحبت سے اور اہل علم کی کتابوں سے ان سے ضرورت کے مطابق دین کے مسائل معلوم ہوجاتے ہیں' عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بہشتی زیور بہت جامع کتاب ہے' اس سے بہتر دینی معلومات کی کوئی کتاب آسان اور مکمل ایسی جیسی دوسری نہیں ہے۔ ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ علم دین والے علمائے دین کہلاتے اور محبت پیدا کرنے والے صوفیاء اولیاء کرام دونوں سے تعلیم و تربیت کے بعد دین کی عظمت بھی پیدا ہوتی ہے اور محبت بھی اور اسی تعلیم و تربیت سے ہمارا ایمان و اسلام مکمل ہوتا ہے' اللہ سے محبت کرنے کے انداز بھی سیکھنے

کے قابل ہیں، اب اس زمانے میں اس طرح دین حاصل کرنے کا کہیں موقع ہی نہیں ملتا اور نئی نسلیں تو ان سب باتوں سے بیگانہ ہوتی چلی جاتی ہیں کیونکہ اس طرح کی تعلیم وتربیت کے مواقع ہی نصیب نہیں ہیں، اب جو کچھ بھی وضع داری، رواداری پہلے لوگوں کی رہ گئی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور اب یہ بھی سلب ہوتی جارہی ہیں...... اس سے آج کل تو ہمارا یہ حال ہے کہ اللہ کے انعامات کا استحضار ہی نہیں ہے اور اسی وجہ سے شکر کی توفیق نہیں ہے۔

اب ہم کو کرنا چاہیے کہ اللہ کے دین کی عظمت ومحبت پیدا ہوجائے تاکہ ہماری نجات ہوسکے، اس کے لئے تھوڑا اہتمام کرنا ضروری ہے، اس کے لئے اپنا جائزہ لیجئے، آپ کتنے دیندار ہیں، میں اپنی اور آپ کی خیراندیشی کے لئے یہ مختصر بات عرض کررہا ہوں۔

نماز کی پابندی کے ساتھ فرائض وواجبات حقوق کا علم کیا کیا ادا کررہے ہیں، کیا صرف کہ اس نے اطاعت کی میری تو اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بتارہے ہیں تاکہ آپ کی عظمت ومحبت ہمارے دل میں اتر جائے اور ہم ان کی اتباع کرکے اپنے ایمان واسلام کا حق واجب عملاً ادا کریں۔

اسلامی زندگی

اگر ہم چاہتے ہیں کہ محبت وعظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہو اس کیلئے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے اور جب اللہ کے پیارے سے محبت کرو گے تو اللہ کی نظر میں تمہاری کیا حیثیت ہوجائیگی، ہمارے آپکے سارے دن کی زندگی کے اعمال اتباع شریعت کے تحت ہوجائینگے۔

ہماری آپ کی معرفت یہی ہے کہ صبح سے شام تک کی زندگی کو دیکھ لیں، حقوق اللہ، حقوق العباد، حقوق نفس یہ کس طرح ادا ہوتے ہیں، یہ جو کچھ بھی سنت کے مطابق ہوگا ہمارا وہی عمل مقبول ہوگا، پھر وہی بات ہے یہ انداز زندگی کس طرح حاصل ہو، برخلاف اس کے آج کل کے معاشرہ میں ہمارا ایمان خطرہ میں ہے، گھر گھر ٹیلیویژن، تصاویر، گانے

بجانے، میز کرسی پر کھانا، محرم نامحرم کا اختلاط غیر مذہبی تعلیم وتمدن لڑکے لڑکیوں کے بے پردہ لباس کھلا ہوا بدن اس میں کون سی ادا اسلامی زندگی کی ہے، تم جب پانچ سات افراد پر اسلامی حکومت قائم نہیں کر سکتے اور بلند و بانگ دعوے پر جوش نعرے لگا کر سارے ملک میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کہاں جارہے ہو، پہلے اپنی زندگی کو تو اسلامی بنالو۔

اسلامی لباس

اللہ پاک نے تو انسان کو بہترین خلعت عطا فرمائی اور انسان اسفل السافلین میں چلا جارہا ہے، تم نے تو نصرانیوں کی وضع کے کپڑے پہن لئے اور دربار الٰہی میں انداز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے نماز کے لئے کھڑے ہوگئے، اب تو اللہ کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے مگر یہ وضع نماز کے وقار کے خلاف ہے، یہ بے ادبی تم کس تاویل سے جائز کر لیتے ہو جو قطعی ناجائز ہے، اگر تمہاری عورتوں کے سر ڈھکے ہوں، جسم ننگا نہ رہے تو کون تمہاری گردن دبائے گا، ہاں ابلیس زدہ ذہنیت والے لوگ ضرور فیشن کے خلاف کہیں گے، مگر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تو شریفوں کا لباس اسلامی ہے تم کو کوئی سونے کے زیور کے دام لے کر پیتل کا زیور دے دے تو تم کیا سوچو گے، کیا کہو گے، تم خود یہ دھوکہ والی بات کرتے ہو کہ نماز پڑھتے ہو اور لباس ہے فرنگیوں کا، پہلے زمانہ کے لوگ اس لباس کو رذیلوں، کمینوں اور ننگوں کا لباس کہتے تھے جس کو تم نے آج شریفوں کے لباس کا نام دے رکھا ہے۔

نصرت خداوندی

ہاں مجرم ہو کر ان بے حیائیوں کا اعتراف کرلو اور ان کو چھوڑنے کا ارادہ بھی ہو تو پھر اللہ تمہارے لئے اپنی آخرت کا سامان بھی ایسا ہی پیدا کردے گا تم کو مدد ملے گی انکو چھوڑنے میں۔

ایک صاحب لاہور سے آئے، کہنے لگے ہم تو بڑی عیش وعشرت کے سامان میں رہتے ہیں، اپنے ایک عزیز کے ہاں مہمان ہیں اور بڑے عیش و آرام کے سامان مہیا ہیں، ریڈیو، ٹیلیویژن، تصاویر، صوفے ہمارا گھر تو جنت کدہ بنا ہوا ہے اور آپ کی مجلس میں بیٹھ کر یہ معلوم ہوا کہ یہ تو سارے سامان عیش خلاف شرع ہیں اور دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں۔

جب ہم گھر کو لوٹ کر گئے تو وہ جنت کدہ ہم کو جہنم کدہ معلوم ہوا، ہم نے اپنے میزبان سے کہا یا تو ان جہنم کی چیزوں کو نکالو اپنے گھر سے یا پھر اس گھر میں قیام نہ کریں گے، خدا حافظ۔

سبحان اللہ! ذرا سی دیر میں ایک شخص نے کیا اثر لیا، ہم آپ عرصے سے یہ باتیں سن رہے ہیں، کاش ہماری زندگی بھی اس فسق و فجور والی چیزوں سے بچ جائے اور اسلامی معاشرہ کی راحت و عیش نصیب فرمائے۔

قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت

ہم اپنے معاشرہ میں ان گندگیوں کے ساتھ ساتھ درود شریف بھی پڑھا کرتے ہیں لیکن اس کی اہمیت سے بالکل بے خبر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا قرب میری جالی کے پاس آنے میں نہیں ہے بلکہ اتباع میں ہے۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کسی کو ساری عمر روزانہ خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اتباع شریعت نہ ہو تو وہ زیارت اس کے کسی کام نہ آئے گی، سنت کے مطابق اعمال ضروری ہیں، جن پر مدار ہے، ہمارے ایمان و اسلام کا۔

میں یہ باتیں بار بار اسی لئے دہراتا ہوں کہ آج فیصلہ کرلیں کہ ہم کو جنت کے اعمال کرنا ہیں یا جہنم کے اعمال کو جائز سمجھتے ہو تو آخرت کے دردناک عذابوں کے لئے تیار ہو جاؤ، جب تمہاری لذتیں وابستہ ہیں ان بے حیائی و ناپاکی کے کاموں سے توبہ نہ کرو گے تو یاد رکھو دنیا میں بھی عذاب ہوگا، قبر میں بھی برزخ میں بھی قیامت میں بھی بداعمالیاں کرے گا وہ عذاب آخرت سے بچ نہیں سکتا اور جس نے اچھے اعمال کیے، عورت ہو یا مرد ہو اور ایمان شرط ہے، اس کو یہاں بھی حیوۃ طیبہ ملے گی اور قبر میں بھی برزخ اور حشر میں بھی عیش و کامیابی ہے۔

توفیق ندامت

خدا کیلئے پہلے اخباروں اور فوٹو والی کتابوں کو گھر سے نکال دو اور اس خوف سے

نکالو کہ انکی موجودگی میں جنت کے اعمال کی توفیق نہ ہوگی' آج بھی وہ ایک مسلمان ہے جو سود وشراب' رشوت میں ملوث ہے اور جس نے تصاویر' گانے' بے پردگی کے سامان کو حلال اور جائز سمجھ رکھا ہے۔

بس سن لیا کہ مسلمان کو نماز پڑھنا اور قرآن پڑھنا فرض ہے' ارے بغیر عظمت اور محبت الٰہی واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دین کے سارے اجزاء نہیں مل سکیں گے۔

اب غور سے سنو کہ تم کو کرنا کیا ہے' دو رکعت نماز خشوع وخضوع سے ادا کرو' پھر اپنے دل کو متوجہ کرو اور گڑگڑا کر اپنے مولا سے کہو "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" اور کہو یا اللہ! میں عاجز ہوں میں مغلوب ہو گیا ہوں میں آپکے دربار میں حاضر ہوا ہوں آپ توبہ قبول کرنیوالے ہیں۔

یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

یہ اسم اعظم ہے اس کو خوب پڑھو اور کہو یا اللہ جو کچھ میرے اوپر ہے میری شامت اعمال ہے' یا اللہ اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالئے کہ اٹھائے نہ اٹھ سکے اور یا اللہ یہ مناجات آپ ہی نے عطا فرمائی ہے' اپنے بندوں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے' یا اللہ آج دنیا جہنم کدہ بنی ہوئی ہے۔ تمام تر نفسانی وشیطانی اعمال سے اور مجھ میں اتنی طاقت ایمانی نہیں کہ ان کا مقابلہ کرسکوں' یا اللہ مجھے تو دعا کرنا بھی نہیں آتی' یہ آپ ہی سکھا رہے ہیں' یا اللہ! مجھے توبہ کرنا بھی نہیں آتی' یا اللہ! میں دل سے بھی نہیں کہہ رہا ہوں صرف زبان سے کہہ رہا ہوں' یا اللہ یہ گناہ بھی مجھ سے نہ چھوٹیں گے۔ کچھ تو میں چھوڑ دوں گا اور بعض جو مجھ سے پھر بھی نہیں چھوٹیں گے۔ مگر میں ڈرتا ہوں ان کے عذاب سے اور گناہ پھر گناہ ہی ہیں میں تو قدرت نہیں رکھتا ان کو چھوڑنے کی' یا اللہ! آپ خود ہی چھڑا لیجئے اپنی رحمت سے اپنے فضل وکرم سے آپ بچا لیجئے اور مجھے اپنی مغفرت ورحمت سے محروم نہ فرمایئے۔

یا اللہ! آپ ہی ندامت کی توفیق دیجئے' آپ ہی ندامت قبول فرما لیجئے اور ان گناہوں سے میرے دل میں نفرت بٹھا دیجئے اور مواخذہ نہ فرمایئے اور عذاب سے بچا لیجئے۔ "رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

یا اللہ! ہماری حالت بڑی خراب ہے ہم آپ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے ہیں' شیطان ابلیس نے ہمارے نفس پر قبضہ کر رکھا ہے' ہم ذلیل وخوار ہو گئے ہیں' ہماری تمام بداعمالیاں معاف فرما دیجئے' ہم پر اپنا فضل فرمائیے۔

ہم کو ہمارے اہل وعیال کو سارے عالم کے مسلمانوں کو ہدایت فرمائیے اور معاف فرما دیجئے اور شامت اعمال سے نجات فرمائیے' ہم کو دنیا اور آخرت میں حیوۃ طیبہ نصیب فرمائیے' ہماری عاقبت بخیر فرمائیے آمین بحق رحمت للعالمین۔(خطبات عارفی)

دور حاضر میں داڑھی رکھنے پر سو شہیدوں کا ثواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد

جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا میری امت کے فساد کے وقت پس اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔(مشکوۃ)

فائدہ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آج بدعت جیسے فسادات رونما ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس زمانے میں سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینے سے بھی یہ درجہ مل سکتا ہے اور داڑھی رکھ کر وضو میں داڑھی کے خلال سے اور ہمیشہ دائیں طرف سے ابتدا کرنے اور بیت الخلاء آتے جاتے وقت دعائیں پڑھنے سے بھی یہ درجہ مل سکتا ہے۔(ارشاد الطالبین)

اتباع سنت تمام نیکیوں کی کنجی ہے

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ساری نیکیاں ایک مکان میں جمع کر دیں اور اس کی کنجی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب اتباع کیا ہے متابعت کرو قناعت میں حرص میں نہ پڑو۔ رزق کی زیادہ فکر نہ کرو۔ دنیا بقدر ضرورت بھی آپ نے جمع نہ کی تم بقدر ضرورت تو جمع کر لو لیکن ضرورت سے زیادہ جمع نہ کرو۔ بھیک بھی مانگنا نہ پڑے اور فضولیات میں بھی نہ پڑ جاؤ یہ عام مسلمانوں کو حکم ہے کسی کو کچھ دو تو کچھ روک کر بھی رکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کا ایک تہائی سے بھی کم قبول کیا۔ باقی واپس کر دیا اور ایک شخص کو بالکل واپس کر دیا جو اپنا سارے کا سارا لایا تھا اس سے خفگی بھی ظاہر کی یہ تو عام معمول تھا اور اپنے لئے اور خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے خصوصیت تھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سارا مال قبول کر لیا۔ ان کے درجات اور ہیں غرض اعتدال سے جمع کرنے کا حکم ہے۔ آج دل کو پکڑتے پھرتے ہیں کھانا ہضم نہیں ہوتا مگر دنیا کی زیب و زینت حاصل کرنے کا روگ ہو گیا ہے بغیر فرنیچر کے چین نہیں آتا۔

اور متابعت کرو فضول باتوں فضول مجلسوں فضول کاموں فضول کھانے غرض ہر فضولیات سے بچو جہاں چار آدمی بیٹھتے ہیں غیبت اور لا یعنی ہوتا ہے یہ بڑا عذاب لگ گیا ہے قوم کے متقی لوگ بھی اس سے نہیں بچتے۔ (مجالس مفتی اعظم)

سنت کا مفہوم اور اس کی اہمیت

سنت کے بارے میں ضروری وضاحت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

لفظ ''سنت'' آپ کثرت سے سنتے ہیں اس کا مفہوم ذرا تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے لفظ ''سنت'' کے لغوی معنی ہیں ''طریقہ'' جب یوں کہا جائے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت'' تو اس کا مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کس چیز میں طریقہ؟ پوری زندگی کے اعمال میں زندگی کے تمام شعبوں میں۔

شریعت کی اصطلاح میں لفظ ''سنت'' دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نماز اور وضو وغیرہ میں آپ پڑھتے ہیں کہ نماز میں اتنی سنتیں اور وضو میں اتنی سنتیں ہیں اور اتنے فرض اتنے واجبات اور شرائط ہیں۔ اس جگہ سنت سے مراد ہوتا ہے ''واجب سے کم درجے کے اعمال'' لیکن آج ہم جس باب کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس جگہ سنت کے یہ معنی مراد نہیں بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں۔ نہ صرف یہاں بلکہ عام طور پر قرآن وسنت کی اصطلاحات میں جب لفظ ''سنت'' بولا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ خواہ وہ فرض ہو یا واجب سنت موکدہ ہو یا غیر موکدہ آداب میں سے ہو یا شرائط میں سے یہ سب سنت کے اصطلاحی مفہوم میں داخل ہیں مثلاً ایمان لانا تو سب سے بڑا فرض ہے جس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔ وہ بھی سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اسی طرح ہم نماز ادا کرتے ہیں مثلاً صبح کو دو فرض ظہر میں چار فرض عصر میں چار فرض مغرب میں تین اور عشاء میں چار فرض پڑھتے ہیں۔ یہ پانچ نمازیں بھی سنت ہیں حالانکہ فرض ہیں لیکن اس اعتبار سے سنت ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے زکوٰۃ بھی سنت ہے اور روزہ بھی حج بھی سنت ہے اور ایمان بھی اور کلمہ توحید وشہادت کہنا بھی سنت ہے

۔غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال وافعال جواحادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ سب کے سب سنت ہیں کیونکہ وہ آپ کا طریقہ ہیں۔ البتہ پھر حکم کے اعتبار سے کیوئی فرض ہےاور کوئی واجب۔ کوئی سنت ہےاور کوئی مستحب۔

اسی سے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ پاکستان کے آئین میں جو یہ عبارت درج ہے کہ اس ملک کا کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائیگا۔ اس سے مراد بھی یہی دوسرے معنی ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے جو کچھ ثابت ہے۔ اسکے خلاف قانون نہیں بنایا جائیگا۔

سنت کے متعلق غلط فہمی کی وجہ

عام طور پر سنت کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ یہ واجب نہیں۔ یہ بہت بڑا مغالطہ ہے اور یہ مغالطہ اس وجہ سے لگتا ہے کہ جب نماز وغیرہ میں فرائض اور سنتوں کو گنوایا جاتا ہے تو اس وقت سنت سے مراد ''واجب سے کم درجے کا عمل'' ہوتا ہے تو اس مغالطہ کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جب بھی اور جہاں بھی سنت کا لفظ بولا جائے گا تو اس سے واجب سے کم درجے کا عمل مراد ہوگا۔

داڑھی رکھنا سنت نہیں واجب ہے

اسی سے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مشت کے برابر داڑھی رکھنا اور جب تک مشت بھر سے بڑھ نہ جائے۔ اسے نہ کاٹنا ''سنت'' ہے تو عام طور پر لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ واجب نہیں۔ یہ سمجھنا بالکل غلط ہے، داڑھی رکھنا واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بار بار حکم دیا ہےاور تاکید سے حکم دیا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دیں تو وہ فرض اور واجب ہوتی ہے لہٰذا داڑھی رکھنا اس معنی میں تو سنت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ واجب نہیں۔ خوب سمجھ لیجئے کہ چونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اس لئے یہ واجب ہے اس کا کٹوانا گناہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے۔

چار بنیادیں چیزیں

دوسری بات یہ ہے کہ شریعت کے احکام صرف چار چیزوں سے ثابت ہو سکتے ہیں۔ قرآن سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یعنی آپ کے قول سے یا فعل سے یا اجماع سے یا قیاس سے یہ چار بنیادیں ہیں اور جتنے شرعی احکام ہیں۔ وہ سارے کے سارے انہی میں سے کسی سے ثابت ہیں۔

قرآن وسنت

قرآن مجید میں اگرچہ بہت سے احکام آ گئے تاہم سارے احکام کا بیان نہیں آیا۔ بعض احکام کے صرف اصول بیان کئے گئے بعض جگہ صرف اشارہ دے دیا گیا کہیں صرف ایک روح دے دی گئی اور باقیوں کے بارے میں کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرمائیں تم اس کی پیروی کرو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر.....۷)

''سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو''۔

گویا سارے احکام بیان کرنے کے بجائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیدیا کہ یہ ہمارے رسول ہیں۔ یہ اپنی طرف سے دین کی باتیں نہیں کرتے جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی باتیں یہ آپ کو بتلاتے ہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم.....۳.....۴)

''اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں یہ تو حکم خدا ہے جو انکی طرف بھیجا جاتا ہے''۔ لہٰذا یہ جس چیز کا حکم دیں اسے کرتے جاؤ اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ.... پھر قرآن مجید میں سنت کی اہمیت کے بارے میں آیت ملتی ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ....(النساء....۸۰)

''جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی''

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ جتنے بھی شرعی احکام احادیث میں بیان ہوئے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہوئے درحقیقت وہ احکام قرآن ہی سے بالواسطہ ثابت ہوگئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع قرآن کا اتباع ہے۔

تیسری چیز اجماع ہے

اجماع سے حکم ثابت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک زمانے کے پوری امت کے جتنے مجتہدین ہیں اگر وہ کسی حکم پر متفقہ فیصلہ کر دیں تو وہ اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ اس امت کے فقہاء مجتہدین خواہ وہ کسی بھی زمانے میں ہوں اگر سب کے سب مل کر متفقہ طور پر یہ فیصلہ کریں کہ یہ چیز حلال ہے یا یہ چیز حرام ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حلال ہے یا وہ اللہ کے نزدیک بھی حرام ہے۔ اس کی دلیل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا:

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ میری امت کسی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی (یہ حدیث تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ آٹھ صحابہ کرام سے مروی ہے۔ البتہ اتنا جملہ مشترک ہے ''امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ گمراہی پر متفق نہیں کرے گا''

یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ساری امت کسی گمراہی کے کام پر متفق ہو کر کہنے لگے کہ یہ جائز ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا اگر کوئی جائز کہنا چاہے گا تو دوسرے لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔ اور اگر کوئی اس کی مخالفت نہ کرے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی ہے اور ان کا فیصلہ درست ہے امت کے فیصلے سے مراد امت کے مجتہدین اور فقہاء کا فیصلہ ہے۔

اجماع کی حجیت قرآن کریم سے بھی ثابت ہوتی ہے.... ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَسَبِيْلِ

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۵)

''اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور راستہ پر چلے تو جدھر وہ چلے گا ہم اسے ادھر ہی چلتا کردیں گے اور (قیامت کے دن) اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے''۔

یعنی جو شخص تمام مومنین سے مختلف راستہ اختیار کرے گا اسے ہم جہنم میں پھینکیں گے۔ معلوم ہوا کہ تمام مومنین کا جو متفقہ فیصلہ ہو جائے۔ اس کے برخلاف کرنا جائز نہیں۔

چوتھی چیز قیاس ہے

عام طور پر لوگ قیاس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے اخبارات میں قیاس آرائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ قیاس بھی ویسا ہی ہوتا ہوگا۔ یہ خیال درست نہیں.. قیاس کا عمل ایک بہت مشکل کام ہے۔ ہر ایک کے بس کا کام نہیں اور ہر ایک کے اندر اس کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی۔ بڑے بڑے علماء اور فقہاء عمریں خرچ کرتے ہیں تب کہیں جا کر ان کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ قیاس کرسکیں۔

سنت کے متعلق یہ رویہ ہرگز درست نہیں

اسی تفصیل سے آپ یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ آج کل بہت سے جاہل اپنے آپ کو مجتہدین کے مقام پر لا کر کھڑا کرتے ہیں اور پھر اناپ شناپ باتیں کرتے ہیں۔ ابھی سپریم کورٹ کے اندر سرکاری وکیل نے جو اناپ شناپ باتیں کی ہیں۔ وہ آپ نے سن لی ہوں گی۔ ربا (سود) کے بارے میں کہا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مکروہ ہوتا ہے اور دوسرا حرام ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خنزیر کے گوشت کی بھی دو قسمیں ہوں گی۔ ایک مکروہ دوسرا حرام ان جیسے لوگوں کا رویہ ہرگز درست نہیں۔

سنت کی پیروی کے درجات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پابندی لازم ہے۔ آپ کی سنت کی

پیروی ضروری ہے۔ پیروی کے مختلف درجات ہیں۔ کہیں یہ پیروی فرائض میں ہوگی تو کہیں واجبات میں کہیں سنن میں ہوگی تو کہیں مستحبات میں کہیں شرائط میں ہوگی تو کہیں آداب میں مثلاً یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں اور انہیں فرض قرار دیا تو ہم بھی انہیں فرض کہیں گے۔ یہ سنت بھی ہیں اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل کر کے دکھلایا ہے اور چونکہ اسے فرض کہا ہے اس لئے یہ فرض ہیں اور فجر کی نماز سے پہلے جو دو سنتیں ہیں انہیں آپ نے فرض نہیں کہا اس لئے ہم بھی انہیں فرض نہیں کہتے۔ البتہ یہ سنت ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہیں۔

بعض سنتیں فرض و واجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب ہیں مثلاً جوتا پہننے کا طریقہ جو سنت سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جب جوتا پہنیں تو دائیں پاؤں میں پہلے پہنیں بائیں میں بعد میں پہنیں ایسا کرنا ضروری نہیں لہٰذا اگر اس کے برخلاف کرو گے تو گناہ نہیں ہوگا لیکن اگر اس کے مطابق کرو گے تو ثواب ملے گا۔ یہ مستحب عمل ہے لیکن اسے سنت بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اسی طرح تھا۔

اس باب میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی آپ کے طریقے کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

پہلی آیت وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:۷)

''اور جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو''۔

''دینا'' کئی طریقے سے ہوتا تھا کبھی ہاتھ سے اٹھا کر کوئی چیز دے دی روپیہ پیسہ دے دیا۔ کبھی زبان سے کوئی حکم یا ہدایت دے دی کہ فلاں کام کرو۔ فلاں نہ کرو فلاں جگہ چلے جاؤ بیویوں کے حقوق ادا کرو۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی دیں اسے لے لیا کرو یعنی اسے قبول کرو اگر مال و دولت ہے تو اسے نعمت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تمہیں دلوائی ہے کوئی ہدایت اور رہنمائی ہے تو اسے زندگی بھر کے لئے اپنے لئے مشعل راہ بناؤ اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ یعنی جس جس گناہ سے بھی آپ روک دیں اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔

اصل شرعی ضابطہ

اصل شرعی ضابطہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کا حکم دے دیں تو وہ فرض ہو جاتی ہے اور جب کسی چیز سے روک دیں تو وہ حرام ہو جاتی ہے البتہ اگر قرائن وغیرہ سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرض کے طور پر نہیں دیا بلکہ شفقت کے طور پر رہنمائی فرمائی ہے تو وہ فرض یا حرام نہیں ہوتا۔ اس کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں۔ البتہ آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ اصل ضابطہ یہی ہے کہ آپ کے حکم پر عمل کرنا فرض ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انداز اتباع سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سامنے کچھ لوگ کھڑے ہوں گے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس وقت حضرت عبداللہؓ بن مسعود اپنے گھر سے مسجد نبوی کی طرف آ رہے تھے۔ راستے میں تھے کہ کانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز پڑی تو وہیں راستے میں بیٹھ گئے۔ یہ تحقیق بعد میں کی کہ اس حکم کے مخاطب کون تھے۔ چونکہ الفاظ عام تھے اس لئے جب آپ نے یہ حکم سنا تو اس سے سمجھ لیا کہ میرے لئے بیٹھنا فرض و واجب ہو چکا ہے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ان لوگوں کو بٹھانا تھا جو سامنے کھڑے تھے لیکن اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ کی کیا مراد ہے؟ البتہ اس اصول کو جانتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آ جائے تو اس کی تعمیل فرض ہو جاتی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا حرام ہو جاتا ہے لہٰذا فوراً زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ آپ کی شان تفقہ ہے۔ آپ کا تفقہ صحابہ کرام کے درمیان معروف تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فقہ زیادہ تر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ سے ماخوذ ہے۔

بعض مرتبہ حکم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا

البتہ بعض مرتبہ حکم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دیگر مقاصد کیلئے ہوتا ہے مثلاً بعض مرتبہ یہ بتانے کے لئے ہوتا ہے کہ اب یہ کام جائز ہو گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حالت احرام میں کسی قسم کا شکار کرنا جائز نہیں حرام ہے لیکن جب حاجی احرام سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے شکار کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا کہ:

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا.... (المائدہ....۲)

"جب تم حالت احرام سے نکل آؤ تو (پھر اختیار ہے کہ) شکار کرو"۔

اب اس حکم کا یہ مطلب نہیں کہ جب حالت احرام ختم ہو جائے تو سب بندوقیں لے لے کر شکار کرنا شروع کر دو بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اب شکار کرنیکی ممانعت ختم ہو گئی اور شکار کرنا جائز ہو گیا۔ اب اگر یہاں بھی فرضیت کے معنی میں قرار دیں گے تو مصیبت کھڑی ہو جائیگی۔

کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم

اسی طرح کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یا فعل کسی عمل کے مستحب ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا لیکن ایک موقع پر آپ نے کھڑے ہو کر پانی پی لیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا منع کرنا حرام ہونے کیلئے نہ تھا اس لئے کہ اگر کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہوتا تو آپ کبھی اس کا ارتکاب نہ کرتے البتہ ایسا کرنا ادب کے خلاف ہے اور آپ کا یہ فعل کرنا یہ بتلانے کیلئے تھا کہ یہ جائز ہے ناجائز نہیں البتہ ادب کے خلاف ہے۔

دوسری آیت

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم....۴)

"اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں یہ تو حکم خدا ہے جو (انکی طرف) بھیجا جاتا ہے" یعنی دینی معاملات میں آپ جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

بھیجی ہوئی وحی کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہوتا مثلاً فلاں چیز جائز ہے۔ فلاں ناجائز ہے۔ فلاں فرض ہے فلاں واجب ہے۔ فلاں عمل کا اتنا ثواب ہے وغیرہ۔ یہ دین کی باتیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بات آپ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے البتہ یہاں دنیا کے معاملات مراد نہیں مثلاً کسی کو مشورہ وغیرہ دے دیا یا کوئی اور بات کہہ دی وغیرہ تو وہ یہاں مراد نہیں۔ اس تفصیل سے بھی یہی معلوم ہوا کہ آپ کی ہدایات اور احکام کی پیروی فرض و واجب ہے۔

تیسری آیت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

"(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا"۔ (آل عمران:۳۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے۔ اگر وہ آپ کی پیروی نہیں کر رہا تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں اور آپ کی پیروی یہی ہے کہ آپ نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا اسے کرو اور جس سے منع کیا۔ اس سے باز آ جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے دو فوائد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے دو نتائج اور فوائد ظاہر ہوں گے۔

ا۔ یحببکم اللہ (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا) یہ ایک عجیب بات ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ آپ کسی سے محبت کریں تو آپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرے۔ چنانچہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے سعادت کی اور کیا بات ہوگی کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بنا دیا کہ تم جتنی محبت کرنا چاہو کرو لیکن تمہاری محبت اس وقت معتبر ہوگی جب تم میرے رسول کی پیروی کرو

گے جب تم میرے رسول کا اتباع کرلو گے تو میں محبت کا جواب محبت سے دوں گا اور اگر میرے رسول کی پیروی نہ کی تو میری طرف سے محبت کا جواب محبت سے نہیں ملے گا۔

۲۔ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا) معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس سے گناہ ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع سنت

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو سنت کے سانچے میں مکمل طور پر ڈھال دیا تھا لباس و پوشاک میں گفتگو میں کھانے پینے میں اٹھنے بیٹھنے میں۔ چلنے پھرنے میں نماز میں عبادات میں معاملات میں تجارت میں محنت و مزدوری میں غرضیکہ ہر چیز میں وہ دیکھتے تھے کہ ہمارے رسول کا اس میں کیا طریقہ تھا؟ چنانچہ اسکی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو عالم اسلام کے عظیم حکمران تھے جن کے بھیجے ہوئے دستوں نے اس وقت کی دو سپر پاور حکومتوں کو زیر کیا۔ کسریٰ اور قیصر کو یہ دونوں سپر طاقتیں شمار ہوتی تھیں اس وقت کی ساری دنیا دو حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک حصہ کسریٰ کے ماتحت تھا اور دوسرا حصہ قیصر کے زیر نگین تھا۔ آپ کے دور میں ان دونوں کو ملیا میٹ کر کے اسلام کا جھنڈا بلند کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اتنے بڑے منتظم تھے کہ اسلام کے کھلے دشمنوں نے بھی آپ کے حکومتی نظم و ضبط کو سراہا اور اسے قابل تقلید قرار دیا۔ متحدہ ہندوستان میں انگریز کے دور حکومت میں جب الیکشن ہوئے اور کانگریس کو بھاری کامیابی حاصل ہوئی جس کی وجہ سے کانگریس کے لیڈر گاندھی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ وزیر اعظم بننے کے بعد اس نے اپنے وزیروں کے نام جو ہدایت نامہ بھیجا۔ اس میں یہ بھی کہا: تمہیں صدیوں بعد اب حکومت مل رہی ہے۔ اگر تم کامیاب حکومت کرنا چاہتے ہو تو ویسی حکومت کرو جیسی ابو بکر اور عمر رضی اللہ

عنہما نے کی (گاندھی کو نمونے کے طور پر پیش کرنے کے لئے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے علاوہ کوئی نہیں ملا) اس جملے پر ہندوؤں نے بہت ناک بھوں چڑھائے اور کہا کہ تم نے مسلمانوں کے سامنے ہماری ناک کٹوادی گاندھی نے جواب دیا کہ میں کیا کروں پوری تاریخ میں مجھے اتنے بڑے کامیاب حکمران اور کوئی ملتے ہی نہیں۔

اتنے بڑے عظیم حکمران اور منتظم ہونے کے باوجود ان کا طریقہ اور معمول یہ تھا کہ جب کوئی معاملہ یا مقدمہ یا کوئی بھی واقعہ پیش آتا جس کا شرعی حکم آپ کو معلوم نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو جمع کر کے فرماتے کہ فلاں واقعہ پیش آیا ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں فیصلہ کرنا ہے کیا تم میں سے کسی نے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول سنا یا کوئی فعل دیکھا ہے۔ اگر کوئی کہتا کہ میں نے سنا یا دیکھا ہے تو فرماتے اچھا اس پر گواہ لے آؤ اور جب گواہی آنے کے بعد اطمینان ہو جاتا کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا یا اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا تو آپ بھی اسی پر عمل کرتے اور مملکت کا قانون بھی وہی بن جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کامیاب حکمران ہونے کا راز

صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کامیاب حکمران ہونے کا راز ہی یہی تھا کہ آپ کامل متبع سنت تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے اور پھر اپنے آپ کو اسی کے سانچے میں ڈھالا جائے تو زندگی اتنی خوشگوار اتنی آسان اتنی کامیاب اور اتنی قابل رشک بن جائے کہ لوگ دیکھ دیکھ کر حیرت کریں۔ میں یہ بات صرف عقیدت کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا بلکہ واقعات کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی آپ کے طریقوں کے مطابق زندگی گذارتا ہو وہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔

سنت کے تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہے

سنت پر عمل کرنے کے لئے آپ کی پوری زندگی کی تفصیلی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً یہ کہ آپ صبح کو اٹھ کر کیا کرتے تھے۔ غسل اور استنجاء کیلئے کس طرح

جاتے تھے۔ وہاں سے کس طرح آتے تھے۔ وضو کس طرح کرتے تھے نماز کیلئے کس طرح جاتے تھے۔ سنتیں کس طرح پڑھتے تھے۔ نماز کس طرح ادا کرتے تھے۔ دعا کس طرح مانگتے تھے نماز کے بعد اپنے ساتھیوں سے باتیں کس طرح کرتے تھے (روایات میں آتا ہے کہ آپ فجر کی نماز کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ سناتا تھا کبھی کبھی دل لگی کی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ آپ ہنستے بھی تھے ہنساتے بھی تھے) پھر گھر میں آ کر کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھئے ۔حفصہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن سے پوچھئے ان ازواج مطہرات سے پوچھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لا کر اپنی بیویوں کے ساتھ کس طرح بات کیا کرتے تھے۔ گھر کے کام کاج میں کس طرح حصہ لیتے تھے۔

گھر سے باہر کیا کام کرتے تھے جب کوئی مہمان آتا تو اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا۔ دشمنوں سے بات کرتے تھے تو کیسی بات ہوتی تھی۔ اپنوں سے بات ہوتی تو کس طرح ہوتی تھی جب بکریاں چرائیں تو کس طرح چرائیں تھیں۔ تجارت کس طرح کی تھی اور جب اتنی بڑی حکومت سنبھالی جو آج تقریباً ایک درجن ملکوں پر پھیلی ہوئی ہے تو اس حکومت کو کس طرح چلایا تھا۔ عدالت میں فیصلے کن اصولوں پر کرتے تھے۔ جہاد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا اور دشمنوں کے ساتھ کیسا معاملہ ہوتا تھا۔ بہادری اور شجاعت کیسی ہوتی تھی۔ سفر کس طرح فرماتے تھے۔ سفروں میں نمازیں کس طرح ادا کرتے تھے۔ جب رات کو گھر میں جاتے اور نیند کے لئے لیٹتے تو کس طرح لیٹتے تھے۔ آپ کے سرہانے کیا رکھا ہوا ہوتا تھا۔ یہ ساری تفصیلات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

سنت پر عمل کرنے کے طریقے

اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی پیروی کس طرح کی جائے۔ اس کے دو راستے ہیں اور دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پہلا طریقہ

ایک یہ ہے کہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئ عارفی قدس سرہ کی بڑی مشہور کتاب ہے "اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" یہ کتاب اردو میں ہے۔ اس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبح سے شام تک کے معمولات اور طریقے بہت تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہئے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ کئی سو صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب ہے جن حضرات کے پاس فارغ وقت ہے وہ چند روز میں پوری کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں لیکن جو لوگ مصروف ہیں وہ روزانہ تھوڑا سا وقت اس کے مطالعہ کے لئے طے کر لیں مثلاً سونے کا وقت یا اور جس وقت میں آپ کو آسانی ہو۔ عام طور پر مختصر مطالعے کے لئے سونے سے پہلے کا وقت زیادہ سہولت کا ہوتا ہے اور ایک ورق روزانہ مطالعہ کے لئے مقرر کر لیں اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے باقاعدگی سے مطالعہ شروع کر دیں اور جن جن سنتوں کا علم ہوتا جائے ان پر عمل شروع کر دیا جائے۔ اس طرح ان سنتوں پر عمل بھی ہوگا اور وہ سنتیں آپ کو یاد ہو جائیں گی۔ کبھی بھولیں گی نہیں۔

دوسرا طریقہ

دوسرا یہ کہ ایسے بزرگوں کی صحبت میں رہیں جن کے بارے معلوم ہے کہ ان کی زندگی سنت کے مطابق ہے خوب سمجھ لیجئے کہ سنت پر عمل کرنے کی مشق سنت پر عمل کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے ہوتی ہے۔ اگر ایسے حضرات نہیں ملتے جن کی زندگی سو فیصد سنت کے مطابق ہو تو جن کی زندگی نسبتاً زیادہ سنت کے مطابق ہو اس کی صحبت میں رہنا شروع کریں۔

صرف مطالعہ سے مقصد حاصل نہ ہوگا

اس دوسرے طریقے پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ صرف مطالعے سے مقصد حاصل نہ ہوگا بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ صرف مطالعے سے آدمی بعض اوقات جہل مرکب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے اور اپنی سمجھ کے مطابق اس پر عمل

کرنے کے بعد یہ سمجھے گا کہ میں تو بڑا متقی اور پرہیزگار ہو گیا۔ میں تو ساری سنتوں پر عمل کر رہا ہوں لیکن حقیقت میں صحیح طریقے سے عمل نہیں کر رہا ہو گا۔ تکبر میں مبتلا ہو جائے گا جہنم میں جائے گا اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ....

"جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا۔ وہ جنت میں نہیں جائیگا"۔ (مشکوٰۃ)

اتباع سنت کے ثمرات

اس لئے سنت پر صحیح طریقے سے عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ دونوں طریقوں کو اختیار کیا جائے اور جب آپ ان دونوں طریقوں کو اختیار کر کے سنت پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو کچھ عرصے بعد آپ کو اپنی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس ہو گی۔ چین وسکون نصیب ہو گا۔ کاموں میں آسانی اور برکت نظر آئیگی۔ دولت اور وقت میں برکت ہو گی اور وہ لوگ جو آپ سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں گے آپ ہر دلعزیز بنتے چلے جائیں گے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر ایسی دلکشی اور کشش ہے کہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے ۔حتیٰ کہ کافر کو اپنی طرف کھینچتی ہے کافر بھی جب کسی سنت پر عمل کرنے والے کو دیکھے گا تو اس کی طرف مائل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں.... (آمین) (اصلاحی تقریریں جلد۴)

ہماری حقیقی عزت اتباع سنت میں ہے

ہمارے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی اتباع سنت میں ہے اور اسی میں ہماری اخروی نجات کے ساتھ دنیا میں بھی حقیقت عزت و راحت ہے اس بارہ میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے ایک مقالہ میں فرماتے ہیں۔

بحمداللہ ہم سب کا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جو پر امن اسلامی انقلاب برپا کیا۔ وہ صرف اس طرح رونما ہو سکا کہ لوگوں نے عبادات واخلاق سے لے کر معاملات و معاشرت تک ہر شعبہ زندگی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت کی پیروی کا اہتمام کیا۔ اسی طرح اس پر بھی ہم سب کا اتفاق ہے کہ ہمارے تابناک ماضی میں ہمیں جو عزت و کرامت اور ترقی و خوشحالی نصیب ہوئی اسے دوبارہ واپس لانے کا واحد طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم ایک بار پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی طرف رجوع کر کے اس کا حقیقی اتباع کریں۔

یہاں اہم ترین سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اس ایمان واعتقاد کا کوئی پھل کیوں نہیں مل رہا؟ حالانکہ صحابہ کرامؓ اسی ایمان واعتقاد کی بدولت عزت و کرامت کے بام عروج تک پہنچ گئے تھے؟ جب ہم اس موضوع کا مطالعہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دراصل اس حقیقت پر ان کا یہ ایمان محض عقلی یا نظریاتی ایمان نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسا طبعی ایمان تھا جس کی جڑیں ان کے دلوں میں مستحکم تھیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی گہری عقیدت ومحبت اس ایمان کی

آبیاری کرتی رہتی تھی۔ چنانچہ معیشت و معاشرت سیرت و اخلاق عبادات و معاملات یہاں تک کہ شکل و صورت اور لباس و وضع تک زندگی کے ہر شعبے میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے سوا کوئی اور طریقہ بھاتا ہی نہیں تھا۔ ان کے اتباع سنت کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اس معاملے میں نہ کبھی کسی کی ملامت کی پروا کی نہ کسی تردید و تنقید کو خاطر میں لائے اور نہ کبھی غیروں کے تمسخر و استہزاء کا کوئی اثر قبول کیا۔ انہوں نے کبھی غیر مسلموں کو خوش کرنے یا ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کو بھی چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔

لہٰذا اگر ہم واقعۃً یہ چاہتے ہیں کہ اس عزت و کرامت اور اس عروج و ترقی کے مستحق بنیں جو قرون اولیٰ میں حضرات صحابہ کرامؓ کو اتباع سنت کی برکت سے حاصل ہوا تو پھر یہ ناگریز ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اسی طرح کریں جس طرح صحابہ کرامؓ نے کر کے دکھائی تھی۔ اس اتباع میں نہ کسی تحریف و تاویل کا کوئی شائبہ ہو۔ نہ خواہشات نفس کو راضی کرنے کا اور نہ غیروں کے استہزاء کا خوف۔ اس لئے کہ خدا کی قسم! ہمارے لئے نہ یہ سر بفلک عمارتیں سرمایہ عزت ہو سکتی ہیں نہ یہ عالیشان محلات اور زرق برق لباس سامان افتخار بن سکتا ہے۔ ہمارے لئے عزت ہے تو صرف نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک ٹھیک پیروی میں ہے جو ایک دن کھاتا اور ایک دن بھوکا رہتا تھا جو چٹائی پر سویا کرتا تھا جو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودتا تھا اور جو تعمیر مسجد کے لئے اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹیں ڈھونے کی خدمت انجام دیتا تھا جب تک ہم اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں اپنے آپ کو پوری طرح رنگنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمیں کوئی عزت اور کوئی سرفرازی حاصل نہیں ہو سکتی.... (جہاں دیدہ)

سنت کا مذاق ہلاکت کا سبب ہے

سنت پر عمل سعادت کی علامت ہے اور سنت کا مذاق بڑی جسارت ہے جو بعض اوقات بندہ کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ اہل عرب میں بائیں ہاتھ سے کھانا عام تھا اور اکثر لوگ بائیں ہاتھ سے کھاتے تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے تو آپ نے اس کو تنبیہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ یہ حکم آپ نے اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں زندگی گزارنے کے جو آداب سکھائے گئے ہیں ان میں داہنی طرف کو بائیں طرف پر ترجیح حاصل ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملے میں داہنی طرف کو بائیں طرف پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتایا ہوا ادب ہے۔ چاہے اس کو کوئی مانے یا نہ مانے چاہے کسی کی عقل اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ بہرحال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم سن کر اس شخص نے جواب میں کہا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا اور اس جواب دینے کا سبب تکبر تھا اور اس نے سوچا کہ مجھے اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹوک کر میری توہین کی ہے۔ اس لئے میں حکم نہیں مانتا۔ جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ تم کبھی دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکو گے اس کے بعد ساری عمر وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہیں لے جا سکا۔

کاش! ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوتے

اس حدیث میں ہمارے لئے کئی عظیم الشان سبق ہیں۔

پہلا سبق یہ ہے کہ بسا اوقات نادانی اور بیوقوفی کی وجہ سے ہمارے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ اگر ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور دیدار نصیب ہو جاتا تو ہم بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل ہو جاتے تو کتنی اچھی بات تھی اور کبھی کبھی یہ خیال شکوے کی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں کیوں پیدا نہیں فرمایا۔

آج ہمارے لئے پندرہویں صدی میں دین پر چلنا مشکل ہو گیا ہے' ماحول خراب ہو گیا ہے۔ اگر اس زمانے میں ہوتے تو چونکہ ماحول بنا ہوا ہوتا اس لئے اس ماحول میں دین پر چلنا آسان ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ظرف کے مطابق دیتے ہیں

ہمارے دل میں یہ خیال تو پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو جو سعادت عطا فرماتے ہیں اس کے ظرف کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔

یہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ظرف تھا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے استفادہ بھی کیا اور اس کا حق بھی ادا کیا۔ وہ زمانہ بے شک بڑی سعادتوں کا زمانہ تھا لیکن ساتھ میں بڑے خطرے کا زمانہ بھی تھا۔ آج ہمارے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ارشادات ہیں وہ واسطہ در واسطہ ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔ اس لئے علماء کرام نے فرمایا کہ جو شخص خبر واحد سے ثابت شدہ بات کا انکار کر دے اور یہ کہے کہ میں اس بات کو نہیں مانتا تو ایسا شخص سخت گناہگار ہو گا لیکن کافر نہیں ہو گا۔ منافق نہیں ہو گا اور اس زمانے میں اگر کسی شخص نے کوئی کلمہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے براہ راست سنا اور پھر اس کا انکار کیا تو انکار کرتے ہی کفر میں داخل ہو گیا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسی ایسی آزمائشیں پیش آئی ہیں کہ یہ انہی کا ظرف تھا کہ ان آزمائشوں کو جھیل گئے۔ خدا جانے اگر ہم ان کی جگہ ہوتے تو نہ جانے کس شمار میں ہوتے۔ اس ماحول میں جس طرح حضرت صدیق اکبرؓ فاروق اعظم عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے اسی ماحول میں ابو جہل اور ابولہب بھی پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین بھی پیدا ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے حق میں جو چیز مقدر فرمائی ہے وہی چیز اس کے حق میں بہتر ہے۔ لہٰذا یہ تمنا کرنا کہ کاش ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پیدا ہوتے یہ نادانی کی تمنا ہے اور معاذ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ جتنی نعمت عطا فرماتے ہیں وہ اس کے ظرف کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔

آپ نے اس کو بددعا کیوں دی؟

ایک سوال ذہنوں میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمت للعالمین ہونے کی شان تو یہ تھی کہ کسی سے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا اور حتی الامکان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کیلئے دعا ہی فرمائی۔ بددعا نہیں فرمائی۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس شخص سے وقتی طور پر غلطی ہو گئی اور اس نے یہ کہہ دیا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا تو آپ نے فوراً اس کیلئے بددعا کیوں فرما دی کہ آئندہ تمہیں کبھی منہ تک ہاتھ اٹھانے کی توفیق نہ ہو۔ علماء کرام نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ اس شخص نے تکبر کی وجہ سے یہ جھوٹ بول دیا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ وہ کھا سکتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا اس طرح تکبر کی وجہ سے جھوٹ بول کر مقابلہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر شفقت فرماتے ہوئے اور اس کو جہنم کے عذاب سے بچانے کیلئے فوراً اس کے حق میں

بددعا فرمادی تاکہ اس گناہ پر جو عذاب اس کو ملنا ہے وہ دنیا ہی کے اندر مل جائے اور اس دنیاوی عذاب کے نتیجے میں ایک طرف تو وہ جہنم کے عذاب سے بچ جائے اور دوسری طرف اس کو عذاب کے بعد عمل صالح کی توفیق ہو جائے۔ اس حکمت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں بددعا فرمائی۔

ہر اچھا کام داہنی طرف سے شروع کریں

بہرحال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی تحقیر سے بچنا چاہئے آج کل تو لوگ اس قسم کی سنتوں کے بارے میں حقارت آمیز انداز اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میاں! ان چھوٹی چھوٹی چیزوں میں کیا رکھا ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔ یاد رکھئے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سنت چھوٹی نہیں، چاہے بظاہر دیکھنے میں وہ چھوٹی معلوم ہوتی ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر حکم، آپ کی ہر سنت، آپ کا ہر عمل اس دنیا کیلئے نمونہ ہے۔ چنانچہ آپ نے ہر اچھا کام داہنی طرف سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً داہنے ہاتھ سے کھاؤ، داہنے ہاتھ سے پانی پیؤ اگر مجمع میں کوئی چیز تقسیم کرنی ہے تو داہنی طرف سے شروع کرو۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجبه التيمن في تنعله وترجله وطهوره في شانه كله (صحیح بخاری، کتاب الوضو)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز میں داہنے ہاتھ سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ حتی کہ لباس پہننے کے بارے میں فرمایا کہ پہلے داہنی آستین میں ہاتھ ڈالو پھر بائیں آستین میں ہاتھ ڈالو۔ جوتا پہننا ہے تو پہلے دایاں جوتا پہنو اور پھر بایاں جوتا پہنو۔ بالوں مین کنگھی کرنی ہے تو پہلے دائیں طرف کنگھی کرو اور پھر بائیں طرف کرو۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالنا ہے تو پہلے داہنی آنکھ میں سرمہ ڈالو پھر بائیں آنکھ میں سرمہ ڈالو۔ ہاتھ دھوتے وقت پہلے دایاں ہاتھ دھوؤ پھر بایاں ہاتھ دھوؤ۔ اس طرح آپ نے ہر چیز میں دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم فرمایا۔

ایک وقت میں دو سنتوں کا اجتماع

بظاہر یہ معمولی سنتیں ہیں۔ لیکن اگر انسان ان سنتوں پر عمل کرلے تو ہر عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوبیت کا پروانہ مل رہا ہے اور اس پر عظیم اجر وثواب مرتب ہو رہا ہے۔ اگر انسان محض غفلت اور لاپرواہی سے ان سنتوں کو چھوڑ دے اور ان پر عمل نہ کرے تو اس سے زیادہ ناقدری اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس لئے اہتمام سے ہر کام انسان دائیں طرف سے شروع کرے۔ حتیٰ کہ بزرگوں نے یہاں تک فرمایا ہے کہ دیکھئے کہ یہ دو سنتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جب آدمی مسجد سے باہر نکلے تو پہلے بایاں پیر نکالے اور پھر دایاں پیر نکالے اور دوسری سنت یہ ہے کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں ڈالے پھر بائیں پاؤں میں ڈالے۔ تو ان دونوں سنتوں کو اس طرح جمع کرے کہ مسجد سے پہلے بایاں پیر نکال کر جوتے کے اوپر رکھ لے اور پھر دایاں پیر نکال کر جوتا پہنے اور پھر بائیں پیر میں جوتا پہنے' اس طرح دونوں سنتوں پر عمل ہو جائے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کرلو

بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ مغربی اقوام جو کام کر رہی ہیں وہ قابل تقلید ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت معاذ اللہ ایک معمولی سی چیز ہے اور قابل تقلید نہیں ہے بلکہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر تم نے دائیں ہاتھ سے کھانا کھالیا تو تمہاری ترقی میں کون سی رکاوٹ آجائے گی۔ لیکن ہمارے دل و دماغ پر غلامی مسلط ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی چھوڑ کر ان کی غلامی اختیار کرلی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ غلامی کے اندر جی رہے ہیں اور غلامی کے اندر مر رہے ہیں اور اب اس غلامی سے نکلنا بھی چاہتے ہیں تو نکلا نہیں جاتا۔ نکلنے کا راستہ نظر نہیں آتا اور سچی بات یہ ہے کہ اس وقت تک اس غلامی سے نہیں نکل سکتے اور اس دنیا میں عزت اور سربلندی حاصل نہیں کر سکتے جب

تک ایک مرتبہ صحیح معنوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی قبول نہیں کرلیں گے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے۔

سنت کے مذاق سے کفر کا اندیشہ ہے

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ سنت صرف انہی چیزوں کا نام نہیں کہ آدمی دائیں ہاتھ سے کھانا کھالے اور دائیں طرف سے کپڑا پہن لے۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبے سے سنتوں کا تعلق ہے۔ان سنتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق بھی داخل ہیں۔ آپ لوگوں کے ساتھ کس طرح معاملہ فرماتے تھے؟ کس طرح خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے؟ کس طرح لوگوں کی تکلیفوں پر صبر فرماتے تھے۔ یہ سب باتیں بھی ان سنتوں کا حصہ ہیں۔لیکن کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس کو چھوٹا سمجھ کر اس کی تحقیر کی جائے۔ دیکھئے فرض کریں کہ اگر کسی شخص کو کسی سنت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہورہی ہے تو کم از کم اس شخص کو بہتر سمجھے جس کو اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق ہورہی ہے۔لیکن اس سنت کا مذاق اڑانا' اس کی تحقیر کرنا' اس کو برا قرار دینا۔ اس پر آوازیں کسنا۔ ان افعال سے اس شخص پر کفر کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کے بارے میں بھی کبھی تحقیر اور تذلیل کا کلمہ زبان سے نہیں نکالنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے آمین

(اصلاحی خطبات)

عشق الٰہی اور عشق رسالت

کا معتبر راستہ

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہی معتبر ہے جو سنت کے راستے سے حاصل ہو۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر مثلاً طبلہ سارنگی اور گانے بجانے سے تڑپ اور عشق پیدا ہو تو یہ عشق معتبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اعلان فرما دیں۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ ''یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ'' تو اللہ تمہیں پیار کرے گا۔ جس کا ترجمہ حضرت شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروا دیا کہ اگر تم اللہ کا پیارا بننا چاہتے ہو تو میرا چلن چلو۔ ہمارا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیارا ہے کہ جو اس کا چلن چلتے ہیں' اُن پر بھی ہم کو پیار آتا ہے' ہم ان کو بھی اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ آپ دُنیاوی محبت میں دیکھئے کہ کسی کا ایک بیٹا ہو اور اس بیٹے کی طرح محلہ کا کوئی لڑکا چل رہا ہو تو بابا کو اس پر بھی پیار آتا ہے کہ دیکھو یہ میرے بیٹے کی طرح چلتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اتنے پیارے ہیں کہ جو

بھی ان کا چلن چلتا ہے' اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہو جاتا ہے۔ آج ہمارا کیا حال ہے کہ آپ کی سنت کے طریقوں کو چھوڑ کر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلے اور جن کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا پروانہ مِل گیا کہ صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے تو ان کا راستہ کتنا مُستند ہے اور اسی سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے طریقہ کو چھوڑ کر عِشق کا دعویٰ غیر معتبر ہے۔ شاعر کہتا ہے

مُستند رستے وہی مانے گئے — جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے
لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے — تا بہ منزل صِرف دیوانے گئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یعنی بندوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلانے کیلئے' ہمارے نفس نالائق کو مٹانے کیلئے' اعمال کی اصلاح کیلئے اس پر عمل کر کے ہم جان پاک رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دیں لہٰذا اگر اس مبارک مہینہ میں محبت کا حق ادا کرنا ہے تو جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھیں وہ داڑھیاں رکھ لیں' جن کے پاجامے ٹخنے کے نیچے ہیں اور وہ بُخاری شریف کی حدیث ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار۔ کی وعید کے مستحق ہیں وہ آج ٹخنے کھول لیں' پانچوں وقت کی نمازوں کا اِرادہ کر لیں' بیویوں کی اگر پٹائی کر رہے ہیں تو اس سے توبہ کر لیں۔ غرض جتنے ظلم ہیں' اغواء برائے تاوان یا قتل وخون وغیرہ ان سب جرائم سے باز آ جائیں تو سمجھ لو ہم نے عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو خوش کر دیا مگر بجائے اصلاح عمل کے آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا حق یہ سمجھا جا رہا ہے کہ بینڈ باجے لائے جائیں اور کیا تماشے کئے جائیں اور شراب پی کر ساری رات قوالی پڑھی جائے۔ چشم دید واقعہ ہے کہ ایسی ہی ایک مجلس

میں کسی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی اور شراب پی کر رات بھر قوالی کرتے رہے' بتایئے افسوس کی بات ہے یا نہیں؟ کیا اسلام اس کا نام ہے؟ ہرگز یہ اسلام نہیں۔

طریق صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ ہر راستہ غیر معتبر ہے

اسلام وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطاء فرمایا' اسلام وہی ہے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل تھا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ دیکھو۔ جس چیز پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا وہی معتبر ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کوئی سمجھنے والا ہے؟ لہٰذا خوب سمجھ لو کہ حدیث کا مفہوم وہی معتبر ہے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا' ان سے زیادہ ہمیں عقل و فہم نہیں ہے۔ جن کی تعریف خدا نے کی ہو کہ اللہ اِن سے راضی ہو گیا تو خود فیصلہ کر لو کہ پھر ان کے کام کیسے ہوں گے۔ لہٰذا جو کام بھی کیجئے چاہے خوشی میں یا غمی میں ختنہ میں یا عقیقہ میں' شادی کے موقع پر یا کسی کی موت پر ہمیشہ علماء کرام سے پوچھ کر کیجئے۔ علماء بتائیں گے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا عمل کیا' احادیث کا مفہوم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا سمجھا کیونکہ اِن ہی کا راستہ مُستند ہے۔

مُستند رستے وہی مانے گئے جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے

جن کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم نازل فرما کر اپنی رضا کی سِند دے دی' جن کے اعمال پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشیوں کا اطلاق کر دیا۔ ان کو چھوڑ کر آپ اِن لوگوں کی بات مانتے ہیں جن کے لئے کوئی آیت نازل نہیں ہوئی' بتایئے کون سا مُستند عمل ہے؟ صحابہ کے اعمال جن پر رضاء الٰہی کی مہر ثبت ہے یا ان جاہلوں کے اعمال جن پر اللہ کی خوشی کی کوئی رجسٹری نہیں بلکہ خلاف سُنت ہونے کے سبب غضب الٰہی کا اندیشہ ہے۔

نافرمانیِ رسُول کے ساتھ دعویٰ عشقِ باطل ہے

اگر ذرا بھی عقل ہو تو آدمی خود سمجھ جائے کہ یہ کون سا عشقِ رسالت ہے کہ فرض نماز غائب اور بینڈ باجوں پر نعت شریف پڑھی جا رہی ہے جبکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میں گانے بجانے یعنی ساز و موسیقی کو مٹانے کیلئے آیا ہوں۔ کیا آپ کے فرامین عالی شان کی مخالفت کرنا یہ عشق رسالت ہے؟ بُخاری شریف کی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ لیکن آج دیکھو تو الٹا معاملہ ہے کہ بعض لوگ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کٹاتے ہیں اور بعض لوگ مونچھیں تو کٹا چکے ہیں لیکن وہ ذرا سی ہمت اور کرلیں کہ داڑھی بڑھالیں تو سو فیصد نمبر سے کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ یہ مونچھیں کچھ کام نہ دیں گی' قیامت کے دن داڑھی ہی کام آئے گی۔ یہ مت سمجھو کہ بوڑھے ہو کر داڑھی رکھ لیں گے کیونکہ کیا گارنٹی ہے کہ آپ بڑھاپے تک زندہ رہیں گے۔

نہ جانے بُلا لے پیا کِس گھڑی　　　تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

داڑھی رکھنا دلیلِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

آہ! دردِ دل سے کہتا ہوں واللہ آپ کی بھلائی کیلئے کہتا ہوں' آپ کے احترام و عزت کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنالو۔ ابنِ ماجہ شریف کی حدیث ہے کہ روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔ تو معلوم ہوا کہ شکل بھی کام دے جاتی ہے' کم سے کم قیامت کے دن آپ یہ کہہ سکیں گے کہ

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے' منڈانا اور کترانا حرام ہے۔ ایک مُشت تینوں طرف سے واجب ہے' اس حکم میں کوئی گنجائش نہیں ہے' سوچئے کہ اگر قبر میں جنازہ اُتر گیا تو گالوں کو کیڑے کھا جائیں گے۔ موت کے بعد کھیتی کی زمین بھی چھن جائے گی' پھر کہاں غلہ بوؤ گے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باغ کہاں لگاؤ گے۔

تازیانۂ عبرت

سکھوں سے سبق لو کہ یہ ظالم کافر ہو کر اپنے پیشوا کی محبت میں داڑھی رکھتے ہیں حالانکہ بوجہ کُفر کے یہ داڑھی ان کو کچھ مفید نہیں لیکن ایک سکھ بھی ایسا نہیں ملے گا جو

داڑھی منڈاتا ہو۔ لیکن آہ! آج اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہو گیا کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نہیں بناتے اور سمجھتے ہیں کہ داڑھی سے میری شکل خراب معلوم ہو گی۔

داڑھی سے شکل حسین ہوتی ہے

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ داڑھی رکھنے کے بعد بتانا کہ شکل کیسی معلوم ہوتی ہے۔ پھر کہو گے کہ افسوس آج تک ہم نے داڑھی کیوں نہیں رکھی تھی' اگر داڑھی رکھنے سے شکل خراب لگتی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو حکم نہ دیتا کہ داڑھی رکھو۔ آپ بتایئے کہ کیا کوئی اپنے پیاروں کی شکل خراب کرنا چاہتا ہے؟ جب کوئی شخص اپنے پیاروں کو خراب شکل میں نہیں دیکھنا چاہتا تو اللہ تعالیٰ کیسے اپنے پیارے پیغمبروں کو خراب شکل میں دیکھنا پسند کرتا۔ معلوم ہوا کہ داڑھی اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی شکل ہے لہٰذا یہ خود دلیل ہے کہ یہ پیاری چیز ہے اور اس سے شکل پیاری معلوم ہوتی ہے۔ (مواعظ دردِ محبت جلد چہارم)

مسواک کی سنت پر عمل کی برکت

بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تین حصے کیے ہوئے تھے۔ ایک سال حج کو جاتے اور ایک سال غزوہ میں تشریف لے جاتے اور ایک سال علم کا درس دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے وہاں کفار کا قلعہ فتح نہیں ہوا تو آپ رات کو اسی فکر میں سو گئے کہ خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں۔

''اے عبداللہ کس فکر میں ہے''۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کفار کے اس قلعہ پر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ اس فکر میں ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو مسواک کے ساتھ کیا کر۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ خواب سے بیدار ہوئے مسواک کے ساتھ وضو کی اور غازیوں کو بھی حکم دیا انہوں نے بھی مسواک کے ساتھ وضو کیا قلعہ کے نگہبانوں نے

قلعہ کے اوپر سے غازیوں کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا اور خدائے تعالیٰ نے ایک خوف ان کے دل میں ڈالا۔ وہ نیچے گئے اور قلعہ کے سرداروں سے کہا کہ یہ فوج جو آئی ہے یہ لوگ آدم خور معلوم ہوتے ہیں۔ دانتوں کو تیز کر رہے ہیں تا کہ اگر ہم پر فتح پائیں تو ہمیں کھائیں۔ خدائے تعالیٰ نے یہ دہشت ان کے دل میں بٹھا دی اور مسلمانوں کے پاس قاصد بھیجا کہ تم مال چاہتے ہو یا جان عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہ مال چاہتے ہیں نہ جان، تم سب اسلام قبول کرلو تا کہ چھٹکارہ پاؤ۔ اس سنت کے ادا کرنے کی برکت سے وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (صلوۃ مسعودی)

اتباع سنت کا تاریخی واقعہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں جب مسلمانوں نے سمر قند فتح کرلیا اور مسلمان وہاں بس گئے اور اپنے گھر بنالئے اور ایک عرصہ گزر گیا تو سمر قند والوں کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہمارے ملک کو فتح کرلیا ہے۔ یعنی یہ کہ سب سے پہلے اسلام کی دعوت دیں پھر جزیہ کی پیشکش کریں اور اگر وہ بھی منظور نہ ہو تو پھر مقابلہ کریں۔ لہٰذا انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں چند لوگوں کو روانہ کیا اور انہیں یہ بتایا کہ آپ کی فوج نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت پر عمل کئے بغیر سمر قند کو فتح کرلیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سمر قند کے قاضی کو حکم دیا کہ عدالت قائم کرو پھر اگر یہ بات صحیح ثابت ہو جائے تو مسلمان فوجوں کو حکم دیں کہ سمر قند چھوڑ کر باہر کھڑی ہو جائیں پھر اس سنت پر عمل کریں۔ چنانچہ قاضی نے ایسا ہی کیا وہ بات صحیح ثابت ہوئی تو مسلمانوں نے سمر قند خالی کر دیا اور شہر سے باہر جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب وہاں کے بت پرستوں نے مسلمانوں کا یہ عدل و انصاف دیکھا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی تو انہوں نے کہا کہ اب لڑائی کی ضرورت نہیں۔ ہم سب مسلمان ہوتے ہیں۔ چنانچہ سارا کا سارا سمر قند مسلمان ہو گیا۔ (پانچ منٹ کا مدرسہ)

ظاہری حلیہ کی اہمیت

ظاہری وضع قطع صلحاء کی طرح رکھا باطن کی حفاظت کا تالہ ہے۔ جس طرح دکان کے اندر مال ہو اور باہر دروازہ میں تالہ نہ ہو تو چور حملہ کرتا ہے اور اندر کے مال کی خیر نہیں۔ اسی طرح ظاہری وضع قطع صالحین کی نہ ہوگی تو باطن کی صلاحیت کی خیر نہیں۔ فاسقوں کی مشابہت اور صورت سے فسق کی حقیقت بھی اتر جائے گی۔ (مجالس ابرار)

صورت کا اثر سیرت پر

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حدیث مبارک من تشبه بقوم فهو منهم کے تحت ایک عجیب حکایت نقل کی ہے۔ عبرت کیلئے نذر قارئین کی جاتی ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں۔

اس موقع پر ایک غریب حکایت اور ایک عجیب لطیفہ نقل کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرعون اور اس کی آل کو غرق کیا تو فرعون کے اس مسخرے کو غرق نہیں کیا جو موسیٰ علیہ السلام کی نقلیں اتار کر فرعون اور اس کی قوم کو اپنی حرکات وسکنات سے ہنسایا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حضور میں گڑگڑا کر عرض کیا کہ الٰہی یہ مسخرہ مجھے باقی فرعونیوں کی بہ نسبت زیادہ ایذا دیا کرتا تھا (اسے آپ نے کیوں غرق نہیں کیا؟) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اسے اس لئے غرق نہیں کیا کہ یہ آپ جیسا لباس پہنے ہوئے تھا۔ والحبيب لا يعذب من كان على صورة الحبيب اور محبّ محبوب کی صورت میں آنے والے کو عذاب نہیں دیا کرتا"۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۸ ص۲۵۵) (جواہر پارے)

نیک صورت کی برکات

میرے مرشد حضرت اقدس حاجی محمد شریف صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص دیندار لوگوں کی صرف نقل ہی کر لے تو اللہ پاک اسے بھی اس نقل کی برکت سے خالی نہیں رکھتے بلکہ بہت کچھ عطا فرما دیتے ہیں۔ اس کی تائید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جادوگروں کا جو مقابلہ ہوا اور اس کے نتیجہ میں

تمام جادوگروں کا اپنی شکست کو تسلیم کر کے ایمان لانے والا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ مقابلہ پر آئے تو انہوں نے اپنی وضع قطع حتیٰ کہ لباس میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقالی کی تھی ان کی ایسی نقالی کی برکت سے اللہ پاک نے انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ایک اور واقعہ بھی بیان فرماتے تھے کہ کسی ملک کے بادشاہ کی بیٹی جب نکاح کے قابل ہوئی تو بادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی عابد اور متقی نوجوان سے کریں گے۔ بادشاہ نے اپنے اس ارادہ کا تذکرہ وزیر سے کیا اور کہا کہ ایسے نوجوان کی تلاش کی جائے بات پھیلتے پھیلتے پورے شہر میں پھیل گئی شہر کا ایک نوجوان جو دنیا دار تھا یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح شہزادی سے اس کی شادی ہو جائے تا کہ اس طرح اسے بادشاہ کا داماد بننے کے علاوہ دنیاوی مال و متاع بھی مل جائے۔

نوجوان نے زاہدوں کا روپ اختیار کیا اور ایک مسجد میں بیٹھ گیا وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا کچھ عرصہ گزرا تو لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ فلاں مسجد میں ایک نوجوان رہتا ہے جو نہایت ہی متقی، پرہیز گار اور عابد و زاہد ہے، پہنچتے پہنچتے یہ بات بادشاہ تک بھی پہنچ گئی۔ بادشاہ نے وزیر کو تحقیق کیلئے بھیجا تحقیق پر معلوم ہوا کہ واقعی وہ صالح ہے بادشاہ نے وزیر کو کہا کہ اس کے پاس ہمارا پیغام لے جاؤ کہ ہم اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ حکم کی تعمیل میں وزیر پہنچا اور نوجوان کو بادشاہ کا پیغام پہنچایا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے مگر جب تک اللہ کا پیارا نام اس کے دل پر اثر کر چکا تھا۔

اسی لئے اس نوجوان نے جواب میں کہا حقیقت تو یہی ہے کہ میں نے اسی غرض سے عبادت شروع کی تھی لیکن میں نے اس عرصہ میں اصل حقیقت کو پالیا اب مجھے بادشاہ کے مال و متاع اور شہزادی کی ضرورت نہیں رہی۔

دیکھیئے دنیا حاصل کرنے کیلئے نوجوان نے اللہ والوں کی نقل کی لیکن اللہ پاک نے اسے بھی اپنے فضل و رحمت سے اپنی محبت سے رنگ دیا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی ریاکاری سے ہی ذکر اللہ کرتا ہو' عبادت کرتا ہو تو اس کو ہرگز نہ چھوڑے وقت کے ساتھ ساتھ ریاکاری بھی آخر کار اخلاص میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنی پکی سچی محبت و معرفت سے نوازیں آمین۔

ظاہری حلیہ کی اہمیت

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کو صرف اتنی بات زیادہ یاد رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے تمہاری ظاہری صورت کو نہیں دیکھتا بھائیو یہ بات تو ان لوگوں کو کہنے کا حق ہے۔ جن کی ظاہری صورت و شکل' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی طرح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر داڑھی تھی تمہارے چہرے پر بھی اسی طرح داڑھی ہو۔ تمہاری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی طرح ہو تب تو تمہارا یہ کہنا مفید ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے ظاہر کو نہیں ورنہ تمہارا یہ کہنا خود تمہارے لئے ہلاکت کا باعث بنے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ کوئی کبوتر ہے۔ اس کا ظاہر اس کا پر ہے اور اس کا باطن اس کا گوشت' اس کی ہڈی' اس کا پورا جسم ہے۔

اب اگر اس کا پر کاٹ دیا جائے تو اس کا جسم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ اس کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ لیکن کیا وہ اپنے آپ کو دشمنوں سے بچا بھی سکتا ہے یا نہیں؟ ہر شخص اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس کبوتر کی ظاہری صورت بدل جانے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کی دشمنوں سے حفاظت نہیں کر سکتا کہ ہوا میں پرواز کر کے بھاگنے پر قادر نہیں۔ دشمن آسانی سے اُسے پکڑ کر کھا جائیگا۔ اسی طرح شیطان ہمارا دشمن ہے' اس سے حفاظت کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظاہری حلیہ کی

حفاظت کو واجب قرار دیا ہے۔ لہٰذا جس طرح ظاہر کی حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ایک کبوتر ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے اسی طرح ظاہری حلیہ کی حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ہم کو بھی شیطان ہلاکت تک بآسانی پہنچا سکتا ہے۔

دیکھنے میں خوب آتا ہے کہ جن لوگوں کی ظاہری صورت وشکل درست نہیں ہے وہ عام طور پر تقویٰ اختیار نہیں کر پاتے شیطان ان کو آسانی سے پٹی پڑھا دیتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ جن لوگوں کا ظاہری حلیہ صحیح ہے وہ سو فیصد متقی ہیں بلکہ ان میں سے بھی بعض برائی میں مبتلاء ہو جاتے ہیں مگر کم ہوتے ہیں یہ ایسا ہے کہ جیسا پروالے کبوتر کو بھی شکاری موقع پا کر پکڑ لیتا ہے۔ لیکن پروالے کو ایسی آسانی سے پکڑ نہیں سکتا جیسے بے پر کو پکڑ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے جس کا ظاہری حلیہ درست نہیں ہے وہ چاہے کتنا بڑا قاری ہو۔ چاہے کتنا بڑا عالم ہو۔ چاہے اس کو کتنا اچھا قرآن یاد ہو۔ مگر امام بن کر نماز پڑھانے کا حق نہیں اسکی موجودگی میں ایک کم پڑھے لکھے باشرع کو امامت کا حق ہو جاتا ہے۔! (خطبات شریعت)

ظاہری حلیہ کا اثر

حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ضمیر الدین تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک شہر میں اتفاقیہ چند ڈاکو جا پہنچے آپس میں کہنے لگے کہ ہوشیاری سے کام لینا چاہیے تاکہ ہم پکڑے نہ جائیں ان کے سردار نے کہا کہ سب کے سب درویش صورت بن جاؤ، وہ بولے حضور یہ کیوں کر؟ سردار نے جواب دیا سب کپڑے رنگوالو اور ہاتھ میں ایک تسبیح لے کر سبحان اللہ سبحان اللہ کرتے رہو جہاں بھی جاؤ سوائے سبحان اللہ کے اور کچھ زبان پر مت لاؤ، چنانچہ سب شہر میں داخل ہو کر مہمان سرا میں ٹھہرے ایک مکان میں سارے حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور درمیان میں سردار بھی ایک لمبی چوڑی تسبیح لے کر بیٹھ گیا سب کے سب سوائے سبحان اللہ کے لب کشائی نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ

تمام شہر میں مشہور ہو گیا کہ مہمان سرا میں ایک درویش صاحب باہر سے تشریف لائے ہیں سواذکرخدا کے ان کی زبان پر اور کچھ شغل نہیں ہے۔ شہر کے سب باشندے دور سے آکر مصافحہ کرنے لگے اور اپنی حاجتیں بھی ظاہر کرنے لگے۔ اس شہر کے بادشاہ نے بھی ایک دن مع فوج کے آکر عرض کیا کہ درویش صاحب ہماری زہے قسمت کہ آپ نے ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمایا ہم کو بھی فیض حاصل ہوگا اور سب کی دعوت کی کہ آج غریب خانہ پر تشریف لائیں درویش صاحب نے بھی دعوت قبول کرلی۔ بادشاہ کا ایک لڑکا مدت سے مرض فالج میں مبتلا تھا بہت علاج کیا مگر کچھ نفع نہیں ہوا، بادشاہ نے کھانا کھلانے کے بعد درویش صاحب سے یہ تمنا ظاہر کی کہ آپ مقبول بارگاہ ہیں ہمارے اس لڑکے کے حق میں دعائے خیر کیجئے۔ تاکہ اللہ پاک اس کو شفا بخشے کیونکہ اس کے سوا میرا اور کوئی فرزند نہیں جس کو دیکھ کر میں خوش ہوں، درویش صاحب مع کل مریدین کے ہاتھ اٹھا کر نہایت عجز وانکسار سے دعا کرنے لگے۔ اے بارخدایا! اگرچہ ہم سب گنہگار ہیں لیکن تیرے بنائے ہوئے بندے تو ہیں تیرا در چھوڑ کر کہاں گریہ وزاری کریں آج ہماری شرم تو ہی رکھنے والا ہے ادھر ان کا رونا تھا اُدھر دریائے رحمت خداوندی کا جوش میں آنا اور اسی وقت دعا قبول ہوئی اور شاہزادے نے آرام پایا بس اس رحمت الٰہی کو درویش دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ ہم نے لوگوں کے دکھانے کے لئے یہ مکر گانٹھ کر عابدوں کی سی صورت بنالی تھی، اس ریا کاری میں جب یہ نتیجہ برآمد ہوا تو معلوم نہیں اگر ہم خاص اللہ کے واسطے ہی ذکر الٰہی کرتے اور سچے طریقے سے عابد بن جاتے خدا جانے کیا نفع ہوتا یہ کہہ کر سب نے اللہ کا نعرہ مارا اور شہر سے دو تہائی کی جگہ جا پڑے لکھا ہے کہ سب کے سب ولی کامل بن گئے۔

مذکورہ اس واقعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو رہی ہے کہ صورت کا سیرت پر اثر پڑتا ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

"يَآيُّهَا النَّاسُ ابْكُوْا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْا فَتَبَاكُوْا." (الحدیث)

اے لوگو روؤ اگر رو نہیں سکتے تو رونے والا منہ ہی بنالو۔

ہمیں چاہیے کہ ہم انبیاء وصالحین کی شکل وصورت اوران جیسا لباس و پوشاک اپنائیں تا کہ ہمارے قلوب پر اس کا اثر ہو، ویسے بھی عام قاعدہ ہے کہ آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے اسے اس کی ہر ادا پیاری لگتی ہے اور وہ اسے اپناتا ہے۔ جب ہمیں انبیاء وصالحین سے محبت ہے تو اس قاعدہ کے تحت ان کی ہر ہر ادا سے پیار ہونا چاہیے اور ان کی ہر ہر ادا اپنانی چاہیے اور بزبان حال کہنا چاہیے۔

تیرے محبوب کی یارب شباہت لیکے آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں
نہ شوکت لیکے آیا ہوں نہ عظمت لیکے آیا ہوں
محبت لیکے آیا ہوں محبت لیکے آیا ہوں

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اتباع سنت کی اہمیت

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے علم ظاہر عطا فرمایا یعنی یہ علم حدیث تفصیل کے ساتھ حاصل کر چکا تو خیال آیا کہ صوفیاء کرام جو علوم لئے بیٹھے ہیں ان کو بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ کیا علوم ہیں۔ صوفیاء کرام کے جو سلسلے ہیں چشتیہ وغیرہ وہ سارے میں نے حاصل کئے اور جو جو طریقے انہوں نے بتائے ہیں سب پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجے میں مجھے ایسا مقام عطا فرمایا کہ میں آپ کو کیا بتاؤں۔ لوگ کہیں گے کہ یہ خودنمائی کر رہا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے مجھے اس مقام تک پہنچایا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مجھے خلعت پہنایا اور فرمایا کہ میں اس سے بھی آگے اس مقام تک پہنچا کہ اگر میں اس کی تفصیل بیان کروں تو فقہاء کہیں گے کہ یہ کافر ہو گیا اور صوفیاء کہیں گے یہ زندیق ہو گیا۔ لیکن وہ مقامات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ان سارے مقامات کو حاصل کرنے کے بعد میں ایک ایسی دعا کرتا ہوں۔

ان شاء اللہ جو اس دعا پر آمین کہے گا اس کی بھی نجات ہو جائے گی۔

دعا یہ ہے ”اے اللہ مجھے اتباع سنت کی زندگی عطا فرما اور اسی پر مجھے موت عطا فرما اور اتباع سنت ہی کے حال میں میرا حشر فرما آمین“

یاد رکھیں! لوگ جو کچھ کرامات و الہام وغیرہ بیان کرتے ہیں کوئی حقیقت نہیں رکھتے جو کچھ مقام اور مرتبہ ہے وہ اتباع سنت ہی کا ہے۔ بنیادی بات اتباع سنت کی فکر پیدا کرنا ہے۔ (مکتوبات)

داڑھی

قرآن وحدیث
کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ سے محبت کا معیار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ہے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

"آپ (لوگوں سے) فرما دیجئے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، خدا تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔" (سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۳۱)

اس آیت میں خدا سے محبت کرنے کا معیار بتایا گیا ہے، یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدیؐ کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لیں، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔

داڑھی کے متعلق قرآنی تعلیمات

قرآنی آیات سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات واحادیث بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے اور قرآن کریم بھی وحی الٰہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک وحی متلو ہے' یعنی اس کی تلاوت کی جاتی ہے اور دوسری وحی غیر متلو ہے۔ جس کی تلاوت نہیں کی جاتی' لہٰذا داڑھی کا رکھنا بھی وحی الٰہی سے ثابت ہوا ہے۔

چنانچہ سلف صالحین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام وہ مستقل احکام جو حدیث سے ثابت ہوتے تھے' انہیں انہی آیات کی رو سے قرآنی احکام اور بیان قرآنی کہتے تھے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ سے ایک بڑھیا نے کہا کہ آپ گودنے والی عورت پر لعنت کرتے ہیں' حالانکہ قرآن میں گودنے کی ممانعت کہیں بھی نہیں ہے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا' کاش! تو قرآن پڑھی ہوئی ہوتی' کیا قرآن میں یہ آیت نہیں ہے؟

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا (سورۃ حشر' آیت نمبر ۷)

''کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا کر دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ''۔ بڑھیا نے کہا' ہاں یہ تو ہے۔

فرمایا' بس اسی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واشمہ یعنی گودنے والی پر لعنت کی اور اس فعل قبیح سے روکا' تو یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کا بیان ہو کر قرآنی حکم ہو گیا۔

قرآن پاک سے داڑھی رکھنے کا حکم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ داڑھی رکھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں ورنہ ہم ضرور رکھتے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا اس سلسلے میں جواب یہ ہے کہ دلائل چار ہیں۔ قرآن' حدیث' اجماع' فقہ۔ ان میں سے کسی ایک سے جواب دے دیا گیا تو گویا چاروں میں سے جواب آگیا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش　　　من انداز قدت را مے شناسم

جب داڑھی رکھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہو گیا تو گویا قرآن پاک سے ثابت ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے داڑھی کا ثبوت قرآن پاک سے پوچھا تو فرمایا:

مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

فرمایا: اس میں داڑھی رکھنے کا حکم موجود ہے اس لئے ہمارا یہ حق ہے کہ ہم اس سنت پر عمل کی تاکید کرتے رہیں۔

قرآن کریم سے داڑھی رکھنے کا ثبوت

کم سے کم ایک مشت داڑھی رکھنا قرآن' حدیث اور فقہائے اربعہ سے ثابت ہے۔ ہم یہاں سب سے پہلے قرآن کریم سے سات آیات ایسی پیش کریں گے جن سے داڑھی رکھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ان کا بغور مطالعہ کیجئے' تاکہ صحیح بات ذہن نشین ہو جائے۔

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

داڑھی رکھنا انبیاءؑ کی سنت ہے

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۹۴)

ترجمہ: "اے میرے ماں! جائے میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑ۔"

یہ آیت مبارکہ اقتضاء النص کا درجہ رکھتی ہے۔ جس نے تمام انبیاء کرام کی شکل پاک کا نقشہ کھینچ کر بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے اور انبیاء کرام نے داڑھی مبارک رکھی ہوئی تھی۔

ثابت ہوا کہ ہر مسلمان مرد کی داڑھی ہونا ضروری ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی دراز داڑھی مبارک یہ بتا رہی ہے کہ آپ نے داڑھی مبارک رکھی ہوئی تھی اور دیگر انبیاء کرام کے متعلق ایک آن کیلئے ثابت نہیں کہ کسی نے داڑھی مبارک کٹائی ہو۔ بلکہ حدیث پاک کی دس فطرتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سب انبیاء کرام ہمیشہ باریش (داڑھی مبارک کے ساتھ) رہے۔

جب انبیاء کرام نے داڑھی مبارک کو اپنے چہروں کے ساتھ چمٹائے رکھا تو اس کا کوئی نہ کوئی ضرور مقام ہے۔ عقل منداور محبت کرنے والے کیلئے کیا اتنا کافی نہیں کہ داڑھی مبارک کے وقار کو سمجھنا۔

اسے امام سیوطیؒ نے (الدر المنثور ۱/۶۲) میں نقل کیا ہے اور پھر اللہ جل شانہ نے سابق انبیاء کی پیروی کا حکم دیا ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ (الانعام ۹۰)

''یہ انبیاء ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی سو آپ بھی ان کے مقتدی بن جایئے اور انہی کی اقتداء کیجئے۔''

تو معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا انبیاء کی سنت اور اقتداء ہے اور ہدایت کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے۔ (آمین)

اللہ سے محبت کا معیار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ہے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۳۱)

''آپ (لوگوں سے) فرما دیجئے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ

میری اتباع کرو خدا تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔"

اس آیت میں خدا سے محبت کرنے کا معیار بتایا گیا ہے' یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدیؐ کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لیں' سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔

اس آیت نے اشارتاً داڑھی کی فضیلت اور واجبیت کو بیان فرمایا ہے' کیونکہ اس آیت کریمہ نے تمام لوگوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً رسول اللہؐ کے نقش قدم پر چلنے اور اتباع کا حکم دیا ہے اور اتباع افعال اور اعمال کی ہوتی ہے۔ داڑھی مبارک کو رکھنا بھی افعال مقدسہ میں شامل ہے۔ اس لئے اس میں اتباع رسولؐ کی تعلیم دی گئی ہے اور اتباع شرط محبت بھی ہے اور جہاں اتباع ہے وہاں محبت ہے اور جہاں محبت ہے وہاں اتباع ہے اور خیال رہے کہ اتباع اور اقتداء میں بہت طرح کا فرق ہے۔

۱...... ایک فرق یہ بھی ہے کہ اتباع اسے کہتے ہیں کہ کسی کی فرماں برداری کرتے ہوئے بالکل اسی کے نقش قدم پر چلنا۔ نہ ہی ذرہ بھر آگے اور نہ ہی ذرہ بھر پیچھے' نہ ہی دائیں اور نہ ہی بائیں۔

۲...... مگر اقتدا اسے کہتے ہیں کہ وہ راستہ اختیار کرنا کہ جس پر کبھی کوئی چلا ہو۔ یا کسی کا حکم ماننا۔ اس کو اطاعت بھی کہتے ہیں۔

مسلمانوں پر اتباع صرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واجب ہے نہ کہ کسی اور کی۔ اگر کسی نبی کی اتباع کا حکم دیا بھی گیا ہے تو وہ مجازاً ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب' آیت نمبر ۲۱)

"تم لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔"

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع واقتدا کی تاکید ایک ضابطے کی صورت میں بیان فرمائی گئی ہے' جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال سب کی اقتداء کا حکم ثابت ہوا۔ محققین وائمہ تفسیر کے نزدیک اس کی عملی صورت یہ ہے کہ جس کام کا کرنا یا چھوڑنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدرجہ وجوب ثابت ہو اسی کا اتباع واجب ولازم ہے اور جو بدرجہ استحباب ثابت ہو اس کا کرنا یا چھوڑنا بدرجہ استحباب رہے گا کہ اس کی خلاف ورزی گناہ نہ قرار دی جائے گی۔ (معارف القرآن)

اور داڑھی کا رکھنا حضورؐ سے بدرجہ وجوب ثابت ہے' لہٰذا اس آیت کی روشنی میں سنت کے مطابق داڑھی رکھنا واجب ہے' جو شخص نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ کے مقابلے میں عقل کے گھوڑے دوڑائے اور داڑھی کا وجوب قرآن سے نہ مانے تو اس کی باتوں کا درجہ بقول علامہ اقبالؒ فقط یہ ہے:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں ——— نئی تہذیب کے گندے ہیں یہ انڈے

فطرت الٰہی کی تخلیق میں ردوبدل نہیں ہوسکتا

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا. لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ. ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (الروم۳۰/۳۰)

"یہی فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی اس خلقت میں کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ پس سیدھا دین یہی ہے' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

وقصها ای اللحية سنة المجوس وفيه تغيير خلق الله

(حجۃ اللہ البالغہ ۱/۱۵۲)

داڑھی کو کاٹنا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۸)

"اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

یہ آیت مبارکہ حضرت عبداللہ بن السلام اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ وہ مشرف با اسلام ہو کر بھی اونٹ کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تھے' کیونکہ ان کے سابقہ دین میں اونٹ کا گوشت نہ کھایا جاتا تھا۔

اور قاعدہ (طریقہ) یہ ہے کہ جو چیزیں بچپن میں استعمال میں آتی رہتی ہیں ان چیزوں سے لگاؤ ہوتا ہے اور جو چیزیں بچپن میں استعمال نہیں ہوتیں' ان سے فطری طور پر نفرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اونٹ کا گوشت نہ کھاتے تھے۔

دوسری بات یہ تھی کہ اونٹ کا گوشت کھانا کوئی فرض اور واجب تو تھا نہیں کہ جس کا کھانا ضروری ہوتا۔ انہوں نے یہ تصور کر کے کہ اس کے ترک سے تو دین کے کسی رکن یا حکم کی مخالفت تو ہے نہیں!

فلھذا اس کے ترک میں کوئی حرج نہیں ہے یہ خیال کرتے ہوئے اونٹ کا گوشت نہ کھایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی سی بات پر قرآن کریم کی آیت اتاری اور فرمایا کہ اس وقت تک تم اسلام میں پورے پورے داخل نہیں ہو سکتے' جب تک اونٹ کا گوشت نہیں کھاؤ گے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ اونٹ کا گوشت کھانا کوئی فرض اور واجب تو تھا نہیں پھر بھی قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی۔

ادھر آپ دیکھیں تو داڑھی کا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے جو کہ واجب کا درجہ رکھتی ہے۔ فلھذا قرآن کریم کی آیت کریمہ نے بتا دیا ہے کہ داڑھی منڈانے یا مقدار سے کم کرنے والے پورے اسلام میں داخل نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی آیت نے یہ

اعلان کردیا کہ اگر آپ نے اپنے آپ کو اسلام میں پورا پورا داخل کرنا ہے تو پھر داڑھی مبارک رکھنا ضروری ہے' آگے کوئی مانے نہ مانے۔

اور رسول اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ داڑھی تمہارے چہرے پر ہونی چاہیے جو رسول اللہؐ کے فیصلے کو نہیں مانتا' پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے۔ آنے والی آئندہ آیت مبارکہ پر غور فرمائیں۔

کافروں کی راہ اختیار کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

تمام صحابہ کرام' تابعین و تبع تابعین وعظام اور ہر قسم کے علمائے امت اور صلحا امت از آدمؑ تا ایں دم پوری داڑھی رکھتے چلے آرہے ہیں اور اس عظیم تواتر سے کسی نام کے دیندار کا بھی خلاف وتخلف ثابت نہیں ہوسکتا' نہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ تو پھر اتنی صاف اور واضح تاکیدوں اور تائیدوں کے بعد بھی جو بدقسمت مسلمان جان بوجھ کر حضورؐ کی مخالفت کر کے مجوسیوں کی راہ اختیار کرے تو ایسے لوگوں کے بارے میں کتنا صاف اور واضح ارشاد خداوندی ہے' غور سے پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَسَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (سورہ نساء رجوع ۱۷)

''اور جو شخص سیدھی راہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی رسولؐ کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر (کافروں کی راہ) اختیار کرلے تو پھر ہم اسے پھیریں گے جدھر وہ پھرنا چاہے' پھر پہنچائیں گے ہم اسے جہنم میں اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے وہ جہنم۔''

اس آیت میں دو چیزوں کو جرم عظیم ہونا اور جہنم میں داخل ہونے کا سبب بیان فرمایا ہے۔ ایک مخالفت رسولؐ اور دوسرا جس کام پر سب مسلمان متفق ہوں اس کو چھوڑ کر اس کے خلاف کوئی راستہ اختیار کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجماع امت حجت ہے' یعنی جس طرح قرآن وسنت کے بیان کردہ احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے' اسی طرح امت کا اتفاق جس چیز پر ہو جائے اس پر بھی عمل کرنا واجب ہے۔ (خلاصہ از معارف القرآن)

اور ایک مشت داڑھی رکھنے پر امت کا اتفاق ہے' کوئی بھی اس کا مخالف نہیں' لہٰذا مقدار داڑھی نہ رکھنے میں رسول ؐ کی مخالفت بھی ہے اور مسلمانوں کے راستے کو چھوڑ کر اغیار کے طریقے کو اپنانا بھی ہے جس کا انجام قرآن کی اس آیت کی روشنی میں دخول جہنم ہے۔

داڑھی رکھنا واجب ہے... قرآن سے ثبوت

طاؤسؒ نے مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فطرت کی ۱۰ چیزوں میں مونچھوں کا کاٹنا اور داڑھی کا بڑھانا بھی شامل ہے داڑھی بڑھانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان فرائض میں تھا جن میں آپ کا امتحان ہوا اور کامیابی ہوئی قرآن میں ارشاد ہے ''تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان حضرات میں جو ان کے ساتھ ہیں'' اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ ''ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو'' اس لئے حضور پر واجب ہوا اور امت کو ارشاد تھا ''تم میرا اتباع کرو۔ تم سے اللہ تعالیٰ محبت کریں گے اس لئے جب حضور کے اتباع کا حکم دیا گیا تو یہ امت پر واجب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ بطور احسان عظیم فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تم کو صورتیں بخشیں تو تمہاری صورتوں کو عمدہ بنایا'' ارشاد ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ہم نے انسان کو بہترین بناوٹ میں پیدا کیا'' دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی عطا کردہ بہترین صورت سے بلا اجازت انحراف کرنا جرم ہوگا۔

احادیث مبارکہ سے داڑھی کا ثبوت واہمیت

داڑھی منڈوانا فطرت کے خلاف ہے

داڑھی کاٹنا اسلام اور دین تو کیا بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو فطرت میں شمار کیا گیا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: **قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية**

''رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں: ان میں دو یہ ہیں مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا۔'' (صحیح مسلم، الطھارۃ، باب خصال الفطرۃ: ۲۶۱)

لفظ فطرت کے دو معنی علماء سے مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے مراد دین ہے اور دوسرا وہ طریقہ جو سب انبیاء کا ہے جن کے اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ (فتح الباری)

پس اس سے داڑھی کی شان اور عظمت معلوم ہوئی، کیونکہ جب وہ دین ہے تو بغیر داڑھی کے انسان بے دین سمجھا جائے گا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے تو پھر بغیر داڑھی کے رہنا سب انبیاء علیہم السلام کی سنت کی خلاف ورزی ہوئی اور جمع شریعتوں کے ساتھ بغاوت ٹھہری۔

داڑھی کے بارے میں احادیث کے الفاظ

داڑھی کے متعلق احادیث میں چھ لفظ وارد ہوئے ہیں، پہلے ان کے معنی سمجھ لئے جائیں پھر سوچیں کہ داڑھی کے متعلق حضورؐ نے کوئی مقدار متعین فرمائی ہے یا صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے؟

(1)اعفوا۔ یہ باب افعال سے ہے' اہل لغت نے اس کے معنی لکھے ہیں:

اعفی اللحیة: وفرھا حتی کثرت و طالت (تاج العروس)

اعفی اللحیة کے معنی ہیں کہ "اس نے داڑھی کو بڑھایا تا کہ بال زیادہ اور دراز ہو گئے۔"

(2)اوفوا۔ یہ باب بھی افعال سے ہے' جس کے معنی کامل کرنا۔ تام کرنا' پورا کرنا ہیں۔ وفی النذر (نذر پوری کی) اوفی الکیل (ناپ پورا دیا) اور اوفی فلا ناحقه (حق پورا دیا)۔

یہ لفظ مسلم شریف کی حدیث میں ہے' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی

"مشرکین کے طریقے کے خلاف کرو (یعنی) مونچھیں اچھی طرح کاٹ دو اور داڑھی پوری طرح بڑھاؤ۔"

(3)ارخوا۔ کے معنی ہیں کسی شے کو وسیع اور لمبا کرنا' ڈھیلا چھوڑ دینا اور لٹکانا۔ ارخی زمام الناقة (اونٹنی کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی) ارخی الستر (پردہ لٹکا دیا) اور ارخ له الحبل (اسکو تصرفات کی اجازت دے دے) وغیرہ جملے اسکے معنی کی وضاحت کر رہے ہیں۔

یہ لفظ بھی مسلم شریف کی روایت میں وارد ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس

"مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں وسیع اور لمبی کرو (اور) مجوس کے طریقے کے خلاف کرو۔"

(4)ارجوا کے معنی ہیں بالکل نہ لینا' یعنی پورا باقی رہنے دینا' چھوڑ دینا۔

ارجی الصید: لم یصب منه شیئاً (شکار کا کوئی حصہ نہیں لیا پورا ہی چھوڑ دیا) ارجی الامر (معاملے کو چھوڑ دیا' موخر کر دیا) یہ لفظ بھی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے' ملاحظہ فرمائیں علامہ طاہر پٹنی کی مجمع بحار الانوار مادہ (رج ا)

(5) وفروا یہ باب تفعیل سے ہے۔ نیز باب افعال سے بھی آیا ہے۔ دونوں کے معنی ہیں ''زیادہ کرنا' پورا کرنا۔''

یہ لفظ مسند احمد' طبرانی' بخاری' ابوداؤد اور مسلم شریف کی روایتوں میں آیا ہے' نیز ''اوفروا'' کا لفظ بھی بخاری ومسلم کی روایات میں وارد ہوا ہے۔

(6) دعوا یہ باب فتح سے امر حاضر ہے اور اس کے معنی ہیں چھوڑ دو۔ ودع الشیء ترکه (چھوڑ دیا) یہ لفظ طبرانی کی روایت میں آیا ہے۔

اذا کان بقدر المسنون وهو القبضة

''جب داڑھی بقدر مسنون یعنی ایک مشت ہو......الخ۔''

علاوہ بریں احادیث وسیر کی کتابوں میں تصریح ہے کہ صحابہ اور تابعین اور حضور پرنور کی داڑھیاں ایک مشت ہوتی تھیں اور احادیث میں داڑھی کے سلسلے میں جو چھ لفظ استعمال ہوئے ہیں اور جن کا مفصل تذکرہ ابھی آیا ہے وہ ناطق ہیں کہ وجوب محض برائے نام داڑھی رکھنا نہیں ہے' بلکہ ان کی ایک معتد بہ مقدار یعنی ایک مشت کے بقدر واجب ہے۔ (از مولانا سعید احمد پالن پوری)

مونچھوں کو پست کرنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مونچھوں کو پست کرنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ترمذی میں لکھا ہے کہ

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحية (ترمذی)

حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ مونچھیں کٹائی جائیں اور داڑھی بڑھائی جائے۔

قال النبی ﷺ من لم یاخذ من شاربه فلیس منا

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں۔

اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

والظاهر ان معناه تهدید لتارک هذه السنة او تخویف له

على الموت لغير هذه الملة (مرقاۃ)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے فرمانے کا مطلب اس سنت کے تارک کو ڈرانا ہے یا اس کو خوف دلانا ہے کہ اس کی موت ملت اسلام پر نہ ہوگی۔

غور کرنا چاہیے کہ جب مونچھیں نہ کٹوانے پر اتنی خوفناک وعید ہے کہ اس کی موت ملت اسلام پر نہ ہوگی تو اس کے دوسرے جصے داڑھی نہ رکھنے پر بھی یہی وعید ہو گی' کیونکہ دونوں ایک ہی حدیث پاک کے جملے ہیں۔

علامہ تھانویؒ نے بھی فتاویٰ امدادیہ میں یہی افادہ بیان فرمایا ہے کہ' نیز شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلالؓ کی بڑی مونچھیں تراش دیں۔

داڑھی منڈانا مجوسیوں کا طریقہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مجوس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ مونچھوں کو بڑھاتے اور داڑھیوں کو منڈواتے ہیں۔ پس تم ان لوگوں کی مخالفت کیا کرو۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے' جیسا کہ بکری یا اونٹ (کے بال) مونڈے جاتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور اسی پر مر جائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوتا ہے۔ تمہید میں ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور مردوں میں سے ہیجڑے ہی اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اور ابن ابی یعلیٰ قاضی مدینہ نے اس شخص کی شہادت رد فرما دی جو داڑھی نوچتا تھا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ یعنی آتش پرستوں کی مخالفت

کرو۔ اس حدیث میں بھی وہی کچھ کہا گیا جو اس سے پہلے والی حدیث میں فرمایا گیا تھا یعنی مسلمانوں کا سا طریقہ اختیار کرو اور غیر مسلموں کا طریقہ چھوڑ دو چونکہ داڑھی مبارک کو منڈانا اور داڑھی مبارک کا حد سے کم کرنا مسلمانوں کا طریقہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ طریقہ غیر مسلموں کا ہے اس لئے اس کو چھوڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے جو صحیح غلام ہوتے ہیں وہ اپنے آقا کے حکم پر جان نچھاور کرتے ہیں۔

اسلام میں داڑھی کے سفید بالوں کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے وہاں داڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

لا تنتفوا الشیب ...... الا کانت له نوراً ...... (صحیح الجامع ۷۴۶۳)

''سفید بالوں کو نہ اکھاڑو' کیونکہ جس کے اسلام میں سفید بال ہوئے وہ قیامت کو اس کے لئے نور ہوگا۔''

اب یہ سفید بال خواہ سر میں ہوں یا داڑھی میں ہوں۔ جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے واضح الفاظ کہے ہیں کہ:

یکره أن ینتف الرجل الشعرة البیضاء من رأسه ولحیته (مسلم ۲۳۴۱)

''اس بات کو بھی مکروہ خیال کیا جاتا تھا کہ کوئی شخص اپنے سر یا داڑھی سے ایک بھی سفید بال اکھاڑے۔''

اور حتیٰ کہ جو شخص اپنی داڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑتا ہے' عمر رضی اللہ عنہ اور ابویعلی (جو کہ مدینہ طیبہ کے قاضی تھے) نے اس کی گواہی و شہادت قبول نہیں کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان من اجلال الله اکرام ذی الشیبة المسلم (سنن ابی داؤد)

''سفید بالوں والے (بوڑھے) مسلمان کی عزت و اکرام کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہی ہے۔''

اس حدیث میں بڑی نصیحت ہے تمام ایسے بھائیوں کیلئے جو داڑھی بڑھانے سے محض اس لئے گھبراتے ہیں کہ ان کی داڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں۔

نوٹ: سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو مہندی سے اگر رنگا جائے تو یہ مسنون ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی رنگتے نہیں اس لئے تم ان کی مخالفت کرو۔ (صحیح بخاری)

مقصد یہ ہے کہ داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زردی یا سرخی کے ساتھ رنگ دیا جائے، لیکن سیاہ رنگ سے روکا گیا ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کو فتح مکہ کے دن لایا گیا۔ ان کا سر اور ان کی داڑھی ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھی۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے سفید بالوں کو تبدیل کرو البتہ سیاہ رنگ سے بچو۔ (صحیح مسلم)

داڑھی مرد کا حُسن ہے

جہاں تک خوبصورتی کا تعلق ہے تو اصل بات یہ ہے کہ داڑھی ہی مرد کی خوبصورتی، حسن و جمال اور وجاہت کی علامت ہے، حافظ ابن قیمؒ التبیان فی اقسام القرآن'' میں فرماتے ہیں ''داڑھی مرد کی زینت ہے اور اس کا وقار اور تعظیم ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کون ہو سکتا ہے؟ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت اور وجیہ نہ کوئی پیدا ہوا ہے نہ ہوگا اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ محمدؐ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی۔ (صحیح مسلم)

داڑھی اگر بدصورتی کا باعث ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے مرد کے چہرے پر ہرگز نہ اگاتا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التین ۹۵/۴)

''بے شک ہم نے انسان کو خوبصورت ترین سانچے میں ڈھالا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت میں جو امتیازات رکھے ہیں' ان میں سے ایک امتیاز اور فرق داڑھی ہے۔ داڑھی کے کاٹنے سے خوبصورتی نہیں بلکہ عورتوں سے مشابہت پیدا ہوتی ہے جو کہ اسلام میں ناجائز ہے۔ بلکہ مردانگی کے خلاف ہے۔

داڑھی نہ رکھنا عورتوں کی مشابہت ہے

داڑھی نہ رکھنا جہاں کافروں سے مشابہت ہے وہاں عورت بننے کی خواہش کی تکمیل بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس کو مرد بنایا اور مرد عورت میں داڑھی ہی کو فارق بنایا' لیکن اس مسلمان نے داڑھی کو منڈوا کر عورت بننے کے شوق کو با اور ظاہر کیا۔ حالانکہ اس طرح کی نسوانی مشابہت لعنت کے لائق سمجھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے فرمایا تھا:

لعن اللہ للمتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء (صحیح الجامع ۵۱۰۰)

اللہ تعالیٰ کی ان عورتوں پر لعنت ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں اور ان مردوں پر لعنت ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا:

ليس منا من تشبه بالرجال من النساء ولا من تشبه بالنساء من الرجال (صحیح بخاری ۵۴۴۳)

''جو مرد عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت کرتی ہیں وہ ہم میں سے نہیں۔''

اور واقعی وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر کیسے ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو داڑھی دی تا کہ امتیاز ہو عورت سے' لیکن انہوں نے داڑھی منڈوا کر خلقت کو تبدیل کیا اور ہیجڑے (مخنث) کی شکل کو پسند کیا اور لعنت کے مستحق ٹھہرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

لعن اللہ المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان مردوں پر جو ہیجڑے (مخنث) بنتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں۔

اسی بات سے دور رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کے کپڑے پہننے سے روکا اور فرمایا:

لعن اللہ الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور لعنت ہے اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنتی ہیں۔

تو جو عورت مصنوعی داڑھی لگالے وہ مرد کے مشابہ ہو جائے' اسی طرح جو مرد اپنی داڑھی کو بالکل صاف کر دے وہ عورت کے مشابہ ہو جائے گا اور اس مرد کے بارے میں جو داڑھی کو بالکل صاف کئے ہوئے ہے کسی بھی عام مسلمان سے سوال کرو تو وہ فوراً جواب دے گا کہ یہ چہرہ عورت کا چہرہ ہے یا بچے کا چہرہ ہے یا یہودی اور نصرانی کا چہرہ ہے۔ جس پر علماء نے التخنث کی اصطلاح کا اطلاق کیا ہے (یعنی ہیجڑا پن) جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر (التمہید) میں لکھتے ہیں کہ:

ویحرم حلق اللحیۃ ولا یفعلہ المخنثون من الرجال

''داڑھی کو بالکل صاف کرنا حرام ہے اور یہ صرف ہیجڑوں کا کام ہے۔''

یعنی اس فعل کو ہیجڑے ہی سرانجام دیتے ہیں۔

داڑھی مرد کیلئے زینت وتکریم کا باعث ہے

داڑھی رکھنا جہاں مومنین کا راستہ ہے وہاں مرد کیلئے زینت وتکریم کا باعث ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ** (الاسراء ۷۰)

اور البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو تکریم دی۔

اور اللہ تعالیٰ کا بنی آدم کو تکریم دینا اکمل اور احسن اشکال میں پیدا کرنا ہے۔ جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس تکریم کی مثال یہ ہے کہ

مردوں کو داڑھیوں کے ساتھ زینت دی اور عورتوں کو میڈھیوں کے ساتھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی ہے:

سبحان من زین الرجال باللحی وزین النساء بالذوائب

(کشف الخفاء للعجلونی ۱۴۴۷)

"پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی کے ساتھ اور عورتوں کو مینڈھیوں کے ساتھ زینت بخشی"۔

تو یہ ہیئت جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اس کی تکریم کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق بری کیسے ہوسکتی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی صنعت ہو وہ صانع کی مدح کا سبب بنتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تو نقص ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

کل خلق اللہ عزوجل حسن (صحیح الجامع)

"اللہ جل شانہ کی تخلیق حسن (اچھی) ہے"۔

حتیٰ کہ مسلمانوں اور مومنوں نے اس بات کو سامنے رکھ کر یہ زینت الٰہی ہے، اس کی بہت تعظیم کی۔ اور فقہاء نے باقاعدہ اپنے اقوال چھوڑے ہیں۔ چنانچہ امام احمد وابوحنیفہ والثوری فرماتے ہیں کہ:

ان اللحیة اذا جنی علیها فازیلت بالکلیة ولم ینبت شعرها فعلی الجانی دیة کاملة کمالو قتل صاحبها

جب داڑھی پر جنایت اس طرح کی جائے کہ اس کو بالکل زائد کر دیا جائے اور بال نہ اگیں تو جانی پر (جس نے ظلم کیا) پوری دیت ہوگی جیسا کہ اس نے اس داڑھی والے کو قتل کیا تو دیت ہوگی اور بان مفلح کہتے ہیں کہ:

لانه اذهب المقصود واشبه مالو اذهب ضوء العین

کیونکہ یہ داڑھی کا بالکل صاف کر دینا اس طرح اصل مقصود کو غائب کر دیتا ہے جیسا کہ آنکھوں کی روشنائی اور اس کی بصیرت وبصارت چلی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی خوب گھنی تھی

اللہ کے پیارے اور آخری رسول اور تمام نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات تک مکمل اور پوری داڑھی رکھی اور ساری زندگی اپنی داڑھی کا کوئی بال بھی نہیں کاٹا۔ آپ کی ریش مبارک گھنی تھی اور آپ کے منور سینے کو بھری ہوئی تھی۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

و کان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کثیر شعر اللحیة (صحیح مسلم)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی۔''

شمائل ترمذی میں ابن ہالہؓ سے مروی ہے۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرما رہے تھے۔

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کث اللحیة

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب گھنی داڑھی والے تھے۔

اور الوفا باحوال المصطفیٰ میں ابن جوزیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے ذکر میں فرمایا: **کان رسول اللہ عظیم اللحیة**

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی داڑھی والے تھے۔''

نیز بخاری اور ابو داؤد میں ہے کہ ابو معمر نے حضرت خبابؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرآن پڑھتے تھے؟

تو انہوں نے کہا' ہاں؟ ہم نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟

تو انہوں نے کہا! آپ کی داڑھی کے حرکت کرنے سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی اتنی بڑی تھی کہ لب مبارک ہلنے سے حرکت کرتی تھی۔

اس طرح مشکوٰۃ میں ابو داؤد کے حوالے سے حضرت انسؓ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو کرتے تو ہتھیلی میں پانی لے کر داڑھی میں ڈالتے اور ٹھوڑی کا خلال کیا کرتے تھے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی خوب گھنی اور لمبی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے مطلق چھوڑ رکھا تھا اور دائیں بائیں اور نیچے کہیں سے بھی کاٹتے نہیں تھے۔ صحیح مسلم میں ہے:

عن جابر بن سمرة رضی الله عنه یقول کان رسول الله ﷺ قد شمط مقدم راسه ولحیته وکان اذا ادهن لم یتبین واذا شعث راسه تبین وکان شعر اللحیه (مسلم ٤/١٨٢٢)

"حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے بال اور داڑھی میں سفید بال اگنا شروع ہو گئے تھے اور جب آپ تیل استعمال کرتے تو ظاہر نہ ہوتا اور جب بال پراگندہ ہوتے تو معلوم ہونے لگتا اور آپ کی داڑھی کے بال بہت کثیر تھے۔"

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول الله یکثر دهن راسه وتسریح لحیته (الترمذی فی الشمائل ۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر پر زیادہ تیل لگایا کرتے تھے اور داڑھی کو کنگھی کیا کرتے تھے۔

تو اس حدیث سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی تھی اور اتنی گھنی تھی کہ کنگھی کرنی پڑتی تھی اور وضو کے وقت خلال کرنا پڑتا تھا اور وہ بھی فرمان ربانی خیال کرتے ہوئے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس طرح خلال کروں تو اگر کٹی ہوئی ہوتی یا نیچے سے خط بنوایا ہوتا یا چند بال ہوتے تو خلال چہ معنی دارد؟

مدارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ کتاب "الشفاء" مصنفہ۔ قاضی عیاض میں کہا گیا ہے کہ آپ کی ریش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے جس سے آپ کا سینہ مبارک بھر گیا تھا۔ (اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۲۲)

دوسری روایت میں ہے کہ دائیں بائیں اور سینہ مبارک کو بھر دیتی تھیں۔ ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی خوب گھنی، خوب لمبی

اور بڑی تھی جو بولتے وقت ہلتی تھی۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ داڑھی لمبی رکھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ساری امت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کا حکم ان الفاظ سے دیا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے میرے رسول آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کے مدعی ہو تو میری اطاعت اور اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔

داڑھی نہ رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ پورا نہ ہوگا

حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمونہ بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب)

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔"

اور اگر ایک سنت میں بھی کمی ہوئی تو نمونہ پورا نہ ہوگا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا محبوب ہے اور دور حاضر کے مسلمانوں کو انگریز کی شکل وصورت محبوب ہے۔

دنیا کے سب سے زیادہ حسین شخص کی داڑھی

میرے مسلمان بھائیو! یہ تو ایک متفقہ بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کائنات میں کوئی بھی خوبصورت نہیں تھا اور نہ ہوگا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم احسن الناس (البخاری ۳۰۴۰)

"اللہ کے رسول تمام لوگوں سے حسین تھے۔"

اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم احسن الناس وجها (البخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک پوری کائنات سے حسین تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک جو پوری دنیا سے حسین تھا' کیا اس پر داڑھی تھی یا نہیں۔آیئے ذرا احادیث کی ورق گردانی کریں۔انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليس بالطويل البائن ولا بالقصير وليس في راسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء (البخاری)

"اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ بالکل چھوٹے اور ان کے سر اور داڑھی میں 20 سفید بال بھی نہیں تھے۔"

اور انس رضی اللہ عنہ نے ان بالوں کی تعیین خود بھی کی ہے اور فرماتے ہیں کہ:

ما عددت في راس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واللحية الا اربع عشرة شعرة بيضاء (الترمذی)

"اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک میں 14 سفید بال تھے۔"

تو اس حدیث سے پہلا نکتہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی تھی' دوسرا نکتہ یہ ثابت ہوا کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے دس سال خدمت کی انہوں نے داڑھی اور سر کے سفید بال بھی شمار کر رکھے تھے۔اگر داڑھی کو سیٹ کیا ہوتا تو نوک پلک سیدھی کی ہوتی یا کٹوائی ہوتی یا خط بنوایا ہوتا تو یہ صحابی ضرور بیان کرتے' کیونکہ بالوں کی گنتی جو کہ دقیق چیز تھی وہ بیان کی تو کٹوانا وغیرہ ضرور بیان کرتے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی کی کیفیت یوں بیان فرمائی گئی ہے:۔

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كث اللحية تملا صدره وفي رواية قد ملات لحية' مابين هذا قد ملائت غزه (ترمذی فی الشمائل وغیرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک اس قدر گھنی تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔

میرے مسلمان برادر محترم! ذرا سوچیں کہ ہم نے جس کا کلمہ پڑھا ہے اور جو پوری کائنات سے حسین تھا' کیا اس کو داڑھی بری لگی یا اچھی لگی؟ اچھی لگی تو رکھی بلکہ فطرت اللہ کو اپنایا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے اربعہ نے بھی اسی سنت کو سینے سے لگایا۔ چنانچہ ان کی بھی بڑی داڑھیاں تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

داڑھی کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرات صحابہ کرامؓ کا بھی یہی معمول تھا کہ پوری داڑھیاں رکھتے تھے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سب صحابہؓ کی حالت بیان فرماتے ہیں:

کنا نعفی السبال الافی حج او عمرة

ہم لوگ یعنی صحابہ کرامؓ ہمیشہ داڑھی بڑھائے رکھتے تھے۔ مگر جب حج یا عمرہ کرتے تو قبضہ (مشت بھر) سے زیادہ کو کٹوا دیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ پوری داڑھی رکھتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

امرنا باحفاء الشوارب واعفاء اللحیة (صحیح مسلم)

"ہمیں مونچھیں پست کرانے اور داڑھی چھوڑ دینے کا حکم دیا جاتا۔"

ایک دوسرے مقام پر حدیث کے الفاظ یوں آئے ہیں:

عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا' مونچھوں کے مونڈنے کا اور داڑھیوں کے چھوڑ دینے کا۔ (موطا امام مالک)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ کی داڑھی گھنی تھی۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی داڑھی تھی' چنانچہ آپ بھی قبضہ (مشت

بھر) سے زائد حصے کو کٹوا دیا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ کی داڑھی گھنی تو نہ تھی لیکن دراز تھی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے۔

کان کبیر اللحیة آپ کی بہت بڑی داڑھی تھی۔

چنانچہ جب آپ کو شہید کیا گیا تو ایک باغی نے آپ کی داڑھی پکڑ لی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی عریض (چوڑی) تھی۔ جس نے دونوں شانوں کے درمیان کی جگہ بھر رکھی تھی۔ (شمس الضحیٰ صفحہ ۱۱)

ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی داڑھی تھی۔ آپ بھی ایک قبضہ (مشت بھر) سے زیادہ کٹوا دیا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

اور ابن عمر بھی قبضہ (مشت بھر) سے زائد داڑھی کٹوا دیا کرتے تھے، بلکہ دوسروں کی قبضہ (مشت بھر) سے زائد داڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔ (از داڑھی کی اسلامی حیثیت)

واخرج الطبرانی عن شرجیل ابن مسلم قال رایت خمسة من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحفون شواربھم ویعفون لحاھم ویصفرونھا ابا امامة الباھلی والحجاج بن عامر الثمالی والمقدام بن معدیکرب وعبداللہ بن بسرو عتبه بن عبدالسلمی

شرجیل بن مسلم سے روایت ہے کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ صحابہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مونچھیں کاٹتے اور داڑھیاں بڑھاتے تھے اور ان کو رنگ کرتے تھے۔ (۱) ابو امامہ باہلی (۲) حجاج بن عامر ثمالی (۳) مقدام بن معدیکرب (۴) عبداللہ بن بسر (۵) عتبہ بن عبد سلمی

علامہ نور الدین ہیثمی مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۷ ج ۵ میں فرماتے ہیں کہ:

اسنادہ جید یعنی اس روایت کی اسناد جید (بہتر) ہے۔

عن عثمان بن عبداللہ بن ابی رافع انه رای ابا سعید الخدری

وجابر بن عبدالله بن عمرو سلمة بن الاكوع وابا اسيد البدري ورافع بن خديج وانس بن مالك ياخذون من السوارب كاخذ الحلق ويعفون اللحى. حديث رواه الطبراني (مجمع الزوائد' صفحه ۱۶۶ ج ۵)

عثمان بن عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے ان سات صحابہ کو دیکھا (۱) ابوسعید خدری (۲) جابر بن عبداللہ (۳) عبداللہ بن عمر (۴) سلمہ بن اکوع (۵) ابواسید بدری (۶) رافع بن خدیج (۷) انس بن مالک رضی اللہ عنہم۔ یہ مونچھیں کاٹتے تھے' گویا کہ مونڈنے کے مشابہ ہیں اور داڑھیوں کو بڑھاتے اور چھوڑتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک مشت داڑھی کا ثبوت

داڑھی کو بڑھانے کے بعد کسی بھی وقت اس کو کاٹنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر کاٹے تو اس کی کچھ مقدار شرعاً متعین ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس بارے میں احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان یاخذ من لحیته من عرضها طولها

"حضرت عبداللہ ابن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کے طول وعرض سے (قبضہ سے زائد (مشت بھر سے زائد) بالوں کو کتر لیتے تھے۔" (ترمذی)

اور یہی روایت شرح شرعۃ الاسلام ص ۲۷ میں بھی ہے' جس میں قبضہ یعنی ایک مشت کی صراحت آئی ہے' چنانچہ ہم یہاں "شرح شرعۃ الاسلام" کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں۔

(واعفاء اللحية) ای تکثیر هاو المرادمنه عدم المبالغة في الجز (فانه) ای النبی ﷺ (کان یاخذ من عرضها وطولها) اذا زاد علی قدر القبضة (و) کان یفعل (ذلک الاخذ في الخميس او الجمعة)

ولا يتركه مدة طويلة فوق الاسبوع. واعلم ان النبی ﷺ قال اعفوا اللحیٰ واحفوا الشوارب واراد به النهی عما یفعله الاعاجم والا فرنج من قص اللحية ای قطع کلها وتوفير الشارب فانه مكروه صرح به زين العرب وغيره رحمهم الله تعالیٰ وهذا لا تنافی مارواه عن عمرو بن شعيب رضی الله عنه من انه ﷺ كان يأخذ من لحيته طولاً وعرضاً اذا زاد علیٰ قدر القبضة كذا في التنوير. (شرح شرعة الاسلام، ص ۲۰۷)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''حدیث میں جو داڑھی بڑھانے کا حکم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کاٹنے میں مبالغہ نہ ہو، اس لئے کہ آپ خود داڑھی مبارک کے بالوں کو طول وعرض سے کتر لیتے تھے اور یہ کترنا اس وقت ہوتا تھا جب داڑھی مبارک قبضہ (مشت بھر) سے زائد ہو جاتی تھی، اور آپ کا یہ فعل یعنی داڑھی کو طول وعرض سے لینا جمعرات یا جمعہ کو ہوتا تھا۔

اور یہ بھی جان لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ، اس ارشاد کا مقصد داڑھی کو عجمیوں اور فرنگیوں کی طرح کاٹنے سے منع فرمانا ہے، یعنی داڑھی کو بالکل صاف کرنے اور مونچھیں بڑھانے سے روکنا ہے، کیونکہ یہ فعل ناپسندیدہ ہے اور یہ اس روایت کے بھی منافی نہیں ہے جس میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کو اس وقت طول وعرض سے کاٹتے تھے جب داڑھی مبارک قبضہ (مشت بھر) سے زائد ہوتی تھی۔'' (شرح شرعۃ الاسلام ص ۲۰۷)

شمائل ترمذی میں ہے: **كان النبی صلی الله عليه وسلم كث اللحية يملأ صدره** ''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک اتنی لمبی اور گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو گھیر لیتی تھی۔'' (شمائل ترمذی)

اور یہ گھیر لینا جب ہی تصور ہو سکتا ہے جب کہ داڑھی کم از کم ایک مشت یا اس سے زیادہ ہو۔

داڑھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل

علاوہ ازیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو آپ کے اقوال وافعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اور آپ کی ایک ایک سنت پر عمل کرنے والے ہیں' ان کے عمل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کی مقدار کم سے کم ایک مشت ہونی چاہیے۔

وفی البخاری ص ۸۷۵ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ (حکم اللحیۃ فی الاسلام)

بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کو کتروا دیتے تھے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ رسالہ داڑھی کا فلسفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی کے طول وعرض میں سے کترا کرتے تھے اس لئے اس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اقوال اور افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے ان کے عمل کو اس بارے میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ترازو بنایا ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے فدائی ہیں اور آپ کی سنتوں کی پیروی میں نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں ان کے عمل کو بطور معیار پیش کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ کا عرض وطول میں داڑھی کا کترنا اسی مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا علاوہ ابن عمرؓ کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ داڑھی جب ایک مشت سے زائد ہو جائے تو زائد کو کترا دیا جائے

پھر طبری نے اپنی سند سے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا کیا اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اسی عمل اور طریقے کو فقہاء حنفیہ اور شافعیہ وغیرہ نے کتب فقہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نعفی السبال الا فی حجۃ او عمرۃ . (ابو داؤد)

''ہم لوگ داڑھی کے اگلے اور لٹکنے والے حصہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں یعنی حج وعمرہ سے فارغ ہو کر کتروایا کرتے تھے۔''

جس کی تفصیل حضرت ابن عمرؓ کے عمل سے ہو گئی ہے۔ اسی حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجرؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

واخرج ابو داؤد من حدیث جابر رضی اللہ عنہ بسند حسن قال کنا نعفی السبال الافی حج او عمرۃ وقولہ نعفی بضم اولہ وتشدید الفاء ای نترکہ وافراد ھذا یؤیدما نقل عن ابن عمرؓ السبال بکسر المھملۃ وتخفیف الموحدۃ جمع سبلۃ بفتحتین وھی ما طال من شعر اللحیۃ فاشار جابر الیٰ انھم یقصرون منھا فی النسک.

یہ حدیث صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ عام صحابہ کرام تمام سال میں داڑھی کا اگلا اور لمبا حصہ کتر واتے ہاں جب حج وعمرہ کرتے تھے تو ایک مشت سے زائد حصے کو کتر وا دیتے تھے نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تخلیل (خلال) فرماتے تھے۔ کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے وہ اتنی بڑی گنجان تھی کہ اس نے سینہ مبارک کے اوپر کے حصے کے طول وعرض کو بھر لیا تھا۔

حضرت عمرو بن یاسر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عمرؓ حضرت ابو ہریرہ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صراحتاً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت یا اس سے زائد داڑھی رکھتے تھے اور رکھواتے تھے۔ تمام دوسرے صحابہ کا یہی عمل ہونا التزاماً ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ داڑھی لمبی رکھتے تھے بجز حج اور عمرہ کے کترواتے نہ تھے۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام اور امت کو داڑھی بڑھانے کا بلا تحدید وتقلید ارشاد اور حکم فرمایا ہے اور اس عمل کو بلا تحدید مسلمانوں کیلئے ما بہ التمیز قرار دیا ہے۔ جو ان کا محض شعار اور یونیفارم ہوگا۔ نہ منڈوانا جائز ہوگا نہ خشخشی رکھنا اور نہ چوٹی رکھنا۔

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ایک مضمون کو تفصیل سے تحریر فرمایا ہے اور مقدار قُبضہ (مشت بھر) کو قرآن پاک' احادیث اور صحابہ کے آثار سے ثابت فرمایا ہے۔ اسی میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی جب پکڑی تو وہ ایک مٹھی ہوگی جب ہی تو پکڑی جائے گی ورنہ خشخشی کیسے پکڑی جائے گی۔ شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ **واما الاخذ منها وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد**۔ لیکن داڑھی کا کٹانا جب کہ وہ مقدار قُبضہ (مشت بھر) سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے انسان یہ حرکت کرتے ہیں اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا' یعنی تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی کا مقدار قُبضہ (مشت بھر) سے کم کرنا جائز نہیں اور یہ اجماع خود ایک مستقل دلیل ہے۔

صحابہ کی سنت سے ایک مشت داڑھی کا ثبوت

اس فعل نبوی کی تائید فعل صحابہؓ سے ہوتی ہے جس کے ضمن میں مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا سنت صحابہؓ ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے جو خود بھی بجائے خود ایک مستقل دلیل اور مضبوط ثبوت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سنتوں کی تشخیص سب سے زیادہ

حضرات صحابہؓ ہی کے عمل سے ہوسکتی ہے جیسا کہ خود انہی کے اقوال پر ان سنتوں کا ثبوت بھی موقوف ہے اور وہی ان کے ہم تک پہنچانے کے اصل مدار ہیں۔ ان صحابہؓ میں سب سے زیادہ سنن نبوی کے گرویدہ اور فنافی الاتباع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن کی غالب شان ہی اتباع سنت ہے سو کتاب الآ ثار میں امام محمد بن حسن شیبانی امام ابی حنیفہ سے اور وہ ہیثم ابن ہثیم سے اور وہ عبداللہ ابن عمر سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

انه كان يقبض على لحيته ثم يقص ما تحت القبضته (رواہ ابو داؤد)

عبداللہ ابن عمر اپنی داڑھی کی مٹھی بھر لیتے تھے اور پھر اس مٹھی میں آئے ہوئے حصے سے نچلا حصہ کاٹ دیتے تھے (اس کے ہم معنی ابوداؤد ونسائی نے بھی روایت کیا ہے)

ظاہر ہے کہ اول تو ابن عمر جیسے فانی فی الاتباع اور گرویدہ اتباع سنت سے یہ بعید ہے کہ وہ اس مقدار کے بارے میں اتباع سنت سے کام نہ لیتے ہوں پھر جب کہ داڑھی رکھنے کی حدیث یعنی احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ (مونچھیں پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ) کے راوی بھی خود عبداللہ ابن عمر ہی ہیں تو اس سے صرف یہی واضح نہیں ہوتا کہ ان کے نزدیک داڑھی تراشنے کی حد مقدار قُبضہ (مشت بھر) تھی اور داڑھی کی اس مقدار کا ان کے نزدیک باقی رکھنا ضروری تھا بلکہ غور کیا جائے تو ان کا یہ فعل حدیث مرفوع کا بیان بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی راوی پیغمبر کے کسی فعل کو علی الاطلاق روایت کرے جس میں کوئی قید مذکور نہ ہو اور پھر اس کے اتباع میں جب خود عمل کرنے پر آئے اور حدود وقیود کی رعایت رکھ کر عمل کرے تو یہ اسی کی دلیل ہوسکتی ہے کہ اس کے نزدیک پیغمبر کے فعل میں بھی یہ قید ملحوظ تھی ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ پیغمبر کے کسی فعل پر جو بلاقید وشرط ثابت ہو کوئی صحابہ اور وہ بھی ابن عمر جیسا فانی فی الاتباع صحابی اپنی طرف سے کسی قید کا اضافہ کردے۔ پس عبداللہ ابن عمرؓ کے اس فعل سے کہ وہ مقدار قُبضہ (مشت بھر) سے زائد داڑھی کٹوا دیتے تھے مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا ان کی سنت ہونا تو صراحتاً ثابت ہوتا ہی ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہونا بھی

دلالتاً ثابت ہو جاتا ہے ورنہ ازخود محض اختراعی طور پر فعل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی قید کا اضافہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت نہیں ہوسکتا تو اس سے صاف طور پر نمایاں ہو جاتا ہے کہ عبداللہ ابن عمرؓ جیسے داڑھی رکھنے اور بڑھانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع تھے ایسے ہی وہ داڑھی کی مقدار قبضہ (مشت بھر) کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے متبع تھے اور یہ مقدار خود ان کی اختراع کردہ نہیں تھی اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عمل پر نہ دیکھتے تو اسے اپنی سنت نہ ٹھہراتے۔ پس اور بھی کچھ نہیں تو کم از کم اس حدیث کی روح سے مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا سنت صحابی ہونا تو بلا شک وشبہ ثابت ہو جاتا ہے اور وہی سنت ابن عمرؓ جن کا اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں راسخ القدم ہونا معروف اور مسلم ہے ادھر یہی سنت ابو ہریرہؓ کی بھی ثابت ہوتی ہے جس کو ابن عمرؓ کی سنت کے بعد سند کے ساتھ ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نقل کیا ہے۔

روی عن ابی ہریرہ ایضاً انہ کان یقبض علیٰ لحیتہ فیا خذ ما فضل عن القبضۃ

ابو ہریرہؓ سے بھی یہی روایت کی گئی ہے کہ وہ داڑھی کو مٹھی میں لے کر جو اس سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے تھے۔

یہاں بھی وہی ابن عمرؓ کی سی صورتحال ہے کہ خود یہی ابو ہریرہ حدیث فطری کے بھی راوی ہیں جس میں داڑھی بڑھانا منقول ہے اور خود انہی کا عمل مقدار قُبضہ (مشت بھر) بھی ثابت کر رہا ہے تو اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ حدیث فطرۃ میں جو داڑھی بڑھانا ضروری قرار دیا گیا تھا تو گو قُبضہ (مشت بھر) کی قید اس میں مذکور نہ تھی مگر جب کہ اس روایت کے راوی داڑھی تراشنے میں مقدار قُبضہ (مشت بھر) کی حد سے ایک انچ آگے پیچھے نہیں ہوتے تھے تو اسی کی دلیل ہوسکتی ہے کہ یہ قید اس حدیث میں بھی ضرور ملحوظ تھی یا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا پابند دیکھا تو وہ جان گئے کہ داڑھی بڑھانے کا مطلب ہی

یہ ہے کہ وہ کم از کم مقدار قُبضہ (مشت بھر) کی حد تک ضرور پہنچی ہوئی ہو گویا مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا یہ عمل ان کے نزدیک فعل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھا جس کی وہ اقتداء فرماتے تھے ورنہ وہ اس عمل کو اپنی سنت و عادت نہ ٹھہراتے پس اس سے بھی اس مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت صحابی دونوں ہونا ثابت ہو گیا اور قُبضہ (مشت بھر) کے بارے میں صحابی کا یہ عمل گویا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہو گیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس عمل میں ابن عمر منفرد نہیں تھے بلکہ دوسرے صحابہ بھی ان کے ساتھ شامل تھے جس سے دو صحابہ میں اس سنت کے معمول بہ اور مروج ہونے کا کھلا ثبوت ملتا ہے جو خود اس کی ایک مستقل دلیل ہے کہ ان مقدسین کے اس عام عمل کا ماخذ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی ورنہ صحابہ میں بے دھڑک یہ سنت اتنی رائج نہ ہوتی لیکن اگر اس سنت کو صرف صحابہ کی سنت مان لیا جائے اور اسے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان نہ ٹھہرایا جائے تب بھی اس کے واجب الاطاعت ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ سنن صحابہ کی اقتداء کا حکم خود حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیا گیا ہے اور بایں لحاظ ان کی اقتداء بالواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اقتداء ہوگی۔ ورنہ آپ ان کی اقتداء کا حکم دے کر معاذ اللہ اپنی سنت و شریعت کے متوازی کوئی دوسری شریعت قائم نہیں فرما رہے تھے پس سنن صحابہ در حقیقت سنن نبوی ہیں جن کا ظہور مظاہر صحابیت میں ہو رہا ہے۔ ارشاد نبوی ہے

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیم

"میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کا بھی اقتداء کرلو گے ہدایت پاؤ گے۔"

بہر حال مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا مسئلہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو یا سنت صحابہ سے ہمارے لئے بھر دو صورت حجت ہے اور دونوں ہی سنتیں واجب الاتباع ہیں پس داڑھی کی جو مقدار انبیائے سابقین سے بذریعہ کتاب اللہ مفہوم ہوئی وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے بھی ثابت ہوئی اور وہی

سنت صحابہؓ سے بھی نمایاں ہوئی اس مقدار سے داڑھی کا کم ہونا کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہوتا تو یہ سب اس مقدار خاص (ایک مشت) کے' ثابت شدہ ہونے کے پختہ دلائل ہیں جن سے مقدار قُبضہ (مشت بھر) کا قطعی ثبوت ہو جاتا ہے۔

احادیث سے داڑھی کا وجوب

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیوں کو خوب زیادہ کرو اور مونچھوں کو پست کرو" اور ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے داڑھی جو مٹھی میں لیتے جو بچتا اس کو کاٹتے تھے۔ اس حدیث میں صرف داڑھی رکھنے کا نہیں بلکہ بہت زیادہ کرنے کا حکم ہے۔ عینی کہتے ہیں کہ داڑھیوں کو اس حال پر چھوڑ دو کہ بہت زیادہ ہو جائیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ امر کے صیغہ سے ہے۔ اس کی تعمیل ہر داڑھی والے پر واجب ہے اس کے خلاف کرنا گناہ اور معصیت ہے۔ پہلے ہی جملہ سے اس تہمت کا ازالہ ہو گیا جو بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضور نے تو اپنے زمانے کے عرف کے موافق رکھی تھی اس سے معلوم ہو گیا کہ مشرکین نہ رکھتے تھے۔ یہ عرف نہ تھا اور ہم کو ان کی مخالفت کا حکم ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو لٹکاؤ۔ اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم میں ہے کہ بعض رواتیوں میں ارجوا جیم سے ہے جس کے معنی موخر کرنے اور ترک کرنے کے ہیں۔ لہٰذا لٹکانے چھوڑے رکھنے یا موخر کرنے کا حکم ہوا جو ایک مٹھی سے کم پر صادق ہی نہیں آ سکتا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ مونچھوں کا کاٹنا اور داڑھی کا بڑھانا وغیرہ آخر حدیث تک عینی شرح بخاری جلد نمبر ۱۰ ص ۱۸۳ پر ہے کہ یہ بخاری میں نہیں باقی سب صحاح ستہ اور طحاوی نے اس کو درست کہا ہے۔

اجماع انبیاء علیہم السلام

داڑھی بڑھانا تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور اس پر تمام انبیاء علیہم السلام کا

اجماع واتفاق ہے۔ گویا یہ ایسا صاف حکم ہے کہ سب لوگ اسی پر پیدا کئے گئے ہوں یعنی اسی لئے یہ فطرت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تک برابر داڑھی بڑھانا جاری رہا ہے۔ کسی نیک انسان نے اس کے خلاف نہیں کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک

شفائے قاضی عیاض مالکیؒ میں ہے کہ حضرت علیؓ۔ حضرت انسؓ بن مالک۔ حضرت ابو ہریرہؓ۔ حضرت براءؓ بن عازب حضرت عائشہ ام المومنینؓ حضرت ابن ابی ہالہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت جابر بن سمرہؓ حضرت ام معبدؓ حضرت ابن جحیفہؓ، حضرت معرض بن معیقیبؓ، حضرت ابوالطفیلؓ، حضرت عداء بن خالدؓ، حضرت خریم بن فاتکؓ اور حضرت حکیم بن حزامؓ وغیرہ حضرات سے حضور کے حلیہ مبارک میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روشن رنگ والے تھے یہاں تک کہ یہ کہا ہے کہ حضور بڑی پھیلی ہوئی داڑھی والے تھے کہ وہ تمام سینے کو بھر دیتی تھی (شفا ص ۳۸)

ملا علی قاری شرح شفا میں کہتے ہیں یعنی بال اتنے تھے کہ سینہ کو بھر دیتے تھے.... باوجود پھیلے ہونے کے کیونکہ حضور ایک مٹھی سے زائد کاٹ دیا کرتے تھے اور کبھی کناروں سے بھی کاٹ دیتے تھے۔ (جلد ا ص ۱۵۰)

عمل مبارک سے اس کا سنت ہونا بھی ثابت ہے اب آگے وہ حدیث یاد کر لی جائے کہ "جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں"

صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے ثبوت

اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم جلد ۲ ص ۴۲۶ پر ہے "حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھیلی ہوئی داڑھی والے تھے اور ایسے ہی حضرت ابو بکرؓ تھے۔ حضرت عثمانؓ پتلی لمبی داڑھی والے تھے اور حضرت علیؓ چوڑی داڑھی والے تھے کہ دونوں شانوں کے درمیان کو داڑھی بھر دیتی تھی"۔ اس کے ساتھ حدیث "تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت" بھی یاد کر لیجئے۔

اتباع سنت کو لازم پکڑیں

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی نصیحت

صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کو لازم پکڑیں اور دنیا کی زیب اور زینت کی طرف توجہ نہ کریں اور اسکے ہونے یا نہ ہونے کی پرواہ نہ کریں کیونکہ دنیا حق تعالیٰ جل شانہ کی دشمن اور ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کچھ قدر نہیں ہے۔ پس مناسب ہے کہ بندوں کے نزدیک اس کا عدم اس کے وجود سے بہتر ہو۔ اس کی بے وفائی اور جلد دور ہو جانے کا قصہ مشہور ہے۔ بلکہ مشاہدے میں آچکا ہے۔ پس گذشتہ مردہ اہل دنیا سے عبرت حاصل کریں۔

(مکتوب ۴۷ جلد اول)

داڑھی

فقہائے کرام اور اکابر علماء کی نظر میں

چہرے کو داڑھی سے سجایئے

اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما معلوم ہوتا
تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پیغمبروں کی سنت نہ
قرار دیتا۔ پھر جنت میں نہ داڑھی ہوگی نہ
حجام کی دکان ایک نوجوان لڑکے کی طرح
شاندار چہرہ ہوگا تو یہاں اللہ کا حکم سمجھ کر
چند دن کی زندگی میں داڑھی رکھ لیجئے تاکہ
یہ چہرہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے
پیش کرسکیں اور یہ کہہ سکیں کہ

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

داڑھی منڈانا کیوں حرام ہے

شریعت اسلامیہ میں داڑھی منڈانے کی ممانعت کی کئی وجوہات ہیں:

(۱) داڑھی مردوں کے لئے اللہ کی پسندیدہ نعمت ہے جس کی قدر کرنی چاہیے اور اسے باقی رکھنا چاہیے اللہ نے فرمایا: وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (التغابن:۳)

''اور اللہ نے تمہاری صورت بنائی، کتنی اچھی صورت بنائی۔''

اسے مونڈنا اور خراب کرنا اللہ کی نعمت کی ناقدری ہے۔

(۲) داڑھی شریعت اسلامیہ کا ایک جز ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔

اللہ کا ارشاد ہے: ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الجاثیہ:۱۸)

''پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقے پر کر دیا ہے تو آپ اسی طریقے پر چلیں اور ان جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلیں۔''

معلوم ہوا کہ داڑھی شریعت اسلامیہ کا ایک خاص حکم ہے اور اس پر دائیں بائیں دیکھے بغیر سختی سے عمل کرنا چاہیے اور دنیا کی گمراہ قوموں کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے۔ کیونکہ شریعت الٰہی خود ایک مستقل نظام حیات ہے جو دنیا کے کسی نظام کی محتاج نہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے:۔

حلق اللحيته فی قبيه بل مثلة وحرام وكما ان حلق شعر الراس فی حق المراه مثلة منهی عنها وتفويت للزينة كذالک حلق الحيته

فی حق الرجل وتشبه بالنساء منهی عنه وتفویت للزینة

"یعنی داڑھی منڈانا قبیح ہے بلکہ مثلہ کرنا ہے اور حرام ہے جس طرح عورت اگر اپنے سر کے بال منڈا دے تو یہ مثلہ ہے جو ممنوع ہے اور اس سے عورت کی زینت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح مرد اگر داڑھی منڈا دے تو یہ بھی مثلہ ہے اور اس سے مردانہ شان ختم ہو جاتی ہے۔"

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ داڑھی اپنے وقت میں جمال ہے اس کو منڈا دینا زینت کو ختم کرنا ہے اور ملائکہ کی ایک تسبیح ہے۔

سبحان من زین الرجال باللحی والنساء بالذوائب

چاروں اماموں کے نزدیک داڑھی منڈانا حرام ہے

داڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے ایک فرد بھی امت میں اس کے جواز کا قائل نہیں ہے اساطین علماء کی چند تصریحات درج ذیل ہیں، علامہ محمود خطاب لکھتے ہیں

فلذلک کان حلق اللحیة محرما عند ائمة المسلمین المجتهدین: ابی حنفیة ومالک والشافعی واحمد وغیرهم (محمود خطاب المنهل)

"اسی وجہ سے تمام مجتہدین جیسے ابوحنیفہؒ مالکؒ شافعیؒ احمد وغیرہ ہم رحمہم اللہ کے نزدیک داڑھی منڈانا حرام ہے۔" حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

قوله لم یبحه احد نص فی الاجماع (تھانویؒ بوادر النوادر)

"در مختار کا قول" لم یبحه احد" (داڑھی منڈانے کی حرمت پر) اجماع کی صریح دلیل ہے۔"

ان اجماعی حوالوں کے بعد اب ذیل میں مذاہب اربعہ کے فقہاء کی تصریحات علیحدہ علیحدہ درج کی جاتی ہیں۔

داڑھی فقہ حنفی کے نزدیک

۱۔ **فعلم من ذلک ان ما یفعله بعض من لاخلاق له فی الدین من المسلمین فی الهند والاتراک حرم** (ابوداؤد)

”ہندوترک کے بعض کم نصیب مسلمان جوکام (داڑھی مونڈنا) کرتے ہیں اس کا حرام ہونا (حدیث سے) معلوم ہوگیا۔“

۲۔ **كذا يحرم على الرجل قطع لحيته** (علائی درمختار مع ردالمختار)

”اس طرح مرد پر اپنی داڑھی منڈانا حرام ہے۔“

۳۔ **واما قطع ما دون ذلك فحرام اجماعا بين الائمة رحمهم الله** (فیض الباری)

”ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے اور اس پر ائمہ کا اجماع ہے۔“

۴۔ **المنهدى قصها كصنع الاعاجم وشعار كثير من الكفرة** (سندھی حاشیہ نسائی)

”عجمیوں کی طرح اور جیسا کہ بہت سے کفار کا شعار ہے داڑھی کو کتر دینا ممنوع ہے۔“

۵۔ **واخذ كلها فعل هنود الهندو مجوس الاعاجم** (درمختار)

”تمام داڑھی لے لینا (منڈا دینا) ہندوستان کے ہندو اور عجم کے مجوسیوں کا طریقہ ہے۔“

۶۔ **تراشيدن ريش بيش از قبضة حرام است** (قاضی ثناء اللہ پانی پتی مالا بدمنہ)

”داڑھی تراش کر ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔“

۷۔ ”داڑھی منڈانا یا کترانا کہ ایک مٹھی سے کم رہ جائے حرام ہے۔“ (فتاویٰ رحیمیہ)

داڑھی فقہ شافعی کے نزدیک

علامہ احمد بن قاسم عبادی شافعیؒ ”تحفۃ المحتاج“ شرح منہاج کے حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں

”رافعی اور نووی داڑھی منڈانا مکروہ فرماتے ہیں جس پر ابن ارفعہ نے الکفایہ میں اعتراض کیا ہے کہ خود امام شافعیؒ نے کتاب الام میں صراحۃً حرام فرمایا ہے (لہٰذا مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے) حلیمی نے شعب الایمان میں اور ان کے استاذ قفال شاشی نے محاسن الشریعۃ میں بھی یہی لکھا ہے۔ (اوزاعی فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ پوری داڑھی بلا کسی عذر کے منڈانا حرام ہے) (عبادی شرح منہاج اور شرح فصل عقیقہ)

داڑھی فقہ مالکی کے نزدیک

فقہ مالکی کے مشہور عالم شیخ احمد نفراوی مالکی امام ابوزید کے رسالے کی شرح میں لکھتے ہیں:

''ہمارے زمانے کے فوجیوں کا جو طریقہ داڑھی منڈانے اور مونچھیں منڈانے کا ہے وہ بلا شک وشبہ حرام ہے' تمام ائمہ دین کے نزدیک' کیونکہ سنت مصطفیٰ کے خلاف ہے اور عجمیوں اور مجوسیوں کی موافقت ہے۔'' (باب الفطرہ والختان)

شیخ احمد فاسی مالکی جو''زورق'' سے شہرت یافتہ ہیں وہ بھی''رسالہ''مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں:

۲۔ویمنع حلقها، وحلق الشیب منها ونتفه ویحرم عقدها وضفرها

''داڑھی منڈانا منع ہے اس میں سے سفید بال نوچنا اور منڈانا بھی منع ہے داڑھی کو بٹنا اور اس میں گرو لگانا بھی منع ہے۔''

داڑھی....فقہ حنبلی کے نزدیک

''الاقناع'' فقہ حنبلی کی مفتی بہ کتاب ہے: مصنف لکھتے ہیں:

۱۔ واعفاء اللحیة ویحرم حلقها (ابوالنجا شرف الدین حجاوی مقدسی)

''داڑھی چھوڑنا ضروری ہے اور اس کو منڈانا حرام ہے۔''

۲۔ واعفاء اللحیة بان لا یاخذمنها شیا ویحرم حلقها ذکره الشیخ تقی الدین (کشاف القناع بشرح الاقناع)

''داڑھی بڑھانا اس طرح کہ اس میں سے کچھ بھی نہ کاٹے ضروری ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے۔ شیخ تقی الدین سبکیؒ نے یہی بیان فرمایا ہے۔''

۳۔المعتمد فی المذهب حرمة حلق اللحیة (منظومة الاداب)

''حنبلی مذہب میں معتمد قول داڑھی منڈانے کی حرمت ہے۔''

۴......وعفی لحیته ویحرم حلقها (مختصر المقنع در فقہ حنابلہ)

''داڑھی بڑھانا ضروری ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے۔'' (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

داڑھی منڈانے کے متعلق بزرگوں کے اقوال

قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ سوال کرلیا کہ میری شکل تمہیں پسند نہیں آئی دنیا میں میری شکل کے مطابق اپنی شکل کر لیتے تو تمہارا کیا چلا جاتا۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔ داڑھی رکھنے سے شکل خراب ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو کبھی داڑھی نہیں رکھواتے۔

فرمایا جو شکل بندے کی موت وقت ہوگی کل قیامت کے دن اسی شکل میں اٹھایا جائیگا۔

سفر میں بعض لوگوں کو اشراق اور اوابین اور تہجد کا پابند پایا بلکہ مجھ سے ایک گھنٹہ قبل ہی سے عبادت میں مشغول رہے مجھے رشک میں آتا ہے لیکن داڑھی منڈانے سے باز نہ رہے جو واجب ہے' نوافل کا تو اہتمام ہے لیکن واجب کے ساتھ یہ معاملہ داڑھی کو سنت سمجھتے تھے جبواجب کا بتایا تو آنکھیں کھل گئیں۔

مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نے فرمایا مزے کی بات ہے کہ امریکہ کی فوج ۱۱ لاکھ تھی اس میں کسی کی داڑھی نہ تھی ایک سکھ اس ۱۱ لاکھ امریکن فوج میں بھرتی ہوا اور امریکہ سے اجازت حاصل کی اس نے داڑھی نہ منڈھانے کی' یہ ہم مسلمانوں کیلئے عبرت کی بات ہے۔ (مجالس برار)

لوگ کہتے ہیں کہ کیا داڑھی میں اسلام ہے کہ اسلام میں داڑھی ہے۔ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے فرمایا لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ گناہ چھوٹتے نہیں تو داڑھی کیوں رکھیں؟ ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ جان بوجھ کر گناہ کرے لہٰذا اگر یہ ہے کہ گناہ چھوٹتے نہیں تو اسلام ہی چھوڑ دیں یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ (باب العلم)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ نے فرمایا داڑھی منڈانا ایسا گناہ ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے سوئے بھی' جاگے بھی' نماز میں بھی' ہر جگہ اور ہر وقت یہ ساتھ ساتھ ہے۔

ماں باپ داڑھی مونڈنے کا کہیں تو ان کی بات ماننا جائز نہیں:

کسی کے ماں باپ اگر داڑھی مونڈنے کا یا کاٹنے کا کہیں تو ان کی یہ بات ماننا جائز نہیں ہے کیونکہ **لا طاعة فی معصیة الله انما الطاعة فی المعروف** (صحیح البخاری)

''اللہ کی معصیت میں (مخلوق کی) اطاعت جائز نہیں اطاعت صرف نیکی میں ہے۔''

کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت داڑھی منڈوں کی ہے۔

اہل فتاویٰ کی نظر میں داڑھی کی شرعی حیثیت

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مذہب حنفی ایدہم اللہ تعالیٰ اس مسئلے میں کہ

۱...... داڑھی کی شرعی مقدار مسلمان مرد کیلئے کم از کم کتنی ہے؟

۲...... اس شرعی مقدار سے داڑھی کترانا یا منڈا کر کم کرنے کا کیا حکم ہے؟

۳...... اگر کسی امام مسجد کی داڑھی اس مقررہ مقدار سے کم ہو تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ جواب کتاب و سنت اور فقہ حنفی سے مفصل دیا جائے۔

جواب: شریعت اسلامی میں باجماع امت کم از کم ایک مٹھی (قبضہ مشت بھر) داڑھی رکھنی فرض ہے اور اس کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور سنت سے ثابت ہے کہ کتاب و سنت میں مختلف مقامات پر داڑھی منڈانے کو ''عمل خبیث' معصیت کبیرہ' فاحشہ' منکر' حرام اور تغیر خلق اللہ'' وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس تغیر خلق اللہ کا ٹھیکہ شیطان لعین لے کر آیا ہے۔

داڑھی کو مونڈنا اپنے ساتھ مثلہ کرنا ہے یعنی عیب دار بنانا ہے۔ چنانچہ امام ابن فخر الاندلس ابن حزم مراتب الاجماع ص ۱۵۷ میں فرماتے ہیں۔ **واتفقوا ان حلق جمیع اللحیة مثلة لاتجوز**

> ''امت کے سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ داڑھی کو مونڈانا مثلہ (عیب دار کرنا) ہے اور یہ جائز نہیں''۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کا فیصلہ

علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین الشامیؒ المتوفی ۱۲۵۲ھ (فتاویٰ شامی' جو کہ تمام مفتیان کرام کیلئے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اور فقہ حنفی کے مسائل پر

عظیم مستند کتاب ہے) میں تحریر فرماتے ہیں:۔

والسنة فیها القبضة' وهو ان یقبض الرجل لحیة فما زاد منها علی قبضة قطعه' کذا ذکره محمد رحمة الله علیه فی کتاب الاثار عین الامام ربه اخذ محیط

''یعنی داڑھی رکھنے میں سنت طریقہ ایک مشت ہے اور اس کا طریقہ ہے کہ آدمی اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑ لے' پھر جو حصہ مٹھی سے زائد ہو اس کو کاٹ دے جیسا کہ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور اسی کو محیط نے لیا ہے۔'' (فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۴۰۷)

مقدار شرعی سے کم رکھنے والے کو امام بنانا جائز نہیں:

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے تو اس حرام فعل کا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے۔ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی عملاً حرام ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ (ج ا ص ۵۶۰)

اور داڑھی منڈانا صرف فسق ہی نہیں بلکہ فجور بھی ہے کہ اس کا یہ گناہ کبیرہ اعلانیہ ہے لہٰذا اگر نماز تراویح کی امامت کیلئے کوئی صالح یا باشرع حافظ میسر نہیں ہو تو کسی صالح' دیندار باشرع کو امام بنا کر اس کے پیچھے سورتوں سے نماز تراویح پڑھ لی جائے پھر داڑھی منڈے حافظ کی اقتداء میں تراویح نہ پڑھے اور اگر مسجد والے ایسے داڑھی منڈے حافظ یا قاری کو یا جو ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہو اس کو تراویح سنانے کیلئے موقع دیتے ہیں جو ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہو اس کو تراویح سنانے کیلئے موقع دیتے ہیں تو انہیں سب سے پہلے مسئلہ سمجھایا جائے اگر مسجد والے مان جائیں تو بہتر ورنہ داڑھی منڈے حافظ قاری کو امامت کیلئے مقرر کرنے کا گناہ انہی پر ہوگا۔

اکابر علماء کے فتاویٰ جات

مزید تفصیل کیلئے اکابر علماء کے فتاویٰ سے بھی عبارت نقل کئے دیتا ہوں چنانچہ:

(۱) فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتویٰ تحریر فرماتے ہیں کہ

''فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریم ادا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جائے تو ہرگز نماز نہیں ہوتی اول تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھ ہی لے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ کامل)

(۲) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''داڑھی رکھنا واجب ہے داڑھی منڈانے والا فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکرہ (تحریمی) ہے''۔ (کفایت المفتی)

(۳) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ امداد الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ: ''داڑھی رکھنا واجب ہے اور قبضہ (مشت بھر) سے کم کٹانا حرام ہے''

لقوله عليه السلام خالفوا المشركين او فروا اللحى' متفق عليه في در المختار يحرم على الرجل قطع لحيهة وفيه والسنة فيها القبضة(امداد الفتاویٰ)

''کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ (بخاری و مسلم) اور در مختار میں ہے کہ مرد کیلئے داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور داڑھی رکھنے کی مسنون مقدار ایک مشت ہے۔''

(۴) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ داڑھی منڈانے اور کٹوانے والے کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ شخص فاسق اور سخت گناہگار ہے اس کو امام بنانا ناجائز ہے کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور وہ واجب الاہانت ہے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اس لئے اس کو امام بنانا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

(۵) حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ: ''ایسے شخص کو امام بنانا

مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس سے بہتر نماز پڑھانے والا موجود ہو۔" (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۱۷)

(۶) حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں کہ "داڑھی قُبضہ (مشت بھر) سے کم کرنا حرام ہے، بلکہ یہ دوسرے کبیرہ گناہوں سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ اس کے اعلانیہ ہونے کی وجہ سے اس میں دین اسلام کی کھلی توہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا اعلان ہے اس لئے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فیصلہ تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان میں اعلانیہ کھائے پیئے وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر شریعت کی مخالفت کر رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "کل امتی معافی الامجاہرین" میری پوری امت لائق عفو ہے مگر اعلانیہ گناہ کرنے والا معافی کے لائق نہیں۔" دوسرا فرق یہ ہے کہ دوسرے گناہ کسی خاص وقت میں ہوتے ہیں مگر داڑھی کٹانے کا گناہ ہر وقت ساتھ لگا ہوا ہے۔ سو رہا ہو تو بھی گناہ ساتھ ہے حتیٰ کہ نماز وغیرہ عبادت میں مشغول ہونے کی حالت میں بھی اس گناہ میں مبتلا ہے۔

قوم لوط علیہ السلام کے اسباب عذاب میں داڑھی کٹانا بھی ہے۔ (درمنثور)

غرض یہ ہے کہ داڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ اگر ایسا شخص امام بن گیا یا مسجد کی منظمہ نے بنا دیا اور ہٹانے پر قدرت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کرے، اگر میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑے بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لے اس کا وبال وعذاب مسجد کے منتظمین پر ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۶۰)

(۷) حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری فرماتے ہیں کہ "داڑھی منڈانا اور شرعی حد سے آگے کتروانا ناجائز وحرام ہے اس کا مرتکب فاسق ومردود الشہادہ ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔" (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۳۸)

(۸) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید لکھتے ہیں کہ "جو حافظ داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہیں وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں، تراویح میں بھی ان

کی امامت جائز نہیں اور ان کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی یعنی عملاً حرام ہے اور جو حافظ صرف رمضان شریف میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کرا دیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے، ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں امام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔'' (اختلاف امت اور صراط مستقیم)

(۹) حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ مظاہری مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ

''داڑھی رکھنا واجب ہے، شعائر اسلام میں سے ہے داڑھی نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے، جو نہیں رکھتا وہ مرتکب کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔'' (فتاویٰ حبیبیہ)

الغرض امت کے تمام علمائے کرام و مفتیان عظام کا یہی فیصلہ ہے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈانا حرام ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس گناہ کبیرہ سے فوراً توبہ کرے اور داڑھی سنت طریقے کے مطابق رکھے اور ایسے بے داڑھی یا داڑھی کتروانے والے حفاظ کو چاہیے کہ رمضان جیسے مبارک مہینے میں تراویح کے امام بن کے خود اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی نماز تراویح خراب نہ کریں اور اگر قرآن کریم بھولنے کا اندیشہ ہو تو اوابین یا اور دوسری نوافل میں کسی کو قرآن سنا دیا کریں یعنی مسجد میں تراویح پڑھانے سے احتراز کریں اور اگر بہت زیادہ شوق ہے تو داڑھی مکمل رکھ کر پھر امامت کریں۔

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

داڑھی کا فقہی نقطۂ نظر سے جائزہ

قال الله تعالیٰ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (النساء: ۱۱۹) وقال النبی صلی الله علیه وسلم من لم یعمل بسنتی فلیس منی (رواه ابن ماجه)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بندۂ ناچیز نے جب بھی کسی کو شیو کرتے یا کراتے ہوئے دیکھا تو دل خون کے آنسو رو دیا اور یہ احساس پیدا ہوا کہ یہ بھائی تو کلمہ پڑھنے والا ہے۔ مسلمان اور

عاشق رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ نیز خود کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہتا ہے۔ تاہم اس نے صورت باغیوں کی سی بنائی ہوئی ہے۔

انتہائی تعجب کی بات!

آج ہم مسلمان ایک طرف تو اپنی مہتم بالشان عبادت (نماز) کی ہر ہر رکعت میں **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں عاجزی اور انکساری کے ساتھ بار بار درخواست (دعا) کی صورت میں سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) کے راستے سے پناہ دیجئے گا۔ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور وہ جو گمراہی و ضلالت میں پڑے اور دوسری طرف ان ہی کے گندے معاشرے اور ایجاد کردہ بدترین اعمال کو خوشی خوشی اختیار کر کے نہ صرف فخر کرتے پھرتے ہیں بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ ہم مومن ہیں اور سچے عاشق رسول ہیں۔

وہ بدقسمت مسلمان جو شرعی داڑھی رکھنا نہیں چاہتے وہ طرح طرح کے سوالات پیدا کرتے رہتے ہیں تا کہ ان کو کسی طرح جواز مل جائے اور (معاذ اللہ!) ان کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کی طرح داڑھی رکھنے سے نجات حاصل ہو جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھنا محض ایک سنت ہے اور وہ بھی اس قدر معمولی کہ رکھ لی تو ٹھیک ورنہ کوئی حرج نہیں۔

انتہائی نادانی کی بات

بعض لوگ جو نماز باجماعت کے پابند تلاوت قرآن کے شائق۔ ذکر و تسبیحات کا اہتمام کرنے والے نیز حج وعمرہ کرنیوالے ہیں اور دین کو تھوڑا بہت جانتے بھی ہیں علاوہ ازیں خود کو نہ صرف تعلیم یافتہ اور معاشرے کا بہترین فرد سمجھتے ہیں بلکہ سچا امتی اور خود کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے ہیں وہ بھی اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ داڑھی رکھنا اور کم از کم ایک قبضہ (مشت بھر) (مٹھی) رکھنا صرف سنت ہی نہیں

بلکہ واجب ہے۔ داڑھی کا وجوب سنت (یعنی حدیث) سے اسی طرح ثابت ہے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل کو سنت کہا جاتا ہے۔ خواہ فرض ہو واجب ہو سنت یا مستحب ہو۔ چنانچہ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ان وجوبھا ثبت بالسنة کہ داڑھی کا وجوب سنت (یعنی حدیث) سے ثابت ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا محض سنت ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ہوش میں آنا چاہئے کہ ان کی غفلت اور سستی کی وجہ سے آج کفار نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنت (داڑھی) کی تحقیر میں لگے ہوئے ہیں اور ہمارے مسلمان ان کافروں کو خوش کرنے کے لئے اپنی شکلیں تک بگاڑ بیٹھے ہیں۔

داڑھی منڈانا.... کٹانا حرام ہے

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ "منجملہ ان رسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹوانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے (اور وہ فیشنی داڑھی بن جائے) یا مونچھیں بڑھانا جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے۔ حرام ہے۔ حدیث طیبہ میں ہے اعفوا اللحیٰ و قصوا الشوارب ارشاد نبوی ہے کہ "داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ (بخاری و مسلم) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغہ امر سے دونوں حکم ارشاد فرمائے ہیں اور امر حقیقتاً وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک حرام ہے۔ لہذا داڑھی کٹوانا اور مونچھیں بڑھوانا دونوں فعل حرام ہیں۔ اس سے زیادہ وعید دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اپنی لبیں (مونچھیں) نہ (کاٹ) لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (مسند احمد)

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں بلکہ داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور ان کی ہجو کرتے ہیں ان سب مجموعۂ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ (اصلاح الرسوم)

ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا مسلک

داڑھی کا رکھنا ائمہ اربعہ (حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ حضرت امام شافعیؒ۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت امام مالکؒ) کے ہاں بالاتفاق واجب ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ داڑھی کا منڈانا یا شرعی مقدار سے کم کرنا قطعاً ناجائز اور فعل حرام ہے۔ اول الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جملہ انبیاء علیہم السلام کی سنتوں اور فطرت اسلام سے اس کا تعلق ہے۔

چنانچہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں: داڑھی مونڈنا (فعل) حرام ہے۔ (کتاب الام للشافعی) حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بغیر کسی شک وشبہ کے چاروں مسالک اس بات پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھائی جائے اور داڑھی کا منڈوانا کار حرام ہے۔ (الاحیاء الاسلام)

نیز ارشاد فرماتے ہیں کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے اور اس طرح تراشنا کہ وہ قدرتی اور عمومی شکل وشباہت کھودے (ایسا کرنا بھی) حرام ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ

"انتہائی مصدقہ رائے یہ ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے (شرح منظومات الادب)

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ "داڑھی مونڈنا حرام ہے۔" (داڑھی کی شرعی حیثیت از شیخ رحمٰن القاسم)

علامہ ابن حزم ظاہریؒ تو یہاں تک فرما گئے کہ مونچھ کترنا اور داڑھی بڑھانا فرض ہے۔ (محلی ابن حزم ص ۲۳۰ ج ۲)

علامہ محمود سبکیؒ فرماتے ہیں کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے اور داڑھی سے متعلق جس قدر بھی احکام ہیں ان میں امر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ لہٰذا داڑھی رکھنا واجب ہوا اور بلا دلیل وجوب سے رخ نہیں موڑا جا سکتا۔ (المنہل ص ۱۸۶ ج ۱)

حضرات اولیائے کرامؒ کا مسلک

امام محمد بن ابی الحسین علی مکیؒ حضرت کعب بن احبار سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ (ایسے) ہوں گے جو داڑھیاں کتریں گے۔ وہ نرے بدنصیب ہیں۔ ان کے لئے دین میں کوئی حصہ نہیں۔ نہ ہی آخرت میں ان کو کچھ ملے گا۔ (وقائع الطریقۃ)

علامہ محمد بن ہمامؒ۔ علامہ زین بن نجیم مصریؒ۔ امام محمد بن علیؒ دمشقی اور علامہ سید احمد مصریؒ فرماتے ہیں کہ جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں سے کچھ لینا (یعنی مزید کم کرنا وغیرہ) جیسا کہ بعض مغربی فیشنی داڑھی بنا لیتے ہیں۔ یہ کسی کے ہاں بھی جائز نہیں اور داڑھی مونڈنا تو ایرانی مجوسیوں۔ یہودیوں۔ ہندوؤں اور انگریزوں کا کام ہے۔ (فتح القدیر)

امام فرغانیؒ امام زیلعیؒ۔ امام نجم الدین طوریؒ۔ علامہ ابوالسعو داز ہریؒ۔ امام طحاویؒ۔ علامہ محمد امین افندیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کیونکہ وہ (دیدہ دانستہ) فعل حرام کا مرتکب ہوا ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار کتاب الجنایات)

امام کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ!

کیسی عقل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں۔ برعکس اس خصلت کے جس پر تمام ملت اسلامیہ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی فطرت ہے۔ انہوں نے اپنی صورت ہی بدل ڈالی۔ خدا کی پناہ! (کوکب الدری شرح صحیح بخاری)

داڑھی
ضرورت واہمیت
پر اہم مضامین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داڑھی منڈانے والے کے ساتھ برتاؤ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
مدینہ منورہ میں ایک بزرگ رہتے ہیں' انہوں نے مجھے بتایا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں جن کو بارگاہ نبوت میں حاضری اور ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے (ہاں اب بھی اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے) انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی زندگی میں تو آپ کا معمول مبارک تھا کہ اگر کوئی شخص گناہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور سلام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منہ پھیر لیتے تھے' اگر وہ دائیں جانب سے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں جانب منہ پھیر لیتے۔ وہ اگر بائیں جانب سے آتا تو آپ دائیں جانب منہ پھیر لیتے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک کیا ہے؟ جب کہ لوگ داڑھیاں مونڈ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر سلام پیش کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرا اب بھی وہی معمول ہے کہ میں ایسے لوگوں کے سلام کا جواب نہیں دیتا۔

داڑھی کی ضرورت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

ایک جماعت فرشتوں کی ایسی ہے کہ وہ ہر وقت یہی تسبیح پڑھتے ہیں۔

سبحان من زین الرجال باللحیٰ والنسآء بالذوائب. (کشف الخفاء للعجلونی ۱:۵۲۸)

وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی اور عورتوں کو چوٹی سے زینت بخشی۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کے داڑھی کا ہونا زینت ہے اور اگر اس زینت کے رکھنے کی ضرورت نہیں تو عورتوں کا سر بھی منڈانا چاہئے غرض داڑھی منڈانے کی وجہ حسن و جمال تو نہیں ہوسکتی۔

کلکتہ میں ایک ملحد نے مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تھا کہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی رکھنا خلاف فطرت ہے کیونکہ اگر فطرت کے موافق ہوتی تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت بھی ہوتی۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر خلاف فطرت ہونے کی یہی وجہ ہے تو دانت خلاف فطرت ہیں ان کو بھی توڑ ڈالو کیونکہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت دانت بھی نہیں تھے۔

غرض داڑھی کا منڈانا نہایت لغو حرکت ہے اور میں نے اس وقت بالقصد داڑھی کا تذکرہ نہیں کیا لیکن میں چونکہ اپنے عیوب و امراض بتلا رہا ہوں۔ اسی ذیل میں اس

کا تذکرہ بھی آ گیا صاحبو! واللہ بعض دفعہ داڑھی کے تذکرہ سے شرم آتی ہے کہ شاید کسی کو ناگوار گزرے مگر منڈانے والوں کو اتنا حجاب بھی نہیں ہوتا اور اب تو غضب یہ ہے کہ بعض لوگ داڑھی منڈانا حلال بھی سمجھنے لگے ہیں اور جب اس کی بابت ان سے گفتگو کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ قرآن میں اس کی حرمت دکھلایئے۔ (طریق النجاۃ ج ۳)

داڑھی کا ثبوت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

داڑھی کے متعلق ایک استفتاء چھپا تھا کہ داڑھی رکھنا قرآن سے ثابت کرو۔ میں نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ قرآن ہی سے ثابت ہو۔ ضرورت تو دلیل صحیح کی ہے۔ خواہ قرآن سے ہو یا حدیث سے یا قیاس یا اجماع سے کیونکہ یہ چاروں ادلہّ شرعیہ (شرعی دلیلیں) ہیں تو جس دلیل سے بھی ثابت کر دیا جاوے اسکے بعد کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ اس دلیل سے نہیں فلاں دلیل سے ثابت کرو جیسے عدالت کے گواہ کہ وہاں ضرورت اس کی ہے کہ معتبر گواہوں سے دعوے کو ثابت کیا جائے۔ پس جب معتبر گواہوں سے دعوے کو ثابت کر دیا تو مدعا علیہ اگر یوں کہے کہ میں تو ان کی گواہی نہیں جانتا فلاں ہی شخص گواہی دے گا تو مانوں گا تو یہ بات اس کی ہرگز نہیں سنی جائے گی۔ کیونکہ گواہ معتبر ہونے چاہئیں یہ کیا واہیات کہ گواہ ہیں تو معتبر مگر میں ان کی نہیں مانتا تو اسی طرح شرعی ادلہ (شرعی دلیلیں) گواہ ہیں ہم کو اختیار ہے کہ خواہ قرآن سے ثابت کریں۔ خواہ حدیث سے خواہ قیاس سے خواہ اجماع سے سائل کو حق نہیں ہے کہ وہ فرمائش کرے کہ قرآن ہی سے ثابت کرو سائلوں کو خبط ہے ہی مجیبوں کو بھی خبط ہے وہ بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ ہر بات کو قرآن سے ثابت کر دیں۔

چنانچہ ایک صاحب ملے کہنے لگے کہ مجھ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ داڑھی کا ثبوت قرآن سے ہونا چاہئے تو میں نے داڑھی کو قرآن سے ثابت کر دیا وہ اس طرح کہ

حضرت ہارونؑ کے قصہ میں ہے لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي یعنی میری داڑھی نہ پکڑیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہارونؑ داڑھی رکھتے تھے۔ میں نے کہا کہ اس کو سن کر وہ سائل کیا بولا کہنے لگے کہ وہ مان گیا میں نے کہا کہ اس سے تو داڑھی کا وجود ثابت ہوتا ہے وجوب کہاں ثابت ہوا تو آپ کیا جواب دیتے کہنے لگے کہ اس کو اتنی عقل کہاں تھی کہ یہ پوچھتا۔

سو آج کل محبوں نے یہ طرز اختیار کر رکھا ہے۔ مگر سمجھو کہ یہ بنیاد کو کھوکھلی کرنا ہے اگر ایسی بنیاد پر مکان بنائیں گے تو بہت جلد مکان گر پڑے گا مثلاً اگر وہ اسی وقت یہ کہہ دیتا کہ اس سے تو داڑھی کا صرف وجود ثابت ہوا وجوب کیسے ثابت ہوا۔ تو اب ان کے پاس کیا جواب تھا تو اگر ایسے جواب دیئے جاویں گے تو اس پر شبہات ہوں گے اور اس سے سائل سمجھے گا کہ شریعت کے دلائل ایسے ہی ہوتے ہیں سو اس طرز کے اختیار کرنے میں یہ ضرر ہے پس اصلی جواب یہ ہے کہ تم کو اس کے کہنے کا منصب نہیں ہے کہ قرآن سے ثابت کرو۔ ہم چاروں دلیلوں میں سے جس دلیل کو چاہیں گے ثابت کریں گے۔ ایک جماعت آج نکلی ہے کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن سے ہر چیز ثابت ہے حدیث کچھ نہیں۔ پہلے ایک جماعت فقہ کی منکر نکلی تھی۔ یہ حدیث کے منکر نکلے اور عجب نہیں کہ کچھ دنوں میں لوگ کہنے لگیں لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ خود ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے) کہ ہم اس وقت مانیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خود کلام کریں۔ (اجابۃ الداعی ج۲۱)

گناہ بے لذت فوراً چھوڑنے کی ضرورت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وہ گناہ جس کے ترک میں تکلیف بھی نہیں ان کے نہ چھوڑنے کا کیا سبب اور وہ کون سی بات ہے جس کو ان کے لئے ایک دن کے واسطے بھی عذر کہا جائے جیسے داڑھی منڈانا، ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننا، غیبت وغیرہ کرنا ان کے چھوڑنے میں کونسی تکلیف ہوتی ہے۔ بس یہ دوسری قسم کے گناہ ایک دم اور آج ہی چھوڑ دیجئے میں اس

کو مخاطب بناتا ہوں جسکو اپنی اصلاح کی کچھ بھی فکر ہے مگر افسوس آج کل حس کی بھی کافی کمی ہے اور مجھ کو بڑی شکایت اس کی بھی ہے کہ ہم لوگوں کو غور کرنے کی عادت بالکل نہیں رہی حالانکہ جو کوئی اپنی اصلاح کا طالب ہے عورت ہو یا مرد اس کے واسطے پہلی سیڑھی یہی ہے کہ تفکر کی عادت ڈالے۔ (دواء العیوب ج ۲۴)

داڑھی سنت بھی' فرض بھی

ہر زندہ قوم کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے ملی وقومی شعار (پہچان) کو زندہ رکھنے میں اپنی جان لڑا دے۔ بجز مسلمانوں کے کہ ان کا ہر قومی وملی یونیفارم بسمل اور ہر مذہبی شعار تڑپ کر کہہ رہا ہے۔

کیا بیٹھا ہے سینہ پر زانو کو دھرے قاتل
ھاں پھیر بھی دے خنجر کیوں دیر لگائی ہے

مغربی تہذیب کے زہریلے اثرات سے ہم مسلمان اس حد تک متاثر ومسموم (زہر خودہ) ہو چکے ہیں کہ وہ شعار اسلامی جو ہماری مذہبی' ملی وقومی پہچان تھیں بتدریج ہم ایسی بنیادی چیزوں سے بھی کنارہ کش ہونے لگے ہیں۔ اس مغربی سیلاب میں ہم عقائد سے اخلاق تک' ظاہر سے باطن تک' ولادت سے وفات تک' طعام سے لباس تک' معیشت سے معاشرت تک غرضیکہ سر سے لے کر پاؤں تک ڈوبتے چلے جارہے ہیں۔ نوبت ایں جارسید کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی مبارک شکل وصورت کی واضح مردانہ علامت ''داڑھی'' کے متعلق ہم مسلمانوں میں عجیب وغریب فلسفے پائے جاتے ہیں۔

جبکہ اصل عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات صحابہ کرامؓ کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ ان کو صرف حضور علیہ السلام کی رضا ہی مطلوب اور مقصود زندگی تھی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کی گرانی ہی ان کیلئے ناقابل برداشت تھی کہاں کے واجب اور کہاں کی سنت اور کہاں کے حکم اور کہاں کے اشارے' یہ سوتنے تو ہم جیسے بے عقلوں اور کم اصلوں کیلئے ہیں۔ تو خوب سمجھ لیجئے۔ داڑھی حضور

علیہ السلام کی سنت کے علاوہ فرض عملی بھی ہے۔ جس کو منڈوانے اور کترانے کے بار میں حکیم الامت حضرۃ تھانوی قدس سرہ اصلاح الرسوم میں لکھتے ہیں۔

"منجملہ ان رسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے یا مونچھیں بڑھانا جو اس زمانہ میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضع سمجھی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ بڑھاؤ داڑھی کو کتراؤ مونچھوں کو۔ (بخاری و مسلم)

پس داڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں' اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ (ترمذی)

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں' بلکہ داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں۔ ان سب مجموعہ امور سے توبہ کریں اور ایمان ونکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنائیں اور عقل بھی کہتی ہے کہ داڑھی مردوں کیلئے ایسی ہے جیسے عورتوں کیلئے سر کے بال' کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورت کا سر منڈانا بدصورتی میں داخل ہے تو مردوں کا داڑھی منڈانا خوبصورتی کیسے ہے۔ کچھ بھی نہیں' رواج نے بصیرت (دلوں پر) پردہ ڈال دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب تُرک بھی منڈاتے ہیں ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو حجت نہیں۔ جو منڈاتا ہے بُرا کرتا ہے۔ خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ بعض لوگ اسے کم عمر ظاہر کرنے کو منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا موجب عار (شرمندگی) ہے۔ یہ بھی ایک لغو خیال ہے۔ عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے۔ جتنی زیادہ ہو نعمت ہے۔ اس کا چھپانا یہ بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی

دھن میں لگا رہتا ہے' اور ہر چند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا موجب عار ہے تو نعوذ باللہ کیا اسلام کو ترک نہیں کرتے۔ فساق (گناہ گاروں) کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جائے۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔'' (اصلاح الرسوم)

مرزا قتیل کا قصہ آپ نے سنا ہوگا' ان کے صوفیانہ کلام سے متاثر ہو کر ایک ایرانی شخص غائبانہ ان کا معتقد ہو گیا اور زیارت کے شوق سے میں وطن سے چلا جس وقت ان کے پاس پہنچا تو مرزا داڑھی کا صفایا کر رہے تھے اس نے تعجب سے دیکھا اور کہا ''آغا ریش می تراشی''؟ (جناب آپ داڑھی مونڈ رہے ہیں) مرزا نے جواب دیا ''بلے موئے می تراشم' و لے دل کسے نمی خراشم'' (ہاں! بال تراش رہا ہوں' کسی کا دل نہیں چھیل رہا) گویا دل بدست آور کہ حج اکبر ست' کی طرف صوفیانہ اشارہ کیا کہ اپنے متعلق انسان جو چاہے کرے مگر مخلوق خدا کا دل نہ دکھائے' ایرانی نے بے ساختہ جواب دیا ''آرے دل رسولؐ می خراشی'' کسی کا دل چھیلنا چہ معنی تم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل چھیل رہے ہو یہ سن کر مرزا کو وجد آ گیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے ہوش آیا تو یہ شعر زبان پر تھا۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کر دی مرابا جان جاں ہم راز کر دی

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''داڑھی کو سنت کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ سنت کا مطلب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس پر عمل کر لیا تو ثواب ہے اور چھوڑنے پر گناہ نہیں۔ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے لیکن میں اسے فرض اس لئے کہتا ہوں کہ عوام واجب کا درجہ فرض سے کم سمجھتے ہیں حالانکہ عملی لحاظ سے یہ دونوں برابر ہیں۔ واجب کو چھوڑنے کا گناہ بھی اتنا ہی ہے جتنا فرض کو چھوڑنے کا ہے۔ اس لئے عمل کے لحاظ سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا فرض ہے اس لئے کم کرانا یا منڈانا حرام ہے۔ اور کھلم کھلا حرام کام کرنا علانیہ بغاوت ہے۔'' (جواہر الرشید)

نیز حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں داڑھی کے وجوب کے متعلق فرماتے ہیں۔ ''داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے اور اس کا منڈانا یا تراشنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن تک کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے لیکن دین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر وارتداد ہے اور اس سے آدمی واقعتاً دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا یا اس کو بُرا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور آپ کا مذاق اڑانا ہے۔ کیا کوئی نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین، مذاق اڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اڑانے کی جرأت کرسکتا ہے؟ اور کوئی بدبخت ایسی جرأت کر ہی بیٹھے تو اس کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ ایمان تو ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ہے۔ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق اڑائے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھے، کیا اس نے ایمان وتسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر نخوت اور کفر وعناد کا؟ یہ نکتہ قرآن کریم، احادیث شریف اور اکابر امت کے ارشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا مذاق اڑانے والا مسلمان نہیں، کافر مرتد ہے۔'' (آپ کے مسائل کا فقہی حل)

صورت اور سیرت

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

اللہ کا ولی وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ میرا ایک مشہور شعر ہے جو اس وقت پوری دنیا میں نشر ہو رہا ہے۔

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے　　اللہ سے ملاتے ہیں سُنت کے راستے

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں

گر ہوا پہ اُڑتا ہو وہ رات دن　　ترکِ سُنت جو کرے شیطان کُن

جس نے سنت کی زندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑا ہوا ہے یاد رکھو وہ شیطان ہے اس کا اڑنا وغیرہ سب استدراج ہے مکھی بھی تو اڑتی ہے تو بیعت ہو جاؤ مکھی سے! اور دریا میں تنکا بھی بہتا ہے بغیر کشتی کے تو اس تنکے کے مُرید ہو جاؤ! بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حال بہت آتا ہے تو سانپ کو بھی بہت حال آتا ہے جب تو مڑی بجاؤ تو دیکھو کس طرح جھومتا ہے لہٰذا اگر حال بزرگی کی دلیل ہے تو سانپ سے بیعت ہو جاؤ بہت جلدی پہنچا دیتا ہے اس لئے ایک بہت بڑے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے فرمایا کہ جس کے راستہ کی بنیاد مدینہ پاک سے نہ ہو درمیان میں وائرنگ نہ ملتی ہو تو سمجھ لو وہ بجلی وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی کے ظاہر سے دھوکہ مت کھاؤ۔ صورت بھی ملاؤ سیرت بھی ملاؤ۔ اس کو لاکھوں حال آتا ہو لیکن اگر صورت یا سیرت نبی کے طریقہ سے ہٹی ہوئی ہو تو یہ شعر پڑھو۔

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے　　کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کردیا

داڑھی رکھنا واجب ہے

ایک مشت کے بقدر داڑھی رکھنا واجب ہے جیسے عید بقرعید کی نماز واجب ہے جیسے قربانی واجب ہے ایسے ہی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ اس پر چاروں اماموں کا اجماع ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ داڑھی کا وجوب پڑھ لیجئے اور اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما معلوم ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پیغمبروں کی سنت نہ قرار دیتا۔ پھر جنت میں نہ داڑھی ہوگی نہ حجام کی دکان ایک نوجوان لڑکے کی طرح شاندار چہرہ ہوگا تو یہاں اللہ کا حکم سمجھ کر چند دن کی زندگی میں داڑھی رکھ لیجئے تاکہ یہ چہرہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش کرسکیں اور یہ کہہ سکیں کہ

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اگر قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ لیں کہ اے میرے اُمتی! آج تجھے میری شفاعت چاہیے؟ رونے لگے گا کہ حضور آپ کی شفاعت کے بغیر کیسے بخشا جاؤں گا؟ تو اگر آپ نے دوسرا سوال کرلیا کہ میرے چہرہ میں تجھے کیا خرابی نظر آتی تھی کہ میرے جیسا چہرہ نہیں بنایا؟ سکھوں سے سبق نہیں لیا کہ گرونانک کی محبت میں ہر سکھ داڑھی رکھتا تھا۔ ظالم تو نے میری محبت میں داڑھی کیوں نہیں رکھی۔ تب کیا جواب دو گے؟ لوگوں کے ہنسنے کو مت دیکھو۔ کوئی لاکھ ہنستا رہے آپ اپنا کام کرتے رہیں۔

کوئی جیتا اور کوئی مرتا ہی رہا عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

میں ایک شعر سکھا دیتا ہوں اپنے ان دوستوں کو جو داڑھی رکھتے ہیں کہ اگر کوئی ان پر ہنسے تو وہ کہہ دیں۔

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

داڑھی رکھنے کی ترغیب عاشقانہ اور تازیانہ محبت

یہ بتائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر داڑھی تھی کہ نہیں۔ تو اگر ہم

اپنے نبی کی شکل نہ بنائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ تم کو میری شفاعت چاہیے؟ کہے گا کہ جی ہاں آج گناہگاروں کیلئے تو آپ ہی کی شفاعت کا سہارا ہے اور آپ نے سوال کر لیا کہ تو نے میری شکل میں کیا عیب پایا کہ ظالم تو نے ساری دنیا کی شکلیں بنائیں اور میری شکل نہیں بنائی تو کیا جواب دو گے؟ بتایئے، یہ گال ہمارے ہیں یا اللہ کے ہیں ہم بھی اللہ کے ہیں ہمارے گال بھی اللہ کے ہیں جب اللہ کے ہیں تو اللہ کے حکم کا جھنڈا ان گالوں پر لہرا دیجئے۔ داڑھی ایک مُشت رکھئے۔

داڑھی کے وجوب کے شرعی دلائل

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ چاروں ائمہ کے نزدیک داڑھی ایک مُٹھی رکھنا واجب ہے اور ایک مٹھی سے کم کرنا بھی حرام ہے۔ جتنا منڈانا حرام ایک مٹھی سے کم کرنا اتنا ہی حرام ہے۔ لا فرق بینھما دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اس پر چاروں ائمہ کا اجماع ہے اگر امام شافعی یا امام احمد ابن حنبلؒ یا امام مالکؒ کے نزدیک کچھ بھی گنجائش ہوتی تو کہہ دیا جاتا کہ چلو گنجائش پر عمل کر لو لیکن دوستو! چاروں ائمہ کا اجماع ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ جن کی کتاب تبلیغی نصاب سارے عالم میں پڑھی جاتی ہے انہوں نے ایک رسالہ لکھا ہے داڑھی کا وجوب۔ اس میں چاروں ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ اس کو پڑھ لیجئے بھائی۔

خود اپنے کو تکلیف دینے والا عمل

اور پھر اس میں دیکھئے ایک تکلیف بھی ہے۔ سنت کے خلاف ہر عمل میں ایک مصیبت ہے صبح صبح اٹھ کے گال کی کھنچائی کرنا۔ بغیر گال کھینچے ہوئے بلیڈ چل نہیں سکتا۔ تو اپنی کھنچائی خود کرنا بھائیو! بتاؤ کیسا ہے؟ ابھی دشمن آپ کی کھنچائی کر دے تو آپ تعویذ لینے آتے ہیں کہ مولانا تعویذ دے دو محلہ میں ایک دشمن ہے جو میری کھنچائی کرتا رہتا ہے اور آپ اپنے ملائم گالوں کی خود کھنچائی کرتے ہیں۔ ایک کوٹ پھر ڈبل کوٹ اور آخری کوٹ کا نام شاید آپ کو معلوم ہوگا! کھونٹی اکھاڑ کوٹ۔

ایک صاحب نے میرے کہنے سے داڑھی رکھ لی تو ایک دن ان کی بیوی نے کہا میاں ہمیں بھی دعا میں یاد رکھنا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے مجھ سے دعا کیلئے نہیں کہا جب میں داڑھی منڈا رہا تھا تو اس نے کہا کہ اس وقت آپ دعا کے اہل نہیں تھے۔ آپ اہلیہ لگ رہے تھے داڑھی نہ ہونے سے لا فرق بینی و بینک لہٰذا دوستو عرض کرتا ہوں کہ داڑھی سے دنیا میں بھی فائدہ ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنا سعادت عظمیٰ ہے

اور سب سے بڑی سعادت و نعمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں گے۔ بتاؤ بیوی کو خوش کر دیا' دفتر والوں کو خوش کر دیا' سوسائٹی اور معاشرہ کو خوش کر دیا اور آہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل دکھا دیا۔ بخاری شریف میں آپ کا ارشاد ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ۔ وفروا اللحی واحفوا الشوارب اور انھکوا الشوارب واعفوا اللحی (بخاری جلد۲' کتاب اللباس) آپ بتایئے کہ جن کی شفاعت کے سہارے ہم جی رہے ہیں ان کا قلب مبارک خوش کر دینا بہتر ہے یا اپنا دل یا بیوی کا دل یا دفتر والوں کا دل؟

داڑھی سے دنیا میں بھی عزت

جس نے بھی داڑھی رکھی میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں بھی عزت عطاء فرمائی۔ پورے پاکستان کی ہاکی ٹیم کا سابق کپتان اور موجودہ کوچ جو پاکستان کی طرف سے ساری دنیا میں بھیجا جاتا ہے اتنا معزز شخص اس نے داڑھی رکھ لی۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے شاگرد جو کھلاڑی ہیں تمہارا مذاق تو نہیں اڑاتے؟ کہا کہ ہاکی کے جتنے میرے شاگرد کھلاڑی ہیں اب وہ سب مجھے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صوفی صاحب دعا کرنا۔ میری تو عزت بڑھ گئی۔ جو داڑھی رکھے گا اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ عزت ملے گی اور قیامت کے دن آپ اللہ کے حضور یہ شعر پیش کر سکیں گے۔

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
کون سا محبوب؟ مدینہ والا محبوب رب العالمین
ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

جیسا جسم ویسی رُوح

دیکھئے! انسانی ماں کے پیٹ میں انسان کا اسٹرکچر بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں انسان کی روح ڈال دیتا ہے۔ گدھی اور کتیا کے پیٹ میں پہلے گدھے اور کتے کا اسٹرکچر بنتا ہے پھر اس میں گدھے اور کتے کی روح ڈال دیتے ہیں۔ جیسا اسٹرکچر اور ڈھانچہ ہوتا ہے ویسی ہی روح اس میں ڈال دی جاتی ہے جب ہم اللہ والوں کا اسٹرکچر اور ظاہر بنائیں گے تو اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی روح ہمارے اندر ان شاء اللہ داخل کر دے گا اور روزانہ بلیڈ استعمال کرنے کی محنت سے بھی بچ جائیں گے۔

اہل جنت کے داڑھی نہیں ہوگی

اب رہ گیا یہ کہ گال چکنے ہونے کا مزہ کیسے آئے گا؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جب تم لوگ جنت میں داخل ہو گے تو کسی جنتی کے چہرہ پر داڑھی نہیں ہوگی، نہ کسی نبی کے داڑھی ہوگی نہ کسی ولی کے داڑھی ہوگی۔

یدخل احد الجنة الجنة جرداً مرداً مکحلین الخ (ترمذی جلد۲ ابواب صفۃ اہل الجنۃ)

ایک دم کیسے ہو گے؟ جیسے اٹھارہ سال کا کوئی خوبصورت نوجوان سُرخ سفید، گالوں پر جیسے قندھاری انار نچوڑا ہوا اور چہرہ پر داڑھی کا ایک بال بھی نہ ہو۔ ایسے سب جنتی ہوں گے، بس ذرا کچھ دن صبر کر لو اللہ و رسول کا حکم مان کر چند دن کی دنیا میں داڑھی رکھ لو ان شاء اللہ پھر جنت میں نہ بلیڈ کی ضرورت ہوگی نہ حجام کی۔ وہاں داڑھی نکلے گی ہی نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر رکھ لو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزت ہوگی۔

انبیاء علیہم السلام کے چہروں پر داڑھی ہونا خود دلیل جمال ہے

اور یہی کیا کم ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک سے ہماری شکل مشابہ ہو جائے گی۔ اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما لگتا تو داڑھی ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہ ہوتی۔ اللہ اپنے پیاروں کی شکل کو پیارا ہی بناتا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ داڑھی رکھنے سے شکل بدنما نہیں بلکہ خوبصورت ہو جاتی ہے۔ کیا عمدہ شعر ایک نوجوان نے کہا ہے

اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرہ بدنما لگتا
تو پھر داڑھی مرے سرکار کی سنت نہیں ہوتی

داڑھی کے متعلق ایک اہم مسئلہ

داڑھی کے متعلق ایک خاص حکم عرض کیے دیتا ہوں کہ نچلے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں یہ داڑھی کا بچہ کہلاتے ہیں۔ بعض لوگ انہیں منڈا دیتے ہیں داڑھی کا بچہ بھی داڑھی کے حکم میں ہے۔ اس کا منڈانا بھی حرام ہے اور بعض لوگ خط بناتے بناتے نچلے جبڑے کے آخر تک لے آتے ہیں کہ تین چوتھائی (3/4) گال فارغ البال ہو جاتا ہے اور داڑھی کی ایک ہلکی سی لکیر رہ جاتی ہے۔ اس طرح وہ اپنا ذوقِ کمسنی پورا کرتے ہیں۔ تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ جبڑے کے اوپری حصہ پر جو بال ہیں، ان کو صاف کر سکتے ہیں لیکن نچلے جبڑے کے بال داڑھی میں شامل ہیں، ان کا منڈانا حرام ہے اور داڑھی تینوں طرف سے ایک مُشت ہونی چاہیے۔ ٹھوڑی کے نیچے بھی ایک مُشت اور دائیں اور بائیں جانب بھی ایک مُشت۔ داڑھی کو حجام کے حوالے نہ کیجئے۔ اپنی مٹھی میں اپنی داڑھی پکڑ لیجئے پھر جو مٹھی سے زیادہ ہو اس کو حجام سے ترشوائیے۔ ورنہ خیریت نہیں ہے۔ یہ حجام کہتے ہیں کہ داڑھی سڈول کر دوں؟ اور سڈول کرتے

کرتے ڈول کر دیتے ہیں۔ لہٰذا داڑھی تینوں طرف سے اپنی مٹھی میں رکھ کر ترشوایئے پھر تیل لگا کر اس میں کنگھی کیجئے تا کہ داڑھی خوبصورت معلوم ہو۔

سَر کے بالوں کے احکام

بالوں کے تین طریقے مسنون ہیں یا تو پورے سَر کے بالوں کو اُسترے سے منڈوادیں یا کانوں کی لَو تک پٹے رکھ لیں یا اگر چھوٹے بال رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں لیکن ہر طرف سے برابر ہوں۔ پیچھے چھوٹے اور آگے سے بڑے جن کو انگریزی بال کہتے ہیں ان کا رکھنا جائز نہیں۔ ان کو تو آپ خود انگریزی بال کہتے ہیں۔ یہ اسلامی بال کیسے ہو سکتے ہیں؟ اپنے پیارے نبی کے پیارے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کے طریقے اختیار کرنا' بتایئے! محبت کے خلاف ہے یا نہیں؟

ایک عبرت انگیز واقعہ

میں اپنے خاندان کا ایک قصہ سناتا ہوں۔ میرے خاندان میں ایک بڑے میاں تھے۔ میں نے کہا کہ داڑھی رکھ لو۔ کہنے لگے کہ داڑھی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو جب قبر میں جنازہ اترے گا تو یہ گال کیڑے کھا جائیں گے۔ پھر یہ زمین بھی نہ رہے گی۔ جلدی سے سبزہ اگا لو جلدی سے باغ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگا لو۔ لیکن نہیں مانے۔ پھر ان کو کینسر ہو گیا۔ گال پر ایک دانہ تھا۔ اس کو گھوڑے کے بال سے انہوں نے باندھ دیا۔ وہ زخم سڑ گیا۔ گال میں سوراخ ہو گیا' اور کینسر ہو گیا اور گال سے ایک ایک چھٹانک مواد نکلنے لگا تو اس وقت داڑھی رکھ لی۔ میں نے بہت دن کے بعد دیکھا تو کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ داڑھی رکھ لی۔ کہنے لگے کہ کینسر کی وجہ سے میرے گال میں سوراخ ہو گیا جس سے لوگ گھن کرتے تھے تو میں نے داڑھی سے وہ سوراخ چھپا لیا۔ میں نے کہا کہ کاش آپ اللہ کے لئے داڑھی رکھتے تو اللہ کا پیار نصیب ہو جاتا۔ مسلسل نافرمانی سے عقل بھی معذب ہو جاتی ہے۔ دوستو! بس اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے معلوم نہیں کس وقت مالک ناراض ہو جائیں اور بندہ کسی عذاب میں مبتلا ہو جائے۔

سُکھ میں اللہ کو یاد رکھنے کا انعام

اس لئے حدیثِ پاک میں ہے کہ جو سُکھ میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے دُکھ میں اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد رکھتے ہیں۔ اذکر اللہ فی الرخاسکھ اور عافیت میں اللہ کو یاد رکھو یذکرکم فی الشدۃ اللہ تعالیٰ تم کو دکھ میں یاد رکھیں گے۔ اس لئے دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھی ہیں، وہ رکھ لیں۔ اور جنہوں نے رکھ لی ہیں لیکن چھوٹی ہیں، وہ ایک مُشت رکھ لیں۔ دوستو! اس میں دیر نہ کیجئے زندگی کا کیا بھروسہ ہے؟ جوان یہ نہ سوچیں کہ جب بوڑھے ہو جائیں گے تو رکھ لیں گے۔

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی　　　تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اور جو بوڑھے ہو چکے ہوں، بال سفید ہو چکے، انہیں اب کس چیز کا انتظار ہے؟

مُونچھوں کے احکام

اور مونچھیں اتنی بڑی رکھنا جائز نہیں جس سے ہونٹ کا کنارہ چھپ جائے شفۃ علیا کا طرف اخر یعنی اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ نہ چھپنا چاہیے۔ اول تو مونچھوں کو بالکل برابر کر لیجئے۔ افضل درجہ یہی ہے کہ۔ اپنے بیٹوں کے لئے کیا چاہتے ہو کہ فرسٹ ڈویژن پاس ہوں یا سیکنڈ ڈویژن؟ جب فرسٹ ڈویژن چاہتے ہیں تو دین میں فرسٹ ڈویژن یہ ہے کہ مونچھوں کو بالکل باریک کر لیا جائے۔ حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل شیخ الحدیث صاحب نے اوجز المسالک شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ مونچھوں کو اتنا باریک کرتے تھے کہ ہونٹوں کی سفیدی دور سے نظر آتی تھی اور باریک مونچھوں سے بیویوں کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ میرے یہاں فرانس کے ایک طالب علم کے مونچھیں تھیں۔ اگرچہ بہت بڑی نہیں تھیں میں نے کہا کہ ان کو باریک کرلو۔ کہنے لگے کہ میرا منہ چھوٹا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میرے کہنے پر عمل کرلو۔ اگر پھر منہ چھوٹا لگے تو دوبارہ رکھ لینا۔ مونچھیں باریک کر کے گھر گیا اور بیوی نے دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ پھر ہنستا ہوا آیا کہ بیوی

نے تو مجھے بہت شاباشی دی اور آپ کو بڑی دعا دے رہی ہے اور مجھ سے کہا کہ آپ کے ہونٹوں کو دیکھ کر تو آج مجھے بہت لطف آ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ

اپنے لبوں کو ان کے لبوں کی طرح کیا

مونچھوں کو باریک کرنا بہت اہم سنت ہے۔ یاد رکھیے جو بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں بیویوں کو سخت ناگوار ہوتا ہے۔ ہر سنت میں راحت ہی راحت ہے۔ دوستو! اپنے لئے اور آپ سب کیلئے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ایسا یقین وایمان عطاء فرمائے کہ ہم اپنی زندگی کی ہر سانس اپنے مالک وخالق اور زندگی دینے والے پر فدا کر دیں اور ایک سانس بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کریں۔ بتایئے ایسے ایمان ویقین کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (مواعظ دردِ محبت جلد سوم)

یہ داڑھی سرکاری گھاس ہے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ تبلیغ میں گئے۔ وہاں ایک نوجوان کا نکاح پڑھایا جو داڑھی منڈاتا تھا اور بوڑھا باپ کٹاتا تھا آپ نے نوجوان سے فرمایا تو داڑھی مت منڈا اور بوڑھے سے فرمایا تو داڑھی مت کٹا' پھر دونوں کو فرمایا کہ یہ داڑھی سرکاری گھاس ہے جو اسے کاٹے گا اس کی پکڑ ہوگی' اس سے دونوں کی سمجھ میں بات اچھی طرح آ گئی اور شاید اس سے بہتر طریقہ ان کے سمجھانے کیلئے کوئی اور تھا بھی نہیں۔ (ملفوظات مفتی محمد حسن جلد سوم)

اکابر کی داڑھی

مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ کی داڑھی بڑی تھی۔ قاری محمد طیب صاحب مرحوم ایک مرتبہ تذکرہ کرنے لگے کہ داڑھی کو چھوڑ کر خبر ہی نہیں لی کہ کہاں تک جا رہی ہے۔ عرض۔ حضرت تھانوی' حضرت سہارنپوری' حضرت گنگوہی کی داڑھی کیسی تھی؟ ارشاد۔ حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کی داڑھی بہت ہلکی تھی حضرت تھانوی کی گھنی تھی' پھیلی ہوئی' شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری کی داڑھی بہت خوب تھی۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کو میں نے دیکھا نہیں اس واسطے کہ میں ان کی وفات سے دو سال بعد پیدا ہوا

ہوں۔ کسی نے عرض کیا۔ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی داڑھی کیسی تھی؟
ارشاد فرمایا۔ خوب تھی، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی بھی۔
اور مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی بھی خوب تھی۔ (ملفوظات جلد سوم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سر منڈانا ناپسندیدہ عمل ہے، کیونکہ سر منڈانا اور گردن کا موٹا ہونا حدیث میں اس کو منافق کی علامت بتایا گیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟
آپ نے فرمایا یہ صحیح نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر منڈاتے تھے آپ کی گردن موٹی تھی۔ بھاری بدن کے تھے داڑھی کندھوں تک پھیلی ہوئی تھی، دشمن کا پیشاب آپ کی صورت دیکھ کر ہی خطا ہو جاتا تھا۔ (ملفوظات جلد سوم)

داڑھی رکھنے کا آسان عمل

روزانہ رات کو سوتے وقت یوں اللہ پاک سے عرض کریں کہ اے اللہ مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک شکل دل سے پسند ہے میں دل سے چاہتا ہوں کہ داڑھی رکھوں لیکن مجھ سے یہ نالائقی ہو رہی ہے۔ میں کمزور ہوں عاجز ہوں آپ ہی مجھے ہمت وقوت دیجئے۔ روزانہ تھوڑی دیر اس طرح کہہ لیا کریں ان شاء اللہ چند روز میں توفیق ہو جائے گی۔ یہ بزرگوں کا ارشاد فرمودہ نسخہ ہے آزما کر دیکھئے۔ (محاسن اسلام شمارہ ۵۳)

داڑھی کیوں ضروری ہے؟

دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں ان کے کچھ شعار ہوتے ہیں کچھ ان کی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ پہچانی جاتی ہیں۔ اسی طرح ہر دین کے کچھ شعار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے کہ اس کا تعلق دین سے ہے؟

ہم چونکہ مسلمان ہیں تو مسلمانوں کے شعار کے بارے میں بات کریں گے تو جہاں مسلمانوں کے بہت سے شعار ہیں وہاں اس کے شعار میں سے ایک داڑھی بھی ہے جس کی وجہ سے مسلمان پہچانا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے۔

مگر بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ایک عرصہ دراز سے انگریزوں کی حکومت کا مسلمانوں پر ایسا اثر ہوا اب عیسائی' انگریز اور مسلمان کی تمیز بھی نہیں رہی آج کے دور میں اگر ایک طرف انگریز یا عیسائی کھڑا ہے اور دوسری طرف مسلمان کھڑا ہے تو ان دونوں کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ مشکل ہو بھی کیوں نہ اس کے سر پر ٹوپی ہے نہ اس کے سر پر اس نے بھی داڑھی منڈوائی ہے۔ اس نے بھی منڈوائی ہے اس نے بھی خلاف سنت لباس پہنا ہے اس نے بھی بلکہ اگر یہ بات کہی جائے تو بے جانہ ہوگی کہ انگریز کی پینٹ شرٹ اور ٹائی میں کچھ فرق کچھ نقص ہو تو ہو لیکن آج کے مسلمان کی پینٹ شرٹ اور ٹائی میں کچھ فرق نظر نہیں آئے گا کیونکہ آدمی کی جس کے ساتھ نسبت ہوتی ہے وہ اسی کو ترجیح دیتا ہے آج کے دور میں اگر حساب لگایا جائے تو 20 فیصد لوگ ہوں گے جن کی داڑھی شرعی ہوگی۔ بعض تجدد پسند حضرات جو کہ دین سے کما حقہ واقف نہیں تھے انہوں نے داڑھی کی ایسی تعبیر کی جو لوگ سنت کے مطابق داڑھی رکھے ہوئے تھے انہوں نے خلاف سنت داڑھی ترشوا کر چھوٹی کر لی جبکہ سلف سے خلف تک سب نے داڑھی خلاف سنت کٹانے والے یا منڈوانے والے کو فاسق قرار دیا ہے ان کی گواہی بھی قبول نہیں کی جاتی مگر اب ان لوگوں کو جو داڑھی منڈاتے ہیں یا کٹاتے ہیں انہیں صالحین کا خطاب دیا جاتا ہے بعض حضرات وہ ہوتے ہیں جو گناہ کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم گناہ کر رہے ہیں لیکن بعض گناہ کو گناہ بھی نہیں سمجھتے جو گناہ سمجھتے ہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ توبہ واستغفار کا موقع دے دینگے لیکن جو گناہ سمجھتا ہی نہ ہو وہ کیسے توبہ کرے گا۔

اگر کوئی شخص زنا کرے' شراب پیئے' چوری کرے اس کو سب برا بھلا کہیں گے عدالتوں میں ان کے قانون بھی بنیں گے سزائیں بھی ملیں گی لیکن داڑھی منڈوانا بھی تو گناہ کبیرہ ہے اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہیئے اس کو کوئی سزائیں دیتا اس کیلئے

کوئی قانون نہیں ہے اس کو کوئی بھی برا نہیں کہتا جس طرح کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ اے کعبہ کہ میں تیری عظمت جانتا ہوں لیکن ایک مسلمان کی عظمت تجھ سے زیادہ ہے آج اگر کوئی کعبہ کو گالی دے تو لوگ اسے قتل کرنے کے سوا کچھ نہیں کریں گے لیکن مسلمان کو گالی دینا اس سے بھی بڑھ کر گناہ اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔

اسی لئے زنا کار چوبیس گھنٹے زنا تو نہیں کرتا لیکن پھر بھی اسے زانی کہتے ہیں' چوری کرنے والا چوبیس گھنٹے چوری نہیں کرتا لیکن پھر بھی اسے چور کہتے ہیں لیکن داڑھی منڈوانا ایک ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ یہ انسان چوبیس گھنٹے کر رہا ہے اور گناہ کبیرہ توبہ استغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتے لیکن توبہ تو اس وقت کرے جب کوئی اسے گناہ سمجھے۔ توبہ داڑھی رکھنا تو فطرت میں داخل ہے (چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے) کہ دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں ان میں مونچھوں کا کتروانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔ (مسلم شریف ص ۱۲۹ ج۱)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ فطرت میں داخل ہونے کا مطلب ہے کہ داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مستمرہ رہی ہے۔ (نووی شرح مسلم ص ۱۲۹)

داڑھی منڈوانا عورتوں اور مخنثوں (ہیجڑوں) کے ساتھ مشابہت ہے جبکہ ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے پر لعنت وارد ہوئی ہے چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو مخنث بنتے ہیں اور اس طرح ان عورتوں پر جو (مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں) مشکوٰۃ ص ۳۸۰۔

اور فرمایا انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔ لیکن یہ سوچنا چاہئے کہ داڑھی منڈوانا عظیم گناہ ہے اس میں وقت کا ضیاع مال کا ضیاع اس کے علاوہ اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا ہے۔ حدیث شریف میں ہے وقت کا جو حصہ یاد الٰہی میں گزر جائے وہ قیامت کے روز حسرت وندامت کا سبب بنے گا داڑھی منڈوانے میں جو وقت ضائع ہو رہا ہے

وہ خالص گناہ کے کام میں ضائع ہورہا ہے اور اس میں اپنے آپ کو تکلیف بھی پہنچاتے ہیں۔ کبھی چمڑا اچھل گیا کبھی کھال کٹ گئی اور طرح طرح کی تکلیفیں دینا حالانکہ اپنے جسم کو بلاضرورت تکلیف دینا یہ ایک مستقل گناہ ہے۔

لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اس قبیح فعل کو چھوڑ دیا جائے اور اپنے چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی سجائیں۔

پھر جو حضرات داڑھی منڈواتے ہیں ان کو اگر داڑھی کی نصیحت کی جائے تو وہ بجائے گناہ کا اقرار کرنے کے کٹ حجتی پر اتر آتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں داڑھی کا حکم کہاں ہے میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن میں یہ کہاں ہے کہ جو قرآن میں ہو بس اسی پر عمل کرنا لازم ہے بعض داڑھی منڈے یوں کہتے ہیں کہ ہم نے داڑھی والوں کو بہت دیکھا ہے کہ داڑھی رکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اول تو بات یہ ہے کہ ہر جماعت میں اچھے برے لوگ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر تمہیں وہ برے لگتے ہیں تو تم ان کے مقابلے میں اخلاص کے ساتھ داڑھی رکھ کر اطاعت رسول اللہ کی نیت سے داڑھی رکھو۔

بعض کہتے ہیں کہ داڑھی منڈوانا گناہ تو ہے لیکن گناہ صغیرہ ہے کبیرہ نہیں اول تو یہ بات غلط ہے کہ داڑھی منڈانا گناہ صغیرہ ہے کیونکہ واجب کی خلاف ورزی کرنا گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

اور بعض حضرات تو داڑھی رکھتے ہیں لیکن پوری نہیں رکھتے یہ بھی داڑھی کاٹنے کے گناہ میں مبتلا ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ تو وہ ہیں جو خود مفتی بن گئے ہیں خود ہی فتویٰ دیتے ہیں کہتے ہیں جی اتنی داڑھی کا ہونا کافی ہے جو چالیس قدم سے دکھائی دے یہ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے اور ان سے سراسر بغاوت کر رہے ہیں کسی نے فرنچ داڑھی رکھی ہے کسی نے موٹی مشین پھروائی ہوئی ہے کسی نے چھوٹا سا دائرہ لگایا ہے یاد رہے یہ سب کے سب داڑھی منڈوانے والوں میں شامل ہیں اور یہ سنت کا مذاق بھی اڑا رہے ہیں اس طرح سے داڑھی کا شرعی حکم پورا نہیں ہوگا۔

اس لئے مہربانی فرما کر خدارا خدارا مسلمانو! کفار کی مشابہت چھوڑ دو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشابہت اختیار کرو۔

مسنون داڑھی اور فیشن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ جواہر الفقہ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں باجماع امت داڑھی منڈانا حرام ہے آئمہ اربعہ کے اتفاق کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کوئی بھی اس کا مخالف نہیں اور ہو تو اس کا اختلاف نا قابل التفات ہے۔

۱۔ یاد رکھیئے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا عین سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لیکن ایک مشت سے پہلے داڑھی کو کٹوانا یہ فیشن ہے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ داڑھی منڈانا یا کترانا دراصل یہ اعلان کرتا ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کی داڑھی کی موضع کو گھٹیا سمجھا اور انگریزوں کے چہرے کو بڑھیا سمجھا ایمان کی خیر منایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا ہر امتی قابل عفو معافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو علانیہ دکھلا کر گناہ کرتے ہیں۔ داڑھی منڈانا علانیہ گناہ ہے بعض گناہ تو تھوڑی دیر کا ہوتا ہے اتنی دیر کا گناہ لکھا جاتا ہے اور داڑھی منڈوانے والا تو ہر وقت مجرم ہے سو رہا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے چوبیس گھنٹے گناہ گار ہے۔ داڑھی منڈانا فعل شیطان اور خداداد شکل کو بگاڑنا ہے۔ داڑھی منڈانے کو اچھا سمجھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ سے عناد اور مقابلہ ہے جو لوگ داڑھی منڈاتے اور منڈانے کی تبلیغ کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ داڑھی منڈانے کو بہتر اور رکھنے کو خراب کہتے ہیں جوان تو درکنار بڑی عمر کے بوڑھے لوگ بھی داڑھی منڈا کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر کے برسر عالم فاسق بن رہے ہیں جس داڑھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی ہمیشہ رکھا اور مسلمانوں کو تاکید فرمائی بلکہ انبیاء علیہم السلام کی سنت اور اسلامی شعار ہے بزرگی و شرافت کی علامت ہے۔ آج ہمارے نوجوان اور بوڑھے اس پر مصر ہیں کہ اس داڑھی کا نام ونشان نہ رہے۔ اس سے

بڑھی بے ادبی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ معلوم ہو چکا داڑھی رکھنا سنت ہے اور سنت کی مخالفت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درج ذیل ارشادات فرمائے ہیں۔

۱۔ جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میرا نہیں ہے۔

۲۔ جو دوسروں کے طریقے پر چلے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۳۔ جس نے میری سنت برباد کی اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

ان ارشادات کو بغور مطالعہ فرمائیں اور سوچیں کہ کیا ہم امریکہ یورپ میں بسنے والی غیر مسلم قوموں کی تقلید کریں گے یا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلیں گے۔

تم اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور ساتھ ہی ان کے فرمان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہو کس قدر عجیب بات ہے اگر فی الواقع تمہارے دل میں ان کی محبت ہوتی اور تم اپنے دعویٰ محبت میں سچے ہوتے تو کبھی ان کی نافرمانی نہ کرتے اس لئے کہ محبت کرنے والے کو محبوب کے ہر فعل' ہر ادا سے محبت ہوتی ہے۔ فیشن پرستی کی وجہ سے دماغ اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ لوگ کھلم کھلا عام سنتوں کا مذاق اڑا رہے ہیں اگر کوئی ہمت کر کے اور اللہ کا نام لے کر داڑھی رکھ لے اس کے گھر والے ہی معترض ہو جاتے ہیں طرح طرح کے اعتراضات ہونے لگتے ہیں پھر یہ بات گھر تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ محلے والے آفس والے کالج والے دکان والے دوست واحباب رشتہ دار' ان سب کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے تو کوئی اسے چچا مذاق کرتے ہوئے پکارتا ہے کوئی ماموں کی آواز لگاتا ہے کوئی کہتا ہے یہ کیا صورت بنا رکھی ہے' داڑھی منڈا لو یہ بھی کوئی عمر ہے داڑھی رکھنے کی صورت بلاوجہ بگاڑ دی وغیرہ وغیرہ داڑھی کا مذاق اڑانا کفر ہے اس لئے کہ داڑھی کا مذاق اڑانا تمام انبیاء و مرسلین کا استہزاء اور تمسخر ہے اور تمام شریعتوں کے ایک مسلمہ حکم کی توہین ہے اور تمام صحابہ و تابعین اور چودہ صدیوں کے تمام علماء وصلحاء اولیاء وسلاطین اسلام کی تحمیق و تجہیل ہے داڑھی کا مذاق اڑانے والے یہ نہیں سمجھتے کہ پچاس سال قبل ان کے سلسلہ نسب کے

آباؤ اجداد داڑھی رکھتے تھے کیا ان مسخروں کے نزدیک ان کے تمام آباؤ اجداد حماقت کا سائن بورڈ لگائے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ ان نادانوں کو عقل دے دراصل یہ سب فیشن پرستی کی نحوست ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے آمین۔

عمرہ پر جانے والے بآسانی داڑھی رکھ سکتے ہیں

عمرہ کی سعادت بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ سفر عمرہ پر جانے والے ہر طرح کی تیاری کرتے ہیں اس کے ساتھ اس چیز کا بھی عزم اور ارادہ شامل کرلیا جائے کہ اس مبارک سفر کو گناہوں کی آلودگی سے بچانا ہے تو یقین کیجئے کہ آپ کا یہ سفر واقعۃً مبارک بن جائے گا۔

پورے سفر میں اتباع سنت کا اہتمام کیا جائے اور تمام گناہوں سے بچا جائے۔ گناہ داڑھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم کٹوانا گناہ کبیرہ ہے۔ حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔ لہٰذا آپ یہ عزم کریں کہ ہم اس مبارک سفر میں داڑھی نہیں کٹوائیں گے۔ آپ عمرہ کے بعد یقیناً روضہ رسول پر بھی حاضری دینگے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص جو کہ داڑھی منڈا تھا دربار رسالت میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی زندگی میں) اس شخص سے چہرہ انور پھیر لیا۔ تو اگر ہم غیر مسنون شکل میں روضہ مبارک پر حاضری دیں گے تو ہمارا کیا بنے گا۔

خود کو سمجھایئے اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے یوں کہئے اے نفس! میں نے تیری خواہش پر نجانے کتنی بار داڑھی منڈوائی اور اپنی مسنون شکل وصورت کو مسخ کرتا رہا۔ آج جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عمرہ کی سعادت سے نوازنے کا موقع دیا ہے تو میں اب تیری بات نہیں مانوں گا اور اس سفر میں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی داڑھی نہ کٹوانے کا عزم کرتا ہوں۔ اے نفس مجھے بتا میں داڑھی کے بغیر زیادہ حسین وجمیل نظر آتا ہوں یا داڑھی کے ساتھ۔ میں داڑھی منڈوا کر کن لوگوں کی مشابہت اختیار کررہا ہوں جبکہ داڑھی رکھنا کس کا حکم ہے اور یہ کس کی سنت ہے۔

زندگی میں جن مواقع پر آدمی میں انقلاب آسکتا ہے ان میں ایک عمرہ بھی ہے آپ اس سفر کو محض ایک تفریح یا ماحول کی تبدیلی ہی نہ سمجھئے بلکہ یہ زندگی میں دینی انقلاب کا بہترین موقع ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر سب سے زیادہ ناراض ہوتے ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو حدود حرم میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔اس لئے عمرہ کے پورے سفر میں اس کا قدم قدم پر خیال رہے کہ کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ہو۔اگر مقدس سفر میں بھی گناہ کی آلودگی رہی تو کتنے نقصان کا سودا ہے۔

انسان کسی بڑے عہدیدار سے بھی ملنے جاتا ہے تو اس کی پسند و ناپسند کا خیال رکھتا ہے۔ یہ تو احکم الحاکمین کا گھر اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ مبارک ہے۔ یہاں آکر بھی زندگی میں دینی انقلاب نہ آیا تو پھر روئے زمین پر ان سے زیادہ مقدس جگہ کون سی ہوگی جہاں انسان کا دل پگھل جائے اور وہ نادم وشرمندہ ہوکر اپنے تمام گناہوں سے تائب ہو۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں قربانی کرنے والے بال و ناخن کاٹنے سے بچے رہتے ہیں جبکہ یہ عمل کوئی فرض و واجب نہیں جبکہ ایک مشت داڑھی رکھنا ہر مسلمان مرد کیلئے واجب ہے۔کیا ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ ایام عمرہ میں اس گناہ کبیرہ سے بچیں۔

تاکہ ہمارا یہ دینی سفر باعث مبارک ہو اور اگر خدانخواستہ یہ بھی نہیں کر سکتے تو خدارا! اتنا تو کرلیں کہ جب روضہ رسول پر حاضری دیں تو صلاۃ وسلام کے بعد اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں اور عرض کریں کہ میں نفس وشیطان اور ماحول سے مجبور ہوں۔آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے داڑھی رکھنے کی ہمت وتوفیق نصیب ہو جائے۔

داڑھی......اسلام کا شعار ہے

ایک وبائے عام جو اب ہم میں پھیل چکی ہے وہ ہے داڑھی منڈوانا حالانکہ یہ ایسا گناہ ہے جو ہر وقت آدمی کے ساتھ لگا رہتا ہے حاجی جب حرم میں حاضر ہوتا ہے تو بھی خدانخواستہ ساتھ جب گنبد خضراء پر حاضر ہوتا ہے تو بھی خدانخواستہ یہ گناہ ساتھ ہے اور کیسی عجیب بات ہے کہ جس کو پانے کیلئے اور جس ذات کی رضاء جوئی اور خوشی کیلئے اتنا لمبا سفر کیا، اتنا خرچ کیا، گھر بار اور بچوں کو چھوڑا اسی کے پاس پہنچے اسی کے نافرمانوں کی شکل بنا کر۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس صورتِ حال سے محفوظ رکھے آمین۔

داڑھی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ پر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا ایک مفصل مضمون ہم اختصار و تلخیص کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

اس کو ضرور پڑھیں اور غور فرمائیں کہ یہ مضمون ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔

ہر قوم، ہر شعبہ اور ہر حکومت کا یونیفارم مقرر ہے

(الف) ہر نظامِ سلطنت وسیاست میں مختلف شعبوں کیلئے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے۔ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے، ہر قوم اور ہر ملت اپنے یونیفارم اور نشانوں کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت سے سخت وقائع پیش آ جاتے ہیں، کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے کوئی توہین کر دیجئے کہیں سے اکھاڑ

دیجئے دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہوجاتی ہے یہ یونیفارم اور نشان صرف لباس ہی میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی جسم میں بھی بعض بعض علامتیں رکھی جاتی ہیں، بعض قوموں میں ہاتھ یا جسم میں کوئی گودنا کودا جاتا ہے بعض میں کان یا ناک چھید کر حلقہ ڈالا جاتا ہے بعض میں بال باقی رکھے جاتے ہیں، بعض میں سر پر چوٹی رکھی جاتی ہے الغرض یہ طریقہ امتیاز شعبہائے مختلفہ اور اقوامِ حکومت وملل کا ہمیشہ سے ہے۔

(ب) جو قوم اور ملک اپنے یونیفارم کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد دوسری قوموں میں منجذب ہوگئی حتیٰ کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہیں رہا، انگریز سولہویں صدی کے آخر میں آیا، تقریباً ڈھائی سو برس گزر گئے ہیں، نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ، بوٹ، نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہ چھوڑا، یہی وجہ ہے کہ اس کو پینتیس کروڑ قوم والا اپنے میں ہضم نہ کر سکا اس کی قوم وملت علیحدہ ملت ہے اس کی ہستی دنیا میں قابلِ تسلیم ہے، مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنی خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم میں نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام ونشان مٹا گئیں، آج تاریخی صفحات کے سوا ان کا نشان کرۂ زمین پر نظر نہیں آتا، مسلمانوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا ہو بلکہ یہ بھی کیا کہ اکثریت کے یونیفارم کو مٹا کر اپنا یونیفارم پہنانا چاہا، چند ہزار تھے، اور چند کروڑ بن گئے، صرف یہی نہیں کیا کہ پاجامہ، کرتا، عبا، قبا، عمامہ، دستار محفوظ رکھا، بلکہ مذہب اسماء الرجال، تہذیب وکلچر، رسم و رواج ، زبان و عمارت وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا، اس لیے ان کی مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی اور آج تک اس کی مراعات ہوتی رہے گی، رہیں گے۔

(ج) ہر قوم نے جب بھی ترقی کی ہے تو اس کی کوشش کی ہے کہ اس کا یونیفارم اس کا کلچر، اس کا مذہب، اس کی زبان دوسروں پر غالب اور دوسرے ممالک واقوام میں پھیل جائے۔

عربوں اور مسلمانوں کے اولوالعزم اعمال آپ کے سامنے موجود ہیں زبان عربی

صرف ملک عرب کی زبان تھی، عراق، سیریہ، فلسطین، مصر، سوڈان، الجیریا، ٹیونس، مراکش، فارس، صحرائے لیبیا وغیرہ میں کوئی شخص نہ عربی زبان سے آشنا تھا، نہ مذہب اسلام سے نہ اسلامی رسم ورواج سے مگر عربوں نے ان ملکوں میں اس طرح اپنی زبان، اپنا کلچر، اپنی تہذیب جاری کردی کہ وہاں کے غیر مسلم اقوام آج بھی اسلامی یونیفارم اسی کلچر، اسی تہذیب اوراسی زبان کو اپنی چیزیں سمجھتے ہیں۔

مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دُنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے جب کہ وہ اپنے لیے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب وکلچر میں، بودوباش میں، زبان اور عمل میں قائم کرے۔

اسلام بھی اپنے کلچر کا تحفظ چاہتا ہے

اس لیے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائد، اخلاق، اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دُنیاویہ اور تمام اقوامِ عالم سے بالاتر تھا اور ہے خصوصیات اور یونیفارم قائم کرے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہوا ان کے لیے جان اُڑا دے اس کی وہ خصوصیت اور یونیفارم خداوندی تابعداروں اور الٰہی بندوں کی یونیفارم ہوں، جن سے وہ اللہ کے سرکشوں اور دشمنوں سے متمیز ہوں اور علیٰحدہ ہو جائے ان کی بناء پر باغیان اور بندگانِ بارگاہ الوہیت میں تمیز ہوا کرے چنانچہ یہی راز "من تشبه بقوم فهو منهم" کا ہے جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آتا ہے، اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تابعداروں کیلئے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمایا ہے، کہیں فرمایا جاتا ہے "ہم میں اور مشرکین میں فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے سے ہوتا ہے"۔

انہی امور میں سے مونچھ کا منڈانا اور کتروانا اور داڑھی کو بڑھانا بھی ہے۔ خالفوا المشركين او فروا اللحیٰ احفوا الشوارب (مسلم، بخاری) (مشرکین کے خلاف کرو، یعنی داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو باریک کترواؤ) جزوا الشوارب

ارخوا اللحیٰ و خالفوا المجوس (مسلم ج۱ ص ۲۳۷) (مونچھوں کو کترواؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مجوس کے خلاف کرو) من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا (احمد، ترمذی، نسائی) (جو شخص لبوں کے بال نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں) ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب حدیث کے اندر موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرکین اور مجوسی داڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے جیسا کہ آج عیسائی اور ہندو قوم کر رہی ہے اور یہ امر اُن کے مخصوص یونیفارم میں سے تھا بنا بریں ضروری تھا کہ مسلمانوں کو دوسرے یونیفارم کے خلاف حکم کیا جاوے۔

اسلام کا یونیفارم کافروں کے یونیفارم سے الگ ہے

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لوگوں کا داڑھی منڈانے کے متعلق یہ کہنا کہ یہ عمل اس زمانہ میں عرب کے رواج کی وجہ سے ہے جو کہ ان میں جاری تھا کہ داڑھیاں بڑھاتے تھے اور مونچھیں کٹاتے تھے، غلط ہے بلکہ اس زمانہ میں بھی مخالفین اسلام کا یہ شعار تھا جس طرح اِس قسم کی روایات مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیفارم مشرکین اور مجوس کا تھا، اس لیے ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے خلاف یونیفارم دیا جائے تاکہ تمیز کامل ہو، اسی طرح حدیث عشرۃ من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والاستیاک۔ (دس چیزیں فطرت کی ہیں، ان میں سے لبوں کا کتروانا اور داڑھی کا چھوڑ دینا اور مسواک کرنا)

ابو داؤد وغیرہ بتلا رہی ہے کہ بارگاہِ خداوندی کے خاص خاص مقربین اور ندیموں وانبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے یونیفارم میں سے مونچھوں کا کتروانا، داڑھی کا نہ منڈانا ہے، کیونکہ فطرت انہیں امور کو اس جگہ میں کہا گیا ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کے شعار میں سے تھے جیسا کہ بعض روایتوں میں لفظ فطرۃ کے ''من سنن المرسلین'' یا اس کے ہم معنیٰ موجود ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ یہ ایک خاص یونیفارم اور شعار ہے جو کہ مقربانِ بارگاہِ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری قومیں اس کیخلاف کو

اپنا یونیفارم بنائے ہوئے بھی ہیں جو کہ اللہ کے قانون کو توڑنے والی اور اس سے بغاوت کرنے والی ہیں، اِس لیے دو وجہ سے اس یونیفارم کو اختیار کرنا ضروری ہوا۔

امتی کیلئے ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت اپنائے

علاوہ ازیں ایک محمدی کو حسب اقتضائے فطرت اور عقل لازم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آقا کا سارنگ ڈھنگ، چال چلن، صورت، سیرت، فیشن، کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے۔ ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضہ یہ ہی رہا ہے اور یہی ہر قوم اور ملک میں پایا جاتا ہے، آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے واقعات کو دیکھئے، اس بناء پر بھی جوان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں، ہم کو اس سے انتہائی نفرت وحقارت ہونی چاہئے خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈ سٹون فیشن خواہ وہ فرنچ فیشن ہو یا امریکن، خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے، خواہ وہ زبان سے یا تہذیب وعادات سے، ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری معلوم ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری، بالخصوص جو چیزیں دشمن کی خصوصی شعار ہو جائیں اس لیے ہماری جدو جہد اس میں ہونی چاہئے کہ ہم غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے فدائی بنیں نہ کہ غلامانِ کرزن وہارڈنگ وفرانس وامریکہ وغیرہ۔

والسلام: ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

عشق رسالت کا صحیح مفہوم

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہی معتبر ہے جو سنت کے راستے سے حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وہ آپ اعلان فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تم سے پیار کرے گا۔ جس کا ترجمہ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب سے اعلان کرادیا کہ اگر تم اللہ کا پیارا بننا چاہتے ہو تو میرا چلن چلو ہمارا پیارا نبی ایسا پیارا ہے کہ جو اس کا چلن چلتے ہیں ان پر بھی ہم کو پیار آتا ہے، ہم ان کو بھی اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔

لیکن آج افسوس ہے کہ کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا کیا طریقہ ہے؟۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے حضور مبعوث ہوئے تھے یعنی بندوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلانے کیلئے ہمارے نفس نالائق کو مٹانے کیلئے اعمال کی اصلاح کیلئے اس پر عمل کر کے ہم جان پاک رسالت کو خوش کردیں۔ لہٰذا اگر اس مبارک مہینے میں محبت کا حق ادا کرنا ہے تو خود کو اللہ اور اس کے رسول کی غلامی میں دینا ہوگا جس کیلئے سب سے پہلا کام یہ کریں کہ جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھیں وہ داڑھیاں رکھ لیں۔ جن کے پائجامے ٹخنے کے نیچے ہیں۔ وہ آج ٹخنے کھول دیں۔ پانچوں وقت کی نمازوں کا ارادہ کرلیں۔ غرض جتنے ظلم ہیں ان سے باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ہم نے عشق رسالت کا حق ادا کرنے کی ممکنہ کوشش کرلی۔

اسلام وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل تھا۔ جس چیز پر صحابہ

رضی اللہ عنہم نے عمل کیا وہی معتبر ہے۔

مستند رستے وہی مانے گئے　　　جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے

آہ! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنالو شکل بھی کام دے جاتی ہے کم سے کم قیامت کے دن آپ یہ کہہ سکیں گے۔

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے منڈوانا اور کترانا حرام ہے۔ ایک مشت تینوں طرف سے واجب ہے اس حکم میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سکھوں سے سبق لو کہ یہ ظالم کافر ہو کر اپنے پیشوا کی محبت میں داڑھی رکھتے ہیں حالانکہ بوجہ کفر کے یہ داڑھی ان کو کچھ مفید نہیں لیکن ایک سکھ بھی ایسا نہیں ملے گا جو داڑھی منڈاتا ہو۔

لیکن آہ! آج امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہو گیا کہ یہ اپنے پیغمبر کی شکل نہیں بناتے اور معاذ اللہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی سے ہماری شکل خراب ہوگی۔

جو بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں آج سے تہیہ کرلیں کہ نہیں رکھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بڑی مونچھ رکھے گا جس سے ہونٹ کے کنارے چھپ جائیں میری شفاعت نہیں پائے گا؟ بتاؤ مونچھوں سے فائدہ ملے گا یا شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ ملے گا۔ آج سے ارادہ کرلو کہ اے خدا میں سو فیصد آپ کا بننا چاہتا ہوں آپ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیجئے۔ کہیں نفس و شیطان مجھ پر غالب آجائیں اور میری دنیا و آخرت خراب نہ کردیں۔

اس میں کیا حرج ہے؟

آج کل ایک مرض اور ہے ''ارے مولانا اس میں کیا حرج ہے'' کہ ہم نے یوں کرلیا یا ووں کرلیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ درزی کو آپ نمونہ کیلئے ایک کرتا

دیدیں لیکن درزی نے ایک بالشت اور زیادہ کر دیا تو آپ کیا کہیں گے درزی کہتا ہے کہ صاحب اس میں کیا حرج ہے؟ میں نے تو آپ کے ساتھ بھلائی کی کہ کرتا ایک بالشت زیادہ لمبا کر دیا ورنہ آپ کا کپڑا ضائع ہو جاتا تو کیا آپ ناراض نہ ہوں گے کہ پھر میں نے نمونہ کس لئے دیا تھا تم نے اس کے خلاف کیوں کیا۔

لہٰذا آپ کو اختیار نہیں کہ جہاں چاہو دین میں اضافہ کر لو یا جہاں چاہو کم کر لو (۱) مغرب کی تین رکعات کی بجائے چار رکعات پڑھ لو کہ اس میں کیا حرج ہے۔ حرج یہ ہے کہ قبول نہ ہوگی (۲) اذان لا الہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے اگر موذن اذان کے آخر میں محمد رسول اللہ بھی لگا دے تو بتایئے اس کی اذان قبول ہوگی؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حد بندی جو میٹر جو نمونہ پیش کیا اسی نمونہ پر ہماری نجات ہوگی اس لئے سنت کے خلاف کوئی کام کتنا ہی اچھا لگے وہ ہرگز قبول نہیں ہوسکتا۔

داڑھی رکھئے، اجر کمایئے

مسلمانوں نے داڑھی کو اپنے لئے مصیبت بنا رکھا ہے اور اس بیچاری پر طرح طرح کے ظلم ہوتے ہیں کوئی کاٹتا ہے کوئی مونڈتا ہے اور اس کا فیشن ایبل نام شیونگ رکھا ہے کسی نے ساری ہی مونڈ رکھی ہے کسی نے گال صاف رکھے ہیں کسی نے جو برابر رکھ رکھی ہے کسی نے اس سے کچھ زیادہ اچھے خاصے نمازی دینداری کے دعویداران حرکتوں میں مبتلا ہیں جو لوگ کافروں میں گھل مل کر رہتے ہیں ان کو تو یہ شرم کھائے جا رہی ہے کہ داڑھی رکھیں گے تو یہ لوگ ناراض رہیں گے فیشن والوں کی فہرست سے نکال دیں گے دقیانوسی ہونے کا طعنہ دیں گے بھلا کافر کی بھی کوئی حیثیت ہے جو اس کی بات کو وزن دیا جائے اور اسے راضی رکھنے کے لیے دینی احکام کو پامال کیا جائے وہ لوگ تو اپنا کفریہ شعار اور لباس اختیار کرنے میں ہم سے نہ شرمائیں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی شکل وصورت اور لباس اور پہناوا اختیار کرنے میں کافروں

سے شرمائیں.... یہ کیا سمجھداری اور دینداری ہے؟

پھر جو لوگ کہیں ملازم ہیں غیر مسلموں کے ساتھ کام کرتے ہیں وہ اگر ان کو راضی رکھنے کے لیے داڑھی نہ رکھیں اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے بیزار ہو کر اپنی آخرت خراب کریں تو ان کے لیے تو ایک جھوٹا بہانہ بھی ہے لیکن جو لوگ ملازم نہیں ریٹائر ہو گئے بڑی عمر کو پہنچ گئے منہ میں دانت نہیں پیٹ میں آنت نہیں گال پچکے ہوئے کمر میں کُب نکلا ہوا ان لوگوں کو کیا مصیبت ہے کہ اسلامی شکل اور وضع قطع اختیار نہ کریں آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شکل وصورت سے کیوں نفرت ہے؟ آپ نے تو اعفوا اللحی (داڑھیوں کو خوب بڑھاؤ) فرمایا اور خود آپ کی خوب گھنی داڑھی تھی جس کے پھیلاؤ سے سینہ بھر جاتا تھا آپ کے اتباع سے کیوں نفرت ہے آپ کی شکل وصورت کیوں پسند نہیں کوئی ہے منچلا جو جواب دے۔

دشمنان اسلام کے پاس تو کوئی دین ہے ہی نہیں یوں ہی کچھ توہمات اور تصورات لئے پھرتے ہیں جو اپنی طرف سے تراش لئے ہیں زندگی گذارنے کا کوئی پروگرام، زندگی کے شعبوں کے احکام سیاست، تجارت، معیشت، رہن سہن اور تمام امور زندگی میں آزاد ہیں جن چیزوں کو دین سمجھتے ہیں وہ ان کے بڑوں نے خود تجویز کی ہیں خالق و مالک جل مجدہ کی طرف سے ان کے پاس احکام ہیں انہیں اس کا نہ دعویٰ ہے اور نہ کوئی دلیل جو جی چاہتا ہے خود سے عقائد اور اعمال تجویز کر لیتے ہیں اور زندگی کو جس ڈھب چاہتے ہیں چلا لیتے ہیں شرم اور حیا کو تو بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔

داڑھی منڈے کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں ایک بزرگ رہتے ہیں' انہوں نے مجھے بتایا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں جن کو بارگاہ نبوت میں حاضری اور ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے

(ہاں اب بھی اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے) انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی زندگی میں تو آپ کا معمول مبارک تھا کہ اگر کوئی شخص گناہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور سلام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منہ پھیر لیتے تھے' اگر وہ دائیں جانب سے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں جانب منہ پھیر لیتے۔ وہ اگر بائیں جانب سے آتا تو آپ دائیں جانب منہ پھیر لیتے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک کیا ہے؟ جب کہ لوگ داڑھیاں مونڈ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر سلام پیش کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرا اب بھی وہی معمول ہے کہ میں ایسے لوگوں کے سلام کا جواب نہیں دیتا۔

میں لوگوں کو داڑھی کیلئے کہتا ہوں

ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمہ اللہ سے علیحدگی میں میں نے عرض کیا کہ مجھ سے لوگوں کا داڑھی منڈانا برداشت نہیں ہوتا' میں لوگوں کو داڑھی کے لئے کہہ دیتا ہوں۔ عادت مبارکہ تھی کہ بات سن کر تھوڑی دیر کیلئے سر جھکا لیتے اور سوچ کر بات کرتے تھے' فوراً نہیں کرتے تھے۔ حضرتؒ نے میری بات سن کر سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ مولوی صاحب ضرور کہا کریں' یہ حضرتؒ کے الفاظ ہیں' تو میں نے کہا' الحمدللہ ہم کو تو شیخ کی سند مل گئی' اس لئے ہم کہتے ہیں اور الحمدللہ نفع بھی ہوتا ہے' اور بہت سے لوگوں کو فائدہ بھی ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ تنبیہ ہو جاتی ہے تو لوگ مان جاتے ہیں' اور اگر کوئی توجہ نہ دلائے تو خود بھی توجہ نہیں ہوتی۔ کبھی خود اتفاقاً توجہ ہو جائے تو الگ بات ہے۔ (واقعات و مشاہدات)

ایک اللہ والے کی نصیحت

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی نقشبندی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے حالات میں حضرت کے خادم خاص سید حشمت علی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

داڑھی نہ رکھنے کی سنت کی خلاف ورزی کرنیوالے کے بہت ہی خلاف تھے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ

داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ اس کے سنت موکدہ ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے اور دنیوی خیال سے بھی داڑھی منڈانے میں کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ایک گناہ بے لذت ہے اور اس میں سب سے بڑی خرابی اللہ ورسول کی نافرمانی اور ناراضگی ہے۔ دوسرے گناہ تو وقتی ہوتے ہیں لیکن یہ گناہ ایسا ہے کہ آدمی چوبیس گھنٹہ اس گناہ کا مرتکب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ سونے کی حالت میں بھی۔ اس میں روپیہ پیسہ کا بھی اسراف ہے اور وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مرد کا جمال داڑھی سے ہے اور عورت کا جمال سر کے بالوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ہر نر کو مادہ پر ایک طرہ امتیاز بخشا ہے۔ مور کی دم خوبصورت ہوتی ہے مورنی کی نہیں، شیر کی گردن پر ایال ہوتے ہیں شیرنی کے نہیں۔ اسی طرح یہ داڑھی مردانہ امتیاز اور مردانہ جمال ہے۔ مزید یہ کہ داڑھی منڈے آدمی کا جب تک نام نہ پوچھو، یہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ ہندو ہے، عیسائی ہے یا مسلمان ہے۔ اس لئے حضرت رحمہ اللہ کی شرائط بیعت میں داڑھی سنت کے مطابق (ٹھوڑی کے نیچے سے ایک مٹھی یا چار انگشت اور طرفین میں بھی اسی قدر) رکھنا لازمی تھا۔ اور بحمد اللہ ہزاروں بندگان خدا نے اس گناہ سے توبہ کی اور داڑھی کی

سنت پوری کر کے ماشاء اللہ سو شہیدوں کا اجر حاصل کیا۔

جس طرح شناختی کارڈ بنوانا ضروری ہے اسی طرح شناختی چہرہ بھی بنانا ضروری ہے تاکہ دنیا میں مسلمانوں کا تشخص ظاہر ہو اور قبر میں فرشتے بھی پہچان لیں اور قیامت کے دن سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی شفقت و شفاعت نصیب ہو۔ ورنہ کہیں چہرہ دیکھ کر خدانخواستہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پھیر لیا یا حوض کوثر پر دھتکار دیا تو کیا ہوگا؟ کہاں ٹھکانہ ہوگا؟ (برکات غوریہ)

دین دار حضرات کی خدمت میں

عارف باللہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں، کہ وہ مرد نہایت بے غیرت ہے جو عورتوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے اہل خانہ کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ ان کے کلیجے منہ کو آ جاتے ہیں تو وہ پچھتاتی ہیں خصوصاً جب کہ داڑھی والا، نمازی جس کی اشراق و تہجد قضا نہ ہو جب یہ مارتا ہے ڈانٹتا ہے اور بے جا تکلیف دیتا ہے تب اس کے دل میں یہی آتا ہے کہ اس سے اچھا تو وہ پتلون والا ہے جو اپنی بیوی کو آرام سے رکھتا ہے جب پڑوس میں دیکھتی ہے کہ ایک پتلون والا اپنی بیوی سے نہایت اچھے سلوک سے پیش آتا ہے تو اس کے دل سے آہ نکل جاتی ہے کہ یا اللہ اس سے اچھا تو وہ ہے۔ کاش کہ یہ داڑھی والا مجھے نہ ملا ہوتا۔ اپنے بُرے اخلاق سے ہم اپنی داڑھیوں سے انہیں نفرت دلاتے ہیں۔ داڑھی رکھنے کے بعد، صالحین کی وضع کے بعد روزہ نماز کے بعد، اللہ والوں سے تعلق کے بعد ہماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے تاکہ ان کو دین کا شوق بھی پیدا ہو۔ اپنی بیویوں سے اتنے اچھے اخلاق سے پیش آئیے کہ وہ سارے محلہ میں کہیں کہ ارے کسی اللہ والے سے تم نے شادی کی ہوتی، کسی نمازی اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے سے تم نے نکاح کیا ہوتا۔ ایسے اخلاق سے پیش آئیے کہ وہ آپ کی داڑھی کا "پرچار" کرے۔ غرض میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جنہوں نے اپنی بیویوں کو ستایا وہ ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہوئے کہ کچھ بیان نہیں کرسکتا۔ اللہ پاک ہم سب کو حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

داڑھی

کے احکام وآداب

داڑھی منڈوں کے لئے قیامت میں پریشانی

حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر پر پانی پلا رہے ہوں گے ایک قوم حوض کوثر پر آنا چاہے گی لیکن فرشتے انہیں روک دیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے یہ تو میری امت کے لوگ ہیں ان کو آنے دو لیکن فرشتے عرض کریں گے کہ یہ "بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امتی نظر آ رہے ہیں مگر یہ بدعتی ہیں اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ "جن لوگوں نے میرے بعد میرا لایا ہوا دین تبدیل کر دیا انہیں دور ہٹاؤ۔ دور ہٹاؤ فرشتے ہٹا دینگے۔

داڑھی منڈے ابھی سے سوچ لیں کہ خدانخواستہ ان کی شکل دیکھ کر ہی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ انہیں دور ہٹاؤ دور ہٹاؤ۔ لے جاؤ جہنم میں تو کیا بنے گا؟

داڑھی سنوارنے اور درست کرنے کا حکم

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال منتشر اور پراگندہ تھے آپ نے ان کو سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوارنے اور درست کرنے کا حکم دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ سر اور داڑھی کے بالوں سے بے پرواہی برتتے ہیں۔ غبار آلود پراگندہ ہوئے چھوڑے رہتے ہیں۔ سنجیدگی کے خلاف ہے۔ اعتدال تو یہ ہے کہ نہ فیشن اور سنگار میں رہے اور نہ بالکل بے پرواہ جانور کی شکل بنائے کہ لب کے بال ہونٹ سے بڑھ رہے ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں، ایسی حالت اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بعض فقراء اس کو زہد سمجھتے ہیں سو سن لیجئے کہ خلاف سنت طریقہ سے زہد نہ مطلوب نہ محمود ہے اور نہ باعث ثواب ونجات ہے۔

پانی لگا کر داڑھی سنوارنا

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی مبارک میں ہر دن پانی لگا کر سنوارا کرتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۶)

پانی لگا کر سنوارنے اور کنگھی کرنے میں بال کم ٹوٹتے ہیں۔ اور سہولت ہوتی ہے۔ اس لئے آپ نے ایسا کیا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت سر میں تیل لگاتے اور داڑھی کو پانی سے سنوارتے۔ (شعب الایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی میں پانی اور سر میں تیل لگا کر سنوارے۔

داڑھی میں خوشبو لگانا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشک سر اور داڑھی میں لگاتے۔ (ابویعلی، مرقات صفحہ ۴۶۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں بہترین خوشبو آپ کو لگاتی یہاں تک کہ خوشبو کا نشان آپ کے سر اور داڑھی میں ہوتا۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۸۱)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آپ تیل یا زعفران داڑھی میں لگانا چاہتے تو اولاً ہاتھ پر رکھتے۔ پھر داڑھی پر لگاتے۔ (مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۶۵)

یعنی بائیں ہاتھ میں رکھ کر دائیں ہاتھ سے لگاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیل یا عطر وغیرہ داڑھی پر ملنا اور لگانا درست ہے مگر خوشبو کو چہرے پر ملنے سے منع کیا گیا ہے کہ چونکہ اس میں تزئین ہے۔

داڑھی کو زعفران سے زرد کرنا

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زعفران اور ورس سے داڑھی کو زرد فرماتے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۳ صفحہ ۵۴۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی میں زعفران لگا سکتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ اس کی بو کا احساس ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ آپ نے مردوں کو زعفران سے منع فرمایا ہے۔ جس سے رنگین ہونے کا احساس ہو۔ خضاب کے طور پر ہلکی زردگی درست ہے۔

داڑھی میں تیل کس طرح لگائے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب داڑھی میں تیل لگاتے تو اولاً ریش بچہ میں لگاتے۔ (نسائی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

فائدہ: ریش بچہ یعنی نچلے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں اس میں اولاً لگاتے اور جب سر مبارک میں تیل لگاتے تو اولاً پیشانی کے مقابل وسط سر (تالو) میں لگاتے۔ (نسائی)

غم ورنج کے وقت داڑھی پکڑنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھوں سے پکڑتے۔ (مجمع جلد ۶ صفحہ ۱۴۲)

فائدہ: آپ کے غمگین اور رنجیدہ ہونے کی علامت ہوتی کہ داڑھی مبارک کو دست مبارک سے پکڑ لیتے۔

ریش بچہ کا رکھنا سنت' منڈانا بدعت ہے

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ آپ کے ریش بچہ کے کچھ بال سفید تھے۔ (مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ریش بچہ (ٹھوڑی) کے سفید بال کو شمار کرلوں (کم تھے شمار کیئے جاسکتے تھے)۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریب ۱۷' ۲۰ بال آپ کے ریش بچہ کے سفید تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۸)

یعنی نیچے کے ہونٹ کے بال یا ٹھوڑی اور نیچے کے ہونٹ کے درمیان کے بال ہیں۔ (دلائل النبوۃ)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریش بچہ نیچے کے ہونٹ کے بال کا کاٹنا اور مونڈنا' خلاف سنت ہے۔ شاہ عبدالحق دہلویؒ صراط مستقیم میں فرماتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ریش بچہ منڈانے والے کو مردود الشہادۃ قرار دیتے تھے۔ (تنویر الشعور صفحہ ۲۱)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی فیض الباری میں ہے۔ اس کا مونڈنا بدعت ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۲۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ریش بچہ کو مونڈ دیتے ہیں وہ خلاف شرع کرتے ہیں۔ یہ داڑھی میں داخل ہے اس کا مونڈنا داڑھی کے ایک جز کا مونڈنا ہے۔ جو ناجائز اور حرام ہے۔

داڑھی کے بالوں کا زیادہ لمبا ہونا مذموم ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا۔ جس نے داڑھی چھوڑ رکھی تھی۔

کہ اچھی لمبی ہوگئی آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مٹھی سے جو نیچے ہو اسے کاٹ دے۔ اس نے کاٹ دیا آپ نے فرمایا اس طرح کیوں چھوڑ دیتے ہو کہ درندہ کی طرح ہو جاؤ۔ (عمدہ)

یعنی جس طرح درندے بال کاٹتے اور تراشتے نہیں اسی طرح تم نے یہ شکل کیوں اختیار کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کی لمبائی مذموم ہے۔ اور ایک مشت سے زیادہ کاٹا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کاٹنا خلاف سنت ہوتا تو حضرت عمر فاروقؓ ہرگز نہ کٹواتے۔ لہٰذا جو لوگ ایک مشت سے زائد کو کاٹنا ممنوع قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اعفاء کے خلاف ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ خود حضرت ابن عمرؓ سے بھی ایک مشت سے زائد کاٹنا صحاح سے ثابت ہے۔

داڑھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کم کرنا مسنون ہے

حضرت عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی مبارک کو طول و عرض سے کم کیا کرتے تھے۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۰، مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۱، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۱)

داڑھی کے بال جب زیادہ لمبے اور بڑھ جاتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے طول اور عرض سے کم کر دیتے تھے اگر کم کرنا اعفاء کے خلاف ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے۔

اس کی حد کہ جس مقدار سے زائد کاٹا جائے ایک مشت ہے۔ جو حضرت ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر مشت کی حد نہیں ہوتی تو حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے اختیار نہ کرتے حضرت ابن عمرؓ ایک مشت سے جو بڑا ہوتا اسے کاٹ دیتے حضرت ابن عمرؓ کا متبع و شیدائے سنت ہونا مشہور اور معلوم ہے اسی سے احناف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک مشت کو معیار مانا ہے۔ اور اس سے کم کونا جائز قرار دیا ہے۔

لمبی داڑھی کے کم کرنے میں حضرات صحابہ کرام و تابعین کرام کا طرز عمل

لمبی داڑھی کا چھوٹا کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہم وتابعینؒ سے ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حج وعمرہ کے موقع پر سر کا حلق کراتے تو داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے پھر ہر چہار جانب سے برابر کرنے کا حکم دیتے۔ (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے اور جو مقدار زائد ہوتی اسے کاٹنے کا حکم دیتے۔ داڑھی کو ہر طرف سے برابر کرتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ داڑھی کو پکڑ لیتے پھر جو مقدار مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔ (بیہقی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے "اعفاء لحیہ" کی بھی روایت ہے کہ اگر ایک مشت سے زائد کاٹنا اعفاء کے خلاف ہوتا تو ہرگز ان سے عمل نہ ہوتا۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک مشت سے زیادہ ہونے پر کاٹنا یہ علامت ہے کہ ایک مشت سے کم پر کاٹنا درست نہیں۔ اور انہوں نے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سمجھا ہوگا چونکہ ان حضرات کا کوئی فعل وعمل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ حج وعمرہ کے موقع پر داڑھی کم کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت حسنؒ مٹھی سے زائد لمبی داڑھی کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہرے کی جانب داڑھی کو کچھ کاٹ دیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت قاسمؒ جب سر کا حلق کراتے تو داڑھی اور لبوں کو درست کراتے۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت ابراہیم نخعیؒ ہر جانب سے داڑھی کو کاٹ کر برابر کیا کرتے تھے۔ (شعب الایمان)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ لمبائی اور چوڑائی سے داڑھی کو کاٹا کرتے تھے تاکہ زیادہ لمبی نہ ہو جائے۔ (فتح الباری)

حضرت سالم بن عبداللہؒ احرام سے قبل داڑھی اور لب درست فرماتے تھے۔

موطا امام مالکؒ حضرت عطاءؒ سے داڑھی کا کم کرنا منقول ہے۔ (فتح جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ داڑھی کو لمبائی سے کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۷۶)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک تنبیہ

حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک شخص کی داڑھی بڑھی دیکھی تو اسے کھینچنے لگے اور حکم دیا کہ مشت سے جو زائد ہو اسے کاٹ دو۔ (عمدۃ القاری جلد ۹۹ صفحہ ۴۷)

فائدہ: قاضی عیاض مالکیؒ کا قول حافظؒ نے نقل کیا ہے کہ اگر داڑھی بڑی لمبی ہو جائے تو طول اور عرض سے کم کر دینا مستحسن ہے۔ اگر اس مقدار میں بڑی ہو جائے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے تو مکروہ ہے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰)

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ داڑھی اگر قبضہ (مشت بھر) سے زائد ہو جائے تو اس کا کاٹنا کم کرنا۔ اعفا (جس کا آپ نے حکم دیا ہے) کے خلاف نہیں۔

آپ نے اس طرح کم کرنے اور کاٹنے سے منع کیا ہے جو عجمیوں کا طریقہ ہے۔ یعنی خشخشی کرنے سے، داڑھی ایک مٹھی سے زائد ہو جائے یا اتنی لمبی ہو جائے کہ اس کی لمبائی لوگوں میں مشہور ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مرقات جلد ۵ صفحہ ۴۶۳)

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ طول و عرض میں جب کہ زیادہ لمبی ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عمدۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

اس کے برخلاف نوویؒ کی رائے یہ ہے کہ داڑھی چھوڑ دی جائے جتنی بھی بڑھے کہ کاٹنا اعفاء کے خلاف ہے۔ اسی کا جواب ملا علی قاریؒ نے دیا ہے کہ کم کرنا اعفاء کے خلاف نہیں۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے داڑھی کا کم کرنا ثابت ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۴۷)

حضرت ابن عمرؓ کا کاٹنا اور ایک مٹھی سے کم کرنا دلیل ہے کہ ضرور آپ سے یہ ثابت ہے، اور سنت ہے۔ اگر خلاف سنت ہوتا تو حضرت ابن عمرؓ جو شیدائے سنت تھے اور ان کا اہتمام سنت اہل علم کے نزدیک مشہور ہے ہرگز مٹھی سے زائد نہ کاٹتے۔

مقدارِ شرعی سے زائد داڑھی

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ داڑھی کا زیادہ لمبی ہونا خفت اور نقصان عقل کی بات ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ''کلما طالت لحیته نقص عقله'' داڑھی جس قدر لمبی ہوگی اسی قدر عقل کم ہوگی۔ (جلد۴ صفحہ۴۶۳)

یعنی ایک مشت سے زائد پر۔ احیاء میں ہے کہ ابو عمر ابن عبد العلاء رحمہ اللہ نے کہا کہ جس کو تم لمبے قد اور سر والا اور بڑی داڑھی والا دیکھو تو اس پر بے وقوفی کا حکم لگاؤ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ آدمی بھی لمبا ہو اور اس کی داڑھی بھی لمبی ہو تو اس کی حماقت ظاہر ہے۔ (جلد۲ صفحہ۴۴۴)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کو چھوڑ دینا کہ وہ بڑی اور لمبی ہو جائے بہتر نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ طول و عرض میں بڑی ہو جائے تو کاٹنا کم کرنا مستحسن ہے۔ (جلد۱۰ صفحہ۳۵۰)

شرح احیاء میں امام مالکؒ نے بھی داڑھی کے زائد لمبی ہونے کو مکروہ قرار دیا ہے (جلد۲ صفحہ۴۱۹)

داڑھی کے سفید بالوں کو چننا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سفید بال مت چنو یہ مسلمان کا نور ہے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن کا نور ہے۔ (آداب بیہقی صفحہ۳۸۶)

عمرو بن شعیبؒ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بال مت چنو۔ یہ مسلمانوں کا نور ہے جس کے سفید بال اسلام کی حالت میں ہوئے ہوں۔ خدائے پاک اس کی وجہ سے نیکی لکھے گا۔ گناہ معاف فرمائے گا۔ درجے بلند کرے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۸۲)

سفید بال وقار ہے

حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے داڑھی میں سفید بال دیکھا

وہ حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ دیکھا تو خدائے تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ میرے وقار میں زیادتی فرما۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۵)

فائدہ: شرح احیاء میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی داڑھی کے سفید بال پر فرشتہ نے کہا اللہ پاک نے آپ کو زمین و آسمان والوں پر عظمت بخش دی ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۴۲۵)

ان فضائل مذکور کے پیش نظر داڑھی سے سفید بالوں کو چننا مکروہ قرار دیا ہے۔ کہ نور اسلام ضائع کرنا ہے آپ نے اسے پسند نہیں کیا۔ ملاعلی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو چننا مکروہ سمجھتے تھے۔ (مرقات جلد ۳ صفحہ ۴۲۹)

خوش نمائی اور اچھا لگنے کے لئے سفید بالوں کا چننا جیسا کہ آج کل بعض لوگوں کا مزاج اور عادت ہے ملاعلی قاریؒ نے اسے مکروہ اور ناپسندیدہ کہا ہے۔ چونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے ایک آدھ بال کبھی اتفاقاً چن لئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ (ردالمحتار)

داڑھی کے چند مکروہات

سیاہ خضاب کا استعمال (البتہ غازی اور مجاہد کیلئے فقہاء کرام نے اجازت دی ہے) (شامی)

بزرگ بننے اور ظاہر کرنے کی نیت سے زرد یا سرخ خضاب کرنا تاکہ لوگ نیک سمجھیں ہاں اگر اتباع سنت کے پیش نظر ہو تو پھر قباحت نہیں۔

گندھک یا اور کسی چیز سے بالوں کو سفید کرنا تاکہ معمر اور بزرگ معلوم ہو۔ پیری کی وجہ سے لوگوں میں اعزاز ہو۔

شروع عمر میں جب داڑھی کے بال اگنے لگیں۔ تو بالوں کو اکھاڑنا تاکہ جلد داڑھی والے نہ ہو جائیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ اور قاضی ابن ابی لیلیٰؒ نے ایسے شخص کی گواہی رد فرما دی جو داڑھی کے بال اکھاڑا کرتا تھا۔ شرح احیاء میں ہے کہ یہ کبائر منکرات میں سے ہے۔

سفید بالوں کو چننا اس سے قبل سفید بالوں کی اہمیت اور افضلیت معلوم ہو چکی ہے یہ زینت اور وقار ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کے اضافہ کی دعا فرمائی حدیث پاک میں اسے نور فرمایا گیا ہے۔ شرح احیاء میں ہے کہ سفید بالوں کا چننا نور خداوندی سے اعراض کرنا ہے۔

داڑھی کواس طرح کترنا کہ تہہ بہ تہہ معلوم ہواور عورتوں کو بھلا لگے مکروہ ہے۔

داڑھی کو کترنا اور خشخشی کرنا۔ نمائش اور تفاخر کے طور پر۔ اچھا معلوم ہونے کیلئے کنگھی کرنا۔ زہد تقویٰ اور بزرگی ظاہر ہونے کیلئے بالوں میں کنگھی نہ کرنا۔ بالوں کو پراگندہ چھوڑ دینا (جیسا کہ سادھولوگ کرتے ہیں)

داڑھی کی سیاہی یا سفیدی کو فخر یا غرور کے طور پر دیکھنا۔

داڑھی باندھنا یا گوندھنا۔ تاکہ خوبصورت معلوم ہو۔

ان امور کو حافظؒ نے فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰ علامہ نوویؒ نے شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ علامہ زبیدیؒ نے شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۴۲۶ میں ذکر کیا ہے۔

داڑھی کے بالوں کا شرعی حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت (حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں۔

(1) لبوں کو کتروانا (2) داڑھی کا چھوڑ دینا اور بڑھنے دینا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

فائدہ: فطرت حضرات انبیاءؑ کی سنت کو بھی کہتے ہیں۔ اور دین کو بھی کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض روایت میں فطرت کے بجائے سنت کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۹)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ (اسے بڑھنے دو کاٹو مت)۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۴۷)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ داڑھیاں بڑھاؤ۔

فائدہ: تمام انبیاءؑ نے خواہ نسل ابراہیمی سے ہوں یا اس سے قبل کے داڑھیاں رکھی ہیں کسی نبی نے نہ داڑھی منڈائی ہے نہ خشخشی داڑھی رکھی ہے جیسا کہ بعض اہل عرب رکھتے ہیں۔

تمام ائمہ محدثین فقہاء مجتہدین ائمہ اربعہ اور غیر اربعہ داڑھی کو واجب قرار دیتے ہیں کسی نے بھی نہ مونڈنے کی نہ خشخشی رکھنے کی اجازت دی ہے۔

داڑھی مرد کے لئے باعث زینت ہے۔ (جس طرح بالوں کی چوٹیاں عورتوں کیلئے باعث زینت ہیں)۔ (ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۵)

داڑھی کا بڑھنے دینا یہ فطرت ہے اور اس کا مونڈنا تخلیق خداوندی کو بگاڑنا ہے اور خدا کی پیدا کردہ صورت کو بگاڑنا درست نہیں۔ چنانچہ مردود ابلیس نے گمراہ کرنے کے متعلق کہا ہم ان کو حکم دیں گے کہ وہ خلقت خداوندی کو بگاڑا کریں۔ ''وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ'' (سورۃ النساء)

افسوس کہ آج لوگوں کو مردود مغربی اور مشرکانہ تہذیب کی وجہ سے خدا کے خلق جمال وزینت سے نفرت ہوگئی ہے۔ حضرات انبیاءؑ کی موکد سنت کو چھوڑ رہے ہیں۔ داڑھی شعائر اسلام میں سے ہے۔ شعائر اسلام سے ہٹ کر شعائر کفر اختیار کر رہے ہیں جو بالکل درست نہیں۔

بڑے خوف وخطرہ کی بات ہے ایک محبوب سنت اور شرعی حکم کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت جو ہر مؤمن کیلئے واجب ہے اور قیامت کے دہشت ناک خوف ناک وقت میں عظیم دولت ہوگی۔ اس سے محروم ہونے کا سبب اختیار کر رہے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ (شمائل کبریٰ)

داڑھی کے سلسلے میں دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال

اہل حدیث علماء ظاہر کا مسلک

ان کے یہاں بھی داڑھی کا رکھنا فرض ہے ابن حزم صاحب محلی لکھتے ہیں ''فرض قص الشارب واعفاء اللحیۃ'' (جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

ترجمہ: ''لب کترنا' داڑھی بڑھانا فرض ہے۔''

علامہ شوکانیؒ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں: ''وکان من عادۃ الفرس قص اللحیۃ فنھی الشارع من ذالک وامرنا اعفائھا''

ترجمہ: ''مجوسی داڑھی کترتے تھے اسی وجہ سے آپ نے منع کیا اور اسکے چھوڑے رکھنے کا حکم دیا۔''

حنبلی مسلک

حنبلی مسلک میں بھی داڑھی مونڈنا اور کترانا حرام لکھا ہے۔ ان کی مشہور کتاب الاقناع میں ہے: ''ویحرم حلقها'' ترجمہ: ''داڑھی مونڈنا حرام ہے''

شیخ تقی الدین حنبلی رحمہ اللہ بھی مونڈنا حرام قرار دیتے ہیں۔ ان کا معتمد مسلک یہ ہے کہ مونڈنا حرام ہے (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

شافعی مسلک

امام شافعیؒ نے کتاب الام میں مونڈنے کو حرام قرار دیا ہے۔ (جواہر الفقہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

داڑھی مونڈنا بالاجماع ناجائز اور حرام ہے۔ علامہ محمودؒ لکھتے ہیں:

خلق اللحیة محرما عند ائمة المسلمین المجتهدین ابی حنیفة ومالک والشافعی واحمد وغیرهم۔'' (داڑھی اور انبیاء کی سنتیں)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی مونڈنا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ائمہ عظام اور اولیاء کرام کے خلاف ہے۔ خدائے پاک ایسی مخالفت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ (آمین) (شمائل کبریٰ)

خشخشی داڑھی ناجائز ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کے بالوں کے متعلق حکم دیا کہ اسے چھوڑے رکھو۔ خود آپ کی داڑھی مبارک اتنی گھنی تھی کہ سینے مبارک پر آجاتی تھی۔ جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک داڑھی میں خلال فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت انسؓ کی روایت ابوداؤد میں ہے۔ آپ وضو فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لیتے اور خلال فرماتے۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۹)

ظاہر ہے کہ خشخشی داڑھی میں یہ بات نہیں ہوسکتی اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی چھوٹی ایک مشت سے کم نہیں ہوتی تھی۔ آپ داڑھی مبارک کو ایک مشت سے

زائد پر بھی کاٹ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ترمذی میں بروایت عمرو یہ حدیث گزری کہ آپ داڑھی کو طول و عرض سے کم کیا کرتے تھے۔ اسی سنت پر حضرت ابن عمرؓ جو عاشق سنت تھے عمل پیرا تھے۔ چنانچہ بخاری شریف کی یہ روایت بھی گزری کہ حج عمرہ کے موقع پر اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے جو حصہ زائد ہوتا اس کو کاٹ دیتے۔ (جلد ا صفحہ ۸۷۵)

اسی طرح مختلف صحابہؓ کا بھی یہ عمل تھا جس میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی ہیں اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ داڑھی کے بالوں کو ایک مٹھی سے کم کرنا درست نہیں۔

امام محمدؒ کا قول امام محمدؒ اپنی مشہور کتاب کتاب الآثار میں لکھتے ہیں۔ "سنت ایک مٹھی کی قدار ہے اس طرح کہ داڑھی مٹھی میں لے اور جو زائد ہو اسے کاٹ دے۔ (شامی جلد ۶ صفحہ ۴۰۷)

خشخشی

داڑھی قوم لوط کی عادت تھی

حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' قوم لوط میں دس عادتیں تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ ہلاک کیے گئے۔ اس میں سے ایک "قص للحیہ" داڑھی کا کاٹنا اور تراشنا بھی تھا۔ (درمنثور جلد ۵ صفحہ ۶۴۴)

خشخشی

داڑھی قیامت کی علامت ہے

حضرت کعبؒ فرماتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جو داڑھی کو کبوتر کی دم کی طرح چھاٹے گی۔ یعنی چھوٹی کرے گی۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۴۲۶)

خشخشی

داڑھی کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا

ابن ہمامؒ اور علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ داڑھی کو ایک مٹھی سے کم جیسا کہ بعض مغربی علاقے کے لوگ کرتے ہیں۔ اس کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمہ اللہ نے بھی ایک مشت سے کم پر داڑھی کاٹنے کو حرام قرار دیا ہے۔ (صفحہ ۱۲۲)

علامہ سنامی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ ایک مشت جو مقدار مسنون ہے۔ اس سے داڑھی کم نہ کرائے۔ (نصاب الاحتساب صفحہ ۱۲۲)

اس سے معلوم ہو گیا کہ خشخشی داڑھی شرعی داڑھی نہیں ہے۔ اور جو بعض اہل عرب میں رائج ہے۔ سو یہ شرع اور سنت سے ثابت نہیں ہے اور خلاف سنن و شریعت رواج کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (شمائل کبریٰ جلد دوم)

داڑھی منڈانے کے بارے میں روایت

مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں ایک مصری عالم سے ملاقات ہوئی (وہ داڑھی منڈاتے تھے) ان سے میں نے پوچھا (یہ سوچ کر کہ عالم آدمی ہیں شاید کہیں کوئی روایت اس سلسلے میں ان کی نظر سے گزری ہو) آپ داڑھی کیوں منڈاتے ہیں' کیا یہ ثابت ہے کسی روایت سے؟ انہوں نے کہا کہ تو کیا بڑی بڑی مونچھیں رکھ کر شیطان جیسی شکل بنائیں' میں نے کہا کہ داڑھی رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی شکل کیوں نہیں بناتے داڑھی منڈا کر شیطان جیسی صورت کیوں بناتے ہو؟ بس خاموش ہو گئے اور کہا نظافت (صفائی ستھرائی) کیلئے منڈاتے ہیں۔ میں نے کہا "اِنَّ اللّٰهَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ"

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نظیف ہے (نظافت پاکیزگی) کو پسند کرتا ہے۔

اور نظافت کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رکھی ہیں اور داڑھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی۔ پس داڑھی رکھنا نظافت ہے نہ کہ اس کا منڈانا' کیا یہ داڑھی منڈانے میں نظافت ہے۔

ایک مشت سے زائد داڑھی میں افضل کیا ہے؟

سوال۔ حضرت داڑھی میں افضل کیا ہے؟ ایک مشت سے زیادہ لینا یا چھوڑ دینا؟

جواب۔ دونوں قول ہیں۔ ایک قول ایک مشت سے زیادہ کو کٹا دینا مسنون

ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مسنون نہیں۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۴)

سوال۔ ہمارے اکابر کا معمول کیا تھا؟

جواب۔ تھوڑی سی بڑھ جاتی تو کچھ مضائقہ نہ سمجھتے تھے زیادہ نہیں بڑھنے دیتے تھے۔

داڑھی منڈے کی اذان کا اعادہ

ارشاد فرمایا کہ یہاں دیوبند میں ایک شخص ہے جو محکمہ پولیس میں ملازم تھا اور داڑھی منڈایا کرتا تھا مگر اذان کا بڑا شوق ایک مرتبہ اس نے اذان دی تو میں نے اذان کا اعادہ کرایا اس کے بعد اس کی ہمت اذان دینے کی نہ ہوئی۔ البتہ اس کو داڑھی رکھنے کی توفیق ہو گئی۔

داڑھی منڈانا کٹانا گناہ میں برابر ہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت ایک آدمی داڑھی کٹاتا ہے دوسرا منڈاتا ہے ان میں کون زیادہ گناہ گار ہے۔

جواب۔ فرمایا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص دو تولہ پاخانہ کھائے اور دوسرا چھٹانک، یعنی منڈانے والے زیادہ گناہ گار ہیں۔

گناہ سے دنیوی نقصان بھی ہوتا ہے

ایک داڑھی منڈے شخص نے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ کاروبار کی ترقی کیلئے دعا فرما دیں، اس پر ارشاد فرمایا کہ آپ تو کاروبار کرتے ہی نہیں، اگر کوئی شخص دن بھر محنت مشقت برداشت کر کے کچھ کمائے اور جو آمدنی ہو اس کو دریا میں، آگ میں پھینک دے تو اس کو کاروبار کرنا نہیں کہتے، آپ کے چہرے پر حق تعالیٰ نے داڑھی کے بال اگائے آپ نے ان کو کاٹ کر پھینک دیا، یہ کوئی کاروبار ہے۔ داڑھی رکھئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

فائدہ۔ ایک مشت تک داڑھی رکھنا واجب ہے، ایک مشت سے کم کٹانا یا منڈانا حرام ہے، البتہ ایک مشت سے زائد کو کتر دینا مستحب ہے۔ (کذا فی الدر المختار علی ہامش الشامی)

ریش بچہ کے طرفین کے بال منڈانا

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نائی سے حجامت بنوا رہے تھے' مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا میں اپنی معلومات کیلئے ہدایت و اصلاح کیلئے دریافت کرنا چاہتا ہوں' یہ بال (یعنی ریش بچہ کے دونوں طرف کے) منڈانا کیسا ہے؟

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا بہت اچھا ہوا تم نے بتلا دیا' میرے یہاں پر بال اگے ہی نہیں آجاؤ' دیکھ لو ہاتھ پھیر کر پھر فرمایا کہ میں ایک دفعہ ہردوئی گیا وہاں ان سے پوچھا کہ آپ اتنا تشدد کیوں کرتے ہیں' منع کرتے ہیں' ناجائز بتلاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کٹانے منڈانے کا کوئی ثبوت بھی نہیں' میں نے کہا سلب کلی کا دعویٰ بغیر استقراء تام کے معتبر نہیں' آپ نے سالبہ کلیہ بول دیا کہ کہیں ثبوت نہیں۔ یہ کیسے کہہ دیا؟ اس پر انہوں نے کہا' ثبوت کہاں ہے؟ میں نے کہا اچھا اپنے جد امجد (حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ) کی کتاب شرح سفر السعادۃ منگایئے اس میں لکھا ہے کہ کٹانے میں حرج نہیں (حلق طرفین عنفقہ لاباس بہ است' شرح سفر السعادۃ) ص ۴۹۵۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی بیاض اشرفی میں ایسا ہی لکھا ہے۔ (ملفوظات مفتی محمود حسن گنگوہیؒ)

داڑھی کی حد

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ جہاں قبر میں ہماری نعش اتری' پھر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اور سیرت پر حساب و فیصلہ ہوگا۔ نبی والی صورت لے کر آئے ہو یا اہل مغرب اور یورپ والوں کی شکل' اگر نبی والی شکل نہ ہوگی تو پوچھا جائے گا' تم نے نبی والی کیوں نہ بنائی کیا تمہیں کافروں' یہودیوں اور عیسائیوں والی شکل اچھی معلوم ہوتی تھی۔ کیا تم کو اتنی بھی خبر نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی رکھتے تھے اور سارے نبی رکھتے تھے۔ اس کو تم جنگل کہتے تھے کہ یہ جنگل کون لگائے چہرے پر۔ بھائی یہ شاہی باغ رسول اللہ کا باغ ہے تم اس کو جنگل کہتے تھے۔ اس پر استرہ پھیرنا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کو تراشنا اور مٹانا ہے اور

ایک مشت یہ سرکاری حد ہے' اس سے ذرا بھی کم کرنا جرم ہے کہ یہ پلاٹ ہے جیسے مکان کا پلاٹ متعین ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پلاٹ کی حد بندی کردی ہے۔ جمعرات کے دن' ہفتہ میں ایک دن جو حصہ بڑھ جاتا تھا اس کو کاٹتے تھے اور اس طرح پکڑ لیتے تھے کہ آگے نہ کٹ جائے۔ سید الانبیاء نے حد بندی کردی ہے۔ حد بندی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے ہوئی ہے۔ اب اگر آگے کاٹتے ہو تو سمجھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک کاٹ رہے ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی کررہے ہو۔ میرے بھائی' مرنے سے پہلے پہلے اپنی حالت کو درست کرلو۔

داڑھی والوں کا احترام

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

ایک صاحب ہیں میرے کرایہ دار ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کے بھتیجے ہیں۔ ستر برس عمر ہے۔ ان کی شرعی داڑھی بھی ہے۔ کہنے لگے کہ صاحب' جب میں بس میں کھڑا ہوتا ہوں تو غریب سے غریب پٹھان' جو بھی ہو' آؤ چچا' بیٹھو۔ خود سیٹ سے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ مجھ سے عمر دراز لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ ۸۰ پچاس برس کی عمر ہوتی ہے' ان کی وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس رہتے ہیں۔ داڑھی مونڈ کر خود سے بھتیجہ بنے رہتے ہیں۔

بھائیو! یہ صرف داڑھی کی برکت ہے کہ وہ داڑھی والا محترم بن جاتا ہے۔ دین و شریعت کے جو احکام ہیں ان پر ذرا آپ استقامت اور خلوص کے ساتھ عمل کر کے دیکھئے دنیا ہی میں اس کے کیسے کیسے برکات ظاہر ہوتے ہیں۔

داڑھی کا سفید بال

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ اگر داڑھی کا ایک آدھ بال سفید ہوجائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک آدھ ہے اسے نکال دو۔ مگر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' داڑھی کے سفید بال نہ نکالو۔ اس لئے کہ یہ مومن کا وقار ہے۔ تم اپنا وقار اپنے ہاتھوں سے گرا رہے ہو۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی)

داڑھی کے متعلق جدید اہم مسائل

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کو خدمات دینیہ کے مختلف شعبوں میں جو خداداد مقبولیت عطا فرمائی وہ دیندار حضرات کیلئے محتاج تعارف نہیں۔ ذیل میں مختلف حضرات کی طرف سے داڑھی کے متعلق سوالات اور حضرت کے تحریر فرمودہ جوابات دیئے جاتے ہیں۔ جن سے داڑھی کی اہمیت اور متعلقہ مسائل پر دینی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

داڑھی تو شیطان کی بھی ہے کہنے والا کیا مسلمان رہتا ہے؟

سوال۔ ہماری مسجد میں مستقل پانچ نمازوں کیلئے امام صاحب ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے، یعنی فجر اور عشاء میں غیر حاضر ہوتے ہیں۔ ان نمازوں میں انتظامیہ کے صدر صاحب اپنی مرضی سے کسی بھی شخص کو نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں، خاص کر فجر میں جبکہ وہ خود بھی بغیر داڑھی کے ہیں اور کبھی خود پڑھاتے ہیں، اذان و اقامت بھی خود کرتے ہیں، اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جن حضرات کو وہ نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں۔ یا تو وہ بغیر داڑھی کے ہوتے ہیں یا پھر داڑھی کتروانے والے صاحب ہوتے ہیں۔ جس پر میں نے اعتراض کیا کہ داڑھی کترنے، یعنی مشت سے کم یا بغیر داڑھی والے دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے جبکہ باشرع سنت کے مطابق داڑھی والے موجود ہیں اور دین کا علم بھی ہے تو پھر کوئی گنجائش نہیں۔ جن صاحب کو نماز پڑھانے سے منع کیا تھا کہ آپ کی داڑھی کتری ہوئی ہے، نماز پڑھتے وقت آپ کے ٹخنے بھی ننگے نہیں ہوتے، آپ نماز پڑھانے کے اہل نہیں تو ان صاحب نے جتنی داڑھی تھی وہ بھی یہ کہتے ہوئے کٹوادی کہ مجھے پہلے سے ہی داڑھی

والوں سے نفرت ہے اور اعلاناً داڑھی کٹوائی' صاف کر دی۔ اس شخص کیلئے اسلام میں کیا مقام ہے؟ اور یہ کہنا کہ داڑھی شیطان کی بھی ہے اور تم بھی شیطان ہو یعنی داڑھی والے شخص سے کہنا' ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے اور اسی تنازع کی وجہ سے جماعت ہو رہی ہوتی ہے اور کچھ لوگ صف میں کھڑے ہو کر جب امام تکبیر کہتا ہے الگ ہو جاتے ہیں' آیا ان کا الگ نماز پڑھنا درست ہے؟ نماز ہو جاتی ہے؟

جواب۔ اس سوال کے جواب میں چند امور عرض کرتا ہوں۔

اول۔ داڑھی منڈانا اور کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) تمام فقہاء کے نزدیک حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق اور گناہگار ہے۔

دوم۔ فاسق کی اذان واقامت اور امامت مکروہ تحریمی ہے یہ مسئلہ فقہ حنفی کی تقریباً تمام کتابوں میں درج ہے۔

سوم۔ ان صاحب کا ضد میں آ کر داڑھی صاف کرا دینا اور یہ کہنا کہ مجھے پہلے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے یا یہ کہ داڑھی تو شیطان کی بھی ہے۔ نہایت المناک بات ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے چوکا ہے' شیطان کسی مسلمان کے صرف گناہگار رہنے پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے کئے پر ندامت کے آنسو بہا کر سارے گناہ معاف کرا لیتا ہے۔ اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اسے گناہ کی سطح سے کھینچ کر کفر کی حد میں داخل کر دے' وہ گناہگار کو چوکا دے کر ابھارتا ہے اور اس کے منہ سے کلمہ کفر نکلواتا ہے۔

ذرا غور کیجئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو ایک حکم فرماتے ہیں کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں صاف کراؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم سن کر اگر کوئی شخص کہے کہ: مجھے تو داڑھی والوں سے نفرت ہے یا یہ کہے کہ داڑھی تو شیطان کی بھی ہے کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے؟ یا کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا جواب دے سکتا ہے؟ داڑھی والوں میں تو ایک لاکھ بیس ہزار (کم وبیش) انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے عظام رحمہم اللہ

بھی ان میں شامل ہیں' کیا ان سب سے نفرت رکھنے والا مسلمان ہی رہے گا؟

میں جانتا ہوں کہ ان صاحب کا مقصد نہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو رد کرنا ہوگا نہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ سے نفرت کا اظہار کرنا ہوگا بلکہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو غصے میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا' یا زیادہ صحیح لفظوں میں شیطان نے اشتعال دلا کر اس کے منہ سے نکلوا دیا لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کتنے سنگین ہیں اور ان کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس لئے میں ان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان الفاظ سے توبہ کریں اور چونکہ ان الفاظ سے اندیشہ کفر ہے اس لئے ان صاحب کو چاہئے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی بھی احتیاطاً تجدید کرلیں' فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

جن الفاظ کے کفر ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو ان کے قائل کو بطور احتیاط تجدید نکاح اور توبہ کا اور اپنے الفاظ واپس لینے کا حکم کیا جائے گا۔

چہارم۔ آپ کا یہ مسئلہ بتانا تو صحیح تھا لیکن آپ نے مسئلہ بتاتے ہوئے انداز ایسا اختیار کیا کہ ان صاحب نے غصے اور اشتعال میں آکر کلمہ کفر منہ سے نکال دیا گویا آپ نے اس کو گناہ سے کفر کی طرف دھکیل دیا' یہ دعوت' حکمت کے خلاف تھی۔ اس لئے آپ کو بھی اس پر استغفار کرنا چاہئے اور اپنے مسلمان بھائی کی اصلاح کیلئے دعا کرنی چاہئے' اس کو اشتعال دلا کر اس کے مقابلے پر شیطان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔

مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے کہنے والے کا شرعی حکم

سوال۔ میں ایک تقریب میں گیا تھا' وہاں ایک لڑکی کے رشتے کی بابت باتیں ہو رہی تھیں' لڑکی کی والدہ نے فرمایا کہ: یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے' اس لئے کہ لڑکے کے داڑھی ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ لڑکا آفیسر گریڈ کا ہے' تعلیم یافتہ ہے اور داڑھی تو اور بھی اچھی چیز ہے' اس زمانے میں راغب بہ اسلام ہے۔ تو فرمایا کہ مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے۔ آپ فرمائیں کہ داڑھی کی یہ تضحیک کہاں تک درست ہے؟ کیا ایسا

کہنے والا گناہگار نہیں ہوا اور اگر ہوا تو اس کا کفارہ کیا ہے اور گناہ کا درجہ کیا ہے؟

جواب۔ داڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا' داڑھی منڈے کیلئے ہلاکت کی بددعا فرمائی اور اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں فرمایا۔ اس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا منڈانا اور ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کاٹنا تمام ائمہ دین کے نزدیک حرام ہے۔

جو مسلمان یہ کہے کہ مجھے فلاں شرعی حکم سے نفرت ہے وہ مسلمان نہیں رہا' کافر مرتد بن جاتا ہے۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل سے نفرت کرے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ یہ خاتون کسی داڑھی والے کو اپنی لڑکی دے یا نہ دے مگر اس پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان کی اور نکاح کی تجدید کرنا لازم ہے۔

داڑھی کا جھولا بنے ہوئے کارٹون سے شعائرِ اسلامی کی توہین

سوال۔ اس خط کے ساتھ بندہ ایک کارٹون کو پن بھیج رہا ہے جس میں دو آدمیوں کے پاؤں تک داڑھیاں بنائی گئی ہیں اور دوسری جگہ اس کا جھولا بنا کر ایک بچی اس پر جھول رہی ہے۔ یہ کارٹون عام کرنے کیلئے مشہور ٹافیوں کے کارخانے نے ٹافیوں میں لپیٹ دیا ہے۔ ایک عام مسلمان کے یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شعائرِ اسلام کی یہ بے حرمتی اور بے عزتی اور پھر ایسے ملک میں جہاں اسلام اسلام کہتے تھکتے نہیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی قانون میں جو گندگی کے ڈھیر یعنی انگریزی قانون کا بدلا ہوا نام ہے' کوئی آرڈیننس موجود نہیں جو شعائرِ اسلام کو تحفظ دے سکے۔ ورنہ اس کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی۔ ہم افسوس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور اپنا کام صرف لکھنے اور بولنے تک محدود رکھتے ہیں کہ یہ بھی ایمان کا دوسرا درجہ ہے۔ لہٰذا میرے یہ جذبات قارئین تک پہنچائیں اور اگر کر سکیں تو اس کمپنی کے خلاف کارروائی کریں تاکہ پھر کوئی شعائرِ اسلام کا اس طرح مذاق نہ اڑائے۔

جواب۔ یہ اسلامی شعائر کی صریح بے حرمتی ہے' تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے نابکار شریروں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کیلئے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا فرض ہے کہ ان کے

خلاف انضباطی کارروائی کریں۔ شعائر اسلام کی تضحیک کفر ہے اور ایک اسلامی ملک میں ایسے کفر کی کھلی چھٹی دینا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

اکابرینِ امت نے داڑھی منڈانے کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے

سوال۔ اکابرین امت میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈوانے کو گناہ کبیرہ کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا؟

جواب۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ (ج ۴ ص ۲۲۳) میں لکھتے ہیں۔

داڑھی رکھنا واجب اور قبضے سے زائد کٹانا حرام ہے۔

نوٹ۔ یہاں قبضے سے زائد کٹانے سے مراد یہ ہے کہ جس کی داڑھی قبضے سے زائد ہو اس کو قبضے سے زائد حصے کا کٹانا تو جائز ہے اور اتنا کٹانا کہ جس کی وجہ سے داڑھی قبضے سے کم رہ جائے' یہ حرام ہے۔ اور صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں۔

ایک تو داڑھی کا منڈانا یا کٹانا معصیت ہے ہی مگر اوپر سے اصرار کرنا اور مانعین سے معارضہ کرنا' یہ اس سے زیادہ سخت معصیت ہے"۔ اور صفحہ ۲۲۲ پر لکھتے ہیں۔

حدیث میں جن افعال کو تغیر خلق اللہ' موجب لعن فرمایا ہے' داڑھی منڈوانا یا کٹانا بالمشاہدہ اس سے زیادہ تغیر کا اتباع شیطان ہونا اور اتباع شیطان کا موجب لعنت و موجب خسران و موجب وقوع فی الغرور' موجب جہنم ہونا منصوص ہے' اب مذمت شدیدہ میں کیا شک رہا ہے؟

ان عبارتوں میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ داڑھی منڈانے اور کٹانے کو حرام' معصیت' موجب لعنت' موجب خسران اور موجب جہنم فرما رہے ہیں' کیا اس کے بعد بھی آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس گناہ کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا؟

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب آیت کریمہ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے اور یہ اعمال فسق میں سے ہے' جیسے داڑھی منڈانا' بدن گدوانا وغیرہ۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۵۹)

مفتی صاحب کے بقول جب داڑھی منڈانا اعمال فسق میں سے ہے اور داڑھی منڈانے والا فاسق ہے تو کسی سے پوچھ لیجئے کہ جس گناہ سے آدمی فاسق ہو جائے وہ صغیرہ ہوتا ہے یا کبیرہ؟

داڑھی کا مسئلہ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے مختلف حضرات کے سوالات کے پیش نظر یہ رسالہ مرتب فرمایا جو اپنے موضوع پر نہایت جامع اور فکر انگیز ہے۔ (مرتب)

سوال ۱۔ داڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے، واجب ہے یا سنت؟ اور داڑھی منڈانا جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟ بہت سے حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی رکھنا ایک سنت ہے، اگر کوئی رکھے تو اچھی بات ہے اور نہ رکھے تب بھی کوئی گناہ نہیں یہ نظریہ کہاں تک صحیح ہے؟

سوال ۲۔ شریعت میں داڑھی کی کوئی مقدار مقرر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی؟

سوال ۳۔ بعض حفاظ کی عادت ہے کہ وہ رمضان مبارک سے کچھ پہلے داڑھی رکھ لیتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد صاف کر دیتے ہیں، ایسے حافظوں کو تراویح میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال ۴۔ بعض لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں اور اسے نظر حقارت سے دیکھتے ہیں، اگر اولاد یا اعزہ میں سے کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں اور طعنے دیتے ہیں اور کچھ لوگ شادی کیلئے داڑھی صاف ہونے کی شرط لگاتے ہیں، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

سوال ۵۔ بعض لوگ سفر حج کے دوران داڑھی رکھ لیتے ہیں اور حج سے واپسی پر صاف کرا دیتے ہیں کیا ایسے لوگوں کا حج صحیح ہے؟

سوال ۶۔ بعض حضرات اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ اگر ہم داڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنامی اور داڑھی کی بے حرمتی ہوگی۔

ایسے حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب ا۔ داڑھی منڈانا یا کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس سلسلے میں پہلے چند احادیث لکھتا ہوں، اس کے بعد ان کے فوائد ذکر کروں گا۔

ا۔ عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحیة" الحدیث (صحیح مسلم ج۱ ص۱۲۹)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا الخ۔

۲۔ عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: احفوا الشوارب واعفوا اللحی۔

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

وفی روایة: انه أمر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیة (صحیح مسلم ج۱ ص۱۲۹)

ترجمہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مونچھوں کو کٹوانے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔

۳۔ عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: خالفوا المشرکین' أوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب (متفق علیہ مشکوۃ)

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔

۴۔ عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم: جزوا الشوارب وارخوا اللحیٰ خالفوا المجوس (صحیح مسلم ج۱ ص۱۲۹)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

۵۔عن زيد بن أرقم رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: من لم يأخذ من شاربه فليس منا (رواہ احمد والترمذی والنسائی مشکوۃ ص ۳۸۱)

ترجمہ۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔

۶۔ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال النبي صلى الله عليه وسلم: لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔ (رواہ البخاری، مشکوۃ ص ۳۸۰)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور اللہ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔

فوائد

۱۔ پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ مونچھیں کٹانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے اور مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا خلاف فطرت ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فطرۃ اللہ کو بگاڑتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان لعین نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اولاد آدم کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑا کریں۔ تفسیر حقانی اور بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ داڑھی منڈانا بھی تخلیق خداوندی کو بگاڑنے میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ چہرے کو فطرۃ داڑھی کی زینت وجاہت عطا فرمائی ہے۔ پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ اغوائے شیطان کی وجہ سے نہ صرف اپنے چہرے کو بلکہ اپنی فطرت کو مسخ کرتے ہیں۔

چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہی صحیح فطرت انسانی کا معیار ہے، اس لئے فطرت سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت بھی ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا ایک لاکھ چوبیس ہزار

(یا کم وبیش) انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت ہے اور یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (سورۃ الانعام ۹۰) اس لئے جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقے کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ داڑھی منڈانا تین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ ا۔ انسانی فطرت کی خلاف ورزی۔ ۲۔ اغوائے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑنا۔ ۳۔ اور انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت۔ پس ان تین وجوہ سے داڑھی منڈوانا حرام ہے۔

۲۔ دوسری حدیث میں مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور حکم نبوی کی تعمیل ہر مسلمان پر واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے' پس اس وجہ سے بھی داڑھی رکھنا واجب اور اس کا منڈانا حرام ہوا۔

۳۔ تیسری اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے' اس کے برعکس مونچھیں بڑھانا اور داڑھی منڈانا مجوسیوں اور مشرکوں کا شعار ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے شعار کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من تشبہ بقوم فھو منھم (جامع صغیر ج ۲ ص ۸)

ترجمہ۔ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہوگا۔

پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کر کے اہل کفر کا شعار اپناتے ہیں' جس کی مخالفت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا' اس لئے ان کو وعید نبوی سے ڈرنا چاہئے کہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن انہی غیر قوموں میں نہ ہو۔ نعوذ باللہ!۔

۴۔ پانچویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ مونچھیں نہیں کٹواتے وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں' ظاہر ہے کہ یہی حکم داڑھی منڈانے کا ہے' پس یہ ان لوگوں کیلئے بہت ہی سخت وعید ہے جو محض نفسانی خواہش یا شیطانی اغوا کی وجہ سے داڑھی

منڈاتے ہیں اور اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیلئے اپنی جماعت سے خارج ہونے کا اعلان فرمارہے ہیں کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے اس دھمکی کو برداشت کرسکتا ہے؟

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس قدر نفرت تھی کہ جب شاہ ایران کے قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔

فکره النظر الیهما وقال: ویلکما! من امرکما بهذا؟ قال: أمرنا ربنا یعنیان کسریٰ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ولکن ربی أمرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی (البدایہ والنہایہ ج۴ ص ۲۷۰)

ترجمہ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا: تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ وہ بولے کہ: یہ ہمارے رب یعنی شاہ ایران کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے۔

پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے حکم کی خلاف ورزی کرکے مجوسیوں کے خدا کے حکم کی پیروی کرتے ہیں ان کو سو بار سوچنا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیا منہ دکھائیں گے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ تم اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے ہماری جماعت سے خارج ہو تو شفاعت کی امید کس سے رکھیں گے؟

۵۔ اس پانچویں حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں بڑھانا (اور اسی طرح داڑھی منڈانا اور کترانا) حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی گناہ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرماسکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

۶۔ چھٹی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان

مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں۔
اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ لعن اللہ کا فقرہ جملہ بطور بددعا بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور جملہ خبریہ بھی ہوسکتا ہے، یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈانے میں گزشتہ بالا قباحتوں کے علاوہ ایک قباحت عورتوں سے مشابہت کی بھی ہے کیونکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے داڑھی کا امتیاز رکھا ہے پس داڑھی منڈانے والا اس امتیاز کو مٹا کر عورتوں سے مشابہت کرتا ہے جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت کا موجب ہے۔

ان تمام نصوص کے پیش نظر فقہائے امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے اور یہ اسلام کا شعار ہے اور اس کا منڈانا یا کترانا (جبکہ حد شرعی سے کم ہو) حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت وعیدیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعل حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ج: ۲۔ احادیث بالا میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور ترمذی کتاب الادب (ج ۲ ص ۱۰۰) کی ایک روایت میں جو سند کے اعتبار سے کمزور ہے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریش مبارک کے طول و عرض سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔ اس کی وضاحت صحیح بخاری کتاب اللباس (ج ۲ ص ۸۷۵) کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حج و عمرے سے فارغ ہونے کے موقع پر احرام کھولتے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت منقول ہے (نصب الرایہ ج ۲ ص ۴۵۸) اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار کم از کم ایک مشت ہے۔ (ہدایہ کتاب الصوم)

پس جس طرح داڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح داڑھی ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے، درمختار میں ہے۔

واما الاخذ منها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد، واخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم (شامی طبع جدید ج ۲ ص ۴۱۸)

ترجمہ۔ اور داڑھی کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے آدمی کرتے ہیں پس اس کو کسی نے جائز نہیں کہا اور پوری داڑھی صاف کر دینا تو ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا فعل تھا۔

یہی مضمون فتح القدیر (ج ۲ ص ۷۷) اور بحر الرائق (ج ۲ ص ۳۰۲) میں ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں۔

حلق کردن لحیہ حرام است وگزاشتن آں بقدر قبضہ (مشت بھر) واجب است۔ (ج ا ص ۲۲۸)

ترجمہ۔ داڑھی منڈانا حرام ہے اور ایک مشت کی مقدار اس کا بڑھانا واجب ہے (پس اگر اس سے کم ہو تو کترانا بھی حرام ہے) امداد الفتاویٰ میں ہے۔

داڑھی رکھنا واجب ہے اور قبضے سے زائد کٹوانا حرام ہے۔

لقوله علیه السلام: خالفوا المشرکین أوفروا اللحیٰ متفق علیه، فی الدر المختار: یحرم علی الرجل قطع لحیته وفیه السنة فیها القبضة۔

ترجمہ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاو۔ (بخاری ومسلم)

درمختار میں ہے کہ مرد کیلئے داڑھی کا کاٹنا حرام ہے اور اسکی مقدار مسنون ایک مشت ہے۔

ج ۳۔ جو حافظ داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہوں وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں۔ تراویح میں بھی ان کی امامت جائز نہیں اور ان کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی (یعنی عملاً حرام) ہے اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کرا دیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں امام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔

ج ۴۔ اس سوال کا جواب سمجھنے کیلئے یہ اصول ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اسلام کے کسی شعار کا مذاق اڑانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیر کرنا کفر ہے' جس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت فرمایا ہے۔ پس جو لوگ مسخ فطرت کی بنا پر داڑھی سے نفرت کرتے ہیں' اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں' ان کے اعزہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں یا اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور جو لوگ دولہا کے داڑھی منڈائے بغیر اسے رشتہ دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے' ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے' ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ''اصلاح الرسوم'' ص ۱۵ پر لکھتے ہیں۔

من جملہ ان رسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹانا' اس طرح ہے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے' یا مونچھیں بڑھانا جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ بڑھاؤ داڑھی کو اور کتراؤ مونچھوں کو روایت کیا ہے اس کو بخاری و مسلم نے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے ہیں اور امر حقیقتاً وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے۔ پس داڑھی کا کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں' اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے۔

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں' بلکہ داڑھی پر ہنستے ہیں اور ان کی ہجو کرتے ہیں' ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور

اپنی صورت موافق حکم اللہ اور رسول کے بنائیں۔

ج ۵۔ جو حضرات سفر حج کے دوران یا حج سے واپس آکر داڑھی منڈاتے ہیں یا کتراتے ہیں، ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابل رحم ہے، اس لئے کہ وہ خدا کے گھر میں بھی کبیرہ گناہ سے باز نہیں آتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی حج مقبول ہوتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور بعض اکابر نے حج مقبول کی علامت یہ لکھی ہے کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دینی انقلاب آجائے یعنی وہ حج کے بعد طاعات کی پابندی اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔

جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تغیر نہیں آیا، اگر پہلے فرائض کا تارک تھا تو اب بھی ہے اور اگر پہلے کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا تو حج کے بعد بھی بدستور گناہوں میں ملوث ہے، ایسے شخص کا حج درحقیقت حج نہیں محض سیر و تفریح اور چلت پھرت ہے، گو فقہی طور پر اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن حج کے ثواب اور برکات اور ثمرات سے وہ محروم رہے گا۔ کتنی حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آدمی ہزاروں روپے کے مصارف بھی اٹھائے اور سفر کی مشقتیں بھی برداشت کرے۔ اس کے باوجود اسے گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ہو اور جیسا گیا تھا ویسا ہی خالی ہاتھ واپس آجائے۔ اگر کوئی شخص سفر حج کے دوران زنا اور چوری کا ارتکاب کرے اور اپنے اس فعل پر ندامت بھی نہ ہو اور نہ اس سے توبہ کرے تو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ اس کا حج کیسا ہوگا؟ داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدتر ہے کہ وہ وقتی گناہ ہیں لیکن داڑھی منڈانے کا گناہ چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے، آدمی داڑھی منڈا کر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کا احرام باندھے ہوئے ہے، لیکن اس کی منڈی ہوئی داڑھی عین نماز، روزہ اور حج کے دوران بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت بھیج رہی ہے اور وہ عین عبادت کے دوران بھی حرام کا مرتکب ہے۔ حضرت شیخ قطب العالم مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی نور اللہ مرقدہ اپنے رسالے داڑھی کا وجوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

مجھے ایسے لوگوں کو (جو داڑھی منڈاتے ہیں) دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اس حالت میں (جب داڑھی منڈی ہوئی ہو) اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے؟

اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہ کبیرہ' زنا لواطت' شراب نوشی' سود خوری وغیرہ تو بہت ہیں مگر وہ سب وقتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **لا یزنی الزانی وھو مؤمن** الخ یعنی جب زنا کار زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔

مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن زنا کے بعد وہ نور ایمانی مسلمان کے پاس واپس آجاتا ہے۔ مگر قطع لحیہ (داڑھی منڈانا اور کترانا) ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے' نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے' روزے کی حالت میں' حج کی حالت میں' غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ (داڑھی کا وجوب ص ۲)

پس جو حضرات حج و زیارت کیلئے تشریف لے جاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی مسخ شدہ شکل کو درست کریں اور اس گناہ سے سچی توبہ کریں اور آئندہ ہمیشہ کیلئے اس فعل حرام سے بچنے کا عزم کریں' ورنہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ شیخ سعدی رحمہ اللہ کے اس شعر کے مصداق بن جائیں۔

خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود   چو بیاید ہنوز خر باشد

ترجمہ۔ عیسیٰ کا گدھا اگر مکے بھی چلا جائے جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا۔

انہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ وہ روضہ اطہر پر سلام پیش کرنے کیلئے کس منہ سے حاضر ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی؟

ج ٦۔ ان حضرات کا یہ جذبہ بظاہر بہت اچھا ہے اور اس کا منشا داڑھی کی حرمت و عظمت ہے لیکن اگر ذرا غور و تامل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خیال بھی شیطان

کی ایک چال ہے، جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعل حرام میں مبتلا کر دیا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک مسلمان دوسرے سے دغا فریب کرتا ہے جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری بدنام ہوتی ہے۔ اب اگر شیطان اسے یہ پٹی پڑھائے کہ: تمہاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں، اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم نعوذ باللہ اسلام کو چھوڑ کر سکھ بن جاؤ تو کیا اس وسوسے کی وجہ سے اس کو اسلام چھوڑ دینا چاہیئے؟ نہیں! بلکہ اگر اس کے دل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہے تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ ان برائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر تم داڑھی رکھ کر برے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیر باد نہیں کہا جائے گا بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان برے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے۔

ان حضرات نے آخر یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ ہم داڑھی رکھ کر اپنے برے اعمال نہیں چھوڑیں گے؟ اگر ان کے دل میں واقعی اس شعار اسلام کی حرمت ہے تو عقل اور دین کا تقاضا یہ ہے کہ وہ داڑھی رکھیں اور یہ عزم کریں کہ ان شاء اللہ اس کے بعد کوئی کبیرہ گناہ ان سے سرزد نہیں ہوگا اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس شعار اسلام کی حرمت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ بہر حال اس موہوم اندیشے کی بنا پر کہ کہیں ہم داڑھی رکھ کر اس کی حرمت کے قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہوں، اس عظیم الشان شعار اسلام سے محروم ہو جانا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ شعار اسلام کو خود بھی اپنائیں اور معاشرے میں اس کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شکل وصورت میں ان کا حشر ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کا مورد بن سکیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل أمتي يدخلون الجنة الا من أبى قالوا: ومن يأبى؟ قال: من أطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد أبى (صحیح بخاری ج۲ ص۱۰۸۱)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے مگر جس نے انکار کردیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ: انکار کون کرتا ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری حکم عدولی کی اس نے انکار کردیا"۔

داڑھی منڈانے والے کے فتوے کی شرعی حیثیت

س۔ آج کل ٹی وی پر ماڈرن قسم کے مولوی فتوے دیتے ہیں، یعنی ایسے مولوی جو کلین شیو کرکے اور پینٹ پہن کے ٹی وی پر آتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ داڑھی منڈانے والا کھلا فاسق ہے، اور فاسق کی خبر دنیوی معاملات میں بھی قابل اعتماد نہیں، دینی امور میں کیونکر ہوگی؟

قبضے سے کم داڑھی رکھنے کے باطل استدلال کا جواب

سوال ا۔ عام طور پر علمائے کرام کی تحریروں میں پڑھا ہے کہ اسلام نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ کہ اسلام میں داڑھی تسلیم کی جائے گی تو اس کی حد کم از کم یک مشت ہوگی، اس حد سے کم مقدار کی داڑھی نہ سنت کے مطابق ہے اور نہ ہی شریعت میں معتبر۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر اسلام نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے جو کہ ضد ہے کم کرنے کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قبضے سے زائد داڑھی کیوں ترشوادی تھی؟ کیا بڑھانا اور ترشوانا ایک دوسرے کی ضد نہیں؟

جواب ا۔ داڑھی بڑھانے کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور انہی سے قبضے سے زائد کے تراشنے کا عمل مروی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانے کے وجوب کی حد قُبضہ (مشت بھر) ہے اس سے زیادہ واجب نہیں۔

سوال ۲۔ پاکستان سے ایک عالم دین نے داڑھی کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے البتہ داڑھی رکھنے میں فاسقین کی صفت سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے دیکھنے میں ایسا بھی نہ لگے کہ جیسے چند یوم سے داڑھی نہیں مونڈی اور دیکھنے والا یہ دھوکا نہ کھائے تو شارع کا منشا پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ کیا داڑھی رکھنے یعنی اس کی مقدار میں اختلاف ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ بعض کے نزدیک داڑھی بڑھانا یعنی اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا ہی عین سنت ہے اور بعض کے نزدیک مٹھی بھر داڑھی رکھنا ہی مسنون ہے اور اپنے حال پر چھوڑنا مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک کوئی خاص حد مقرر نہیں بس جو داڑھی عرف عام میں داڑھی ہو وہ رکھنا مشروع ہے وضاحت طلب ہے۔

ج ۲۔ ایک قُبضہ (مشت بھر) تک بڑھانے کے وجوب پر تو اجماع ہے اس سے کم کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں البتہ قبضے سے زیادہ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک زائد کا کاٹنا مطلقاً ضروری یا مباح ہے۔ بعض کے نزدیک حج وعمرے کا احرام کھولتے ہوئے حلق وقصر کے بعد قبضے سے زائد کا تراش دینا مستحب ہے عام حالات میں مستحب نہیں۔ بعض کے نزدیک اگر داڑھی کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ بدنما نظر آنے لگیں تو ان کو تراش دینا ضروری ہے الغرض اختلاف جو کچھ ہے قبضے سے زائد میں ہے۔

ان عالم دین کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی غلط ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا

حکم فرمایا ہے' کاٹنے کا حکم نہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی داڑھیاں قبضے سے زائد ہوتی تھیں۔ البتہ بعض صحابہ مثلاً حضرت ابن عمر' حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے قبضے سے زائد کو تراشنے کا عمل منقول ہے اور ترمذی کی روایت میں جس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حج وعمرے کے موقع پر قبضے سے زائد کا تراشنا نقل کیا گیا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی بیان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی کم سے کم حد ایک قُبضہ (مشت بھر) ہے۔ ایک قبضے سے کم کا تراشنا جائز نہیں کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ تو بیان جواز کیلئے اس کو کر کے ضرور دکھاتے اور کسی نہ کسی صحابی سے بھی یہ عمل ضرور منقول ہوتا۔ پس فاسقین کی جس وضع کی مخالفت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے وہ وضع یہی ہے کہ قبضے سے کم تراشی جائے۔

س ۳۔ مذہبی کتب میں اور علمائے کرام کی تحریروں میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مٹھی سے کم کو کسی نے جائز نہیں کہا اور اس پر اجماع ہے لیکن علامہ عینی عمدۃ القاری کتاب اللباس' باب تقلیم الاظفار میں توفیر لحیہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام طبری رحمہ اللہ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی دلیل ثابت ہے کہ (داڑھی بڑھانے کے متعلق) حدیث کا حکم عام نہیں بلکہ اس میں تخصیص ہے اور داڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا ممنوع اور اس کا ترشوانا واجب ہے۔ البتہ سلف میں اس کی مقدار اور حد کے معاملے میں اختلاف ہے بعض نے کہا اس کی حد لمبائی میں ایک مٹھی سے بڑھ جائے اور چوڑائی میں بھی پھیل جانے کی وجہ سے بری معلوم ہو۔ بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ لمبائی اور چوڑائی میں کم کرائے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہو جائے۔ اسی کے بعد فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرف عام سے خارج نہ ہو جائے۔

ج ۳۔ جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضے سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ اس پر اجماع ہے' یہ نقل بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ آئمہ فقہاء کے جو مذاہب مدون ہیں' یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں' ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کا قبضے سے کم کرنا حرام ہے۔ جہاں تک علامہ عینی رحمہ اللہ کی عبارت کا تعلق ہے' علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام طبری کے کلام کی تلخیص کی ہے اور آپ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کی عبارت کا خلاصہ نقل کر دیا ہے۔ بہر حال اس میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔
اول یہ کہ آپ کی نقل کردہ عبارت میں جو دو قول نقل کئے گئے ہیں۔ ان پر ظاہری نظر ڈالنے سے یہ شبہ ہوتا ہے (اور یہی شبہ آپ کے سوال کا منشا ہے) کہ پہلا فریق تو داڑھی کی حد ایک قُبضہ (مشت بھر) مقرر کرتا ہے اور زائد کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور دوسرا فریق قبضے سے کم کو بھی کاٹنے کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہو جائے مگر عبارت کا مطلب صریحاً غلط ہے۔ جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں سلف میں سے کسی سے بھی قبضے سے کم داڑھی کاٹنے کی اجازت منقول نہیں۔ علامہ عینی نے جو اختلاف نقل کیا ہے وہ مافوق القبضہ میں ہے اور ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض سلف نے تو کاٹنے کی صاف صاف حد مقرر کر دی قبضے سے زائد کو کاٹ دیا جائے گویا ان حضرات کے نزدیک داڑھی بس ایک قبضے تک رکھی جائے۔ زیادہ نہیں۔ اس کے برعکس بعض اس کی تعیین ہیں کرتے کہ داڑھی بس ایک ہی قُبضہ (مشت بھر) رکھی جائے۔ وہ قبضے سے زیادہ رکھنے کے قائل ہیں۔ البتہ طول و عرض سے معمولی تراشنے کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ یہ تراش خراش ایسی نمایاں نہ ہو کہ جس سے داڑھی چھوٹی نظر آنے لگے۔ پس سلف کا یہ اختلاف بھی قبضے سے زائد کے تراشنے نہ تراشنے میں ہے' قبضے سے کم میں نہیں۔

دوسری قابل توجہ بات علامہ عینی رحمہ اللہ کا یہ قول ہے جس کا ترجمہ آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرف عام سے خارج نہ ہو جائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ عرف الناس جس

کو آپ نے عرف عام سے تعبیر فرمایا ہے کہ اس سے کن لوگوں کا عرف مراد ہے؟ آیا ایسے معاشرے کا عرف جو صحیح اسلامی معاشرے کی عکاسی کرتا ہو؟ یا ایسے معاشرے کا عرف جس پر فسق و فجور اور ہوائے نفس کا غلبہ ہو؟ غالباً سوال لکھتے وقت آنجناب کے ذہن میں عرف عام کی یہی دوسری صورت ہوگی۔ لیکن اگر آپ ذرا سی توجہ سے کام لیتے تو واضح ہو جاتا کہ یہاں علامہ عینیؒ سلف کے مسلک میں گفتگو کر رہے ہیں اور سلف صالحین کا لفظ عموماً صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کیلئے استعمال ہوتا ہے اس لئے اس عبارت میں انہی کا عرف عام مراد ہے' انہی کا عرف صحیح اسلامی معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے اور انہی کے عرف کو بطور سند اور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ بات کیا نکلی؟ بات یہ نکلی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ کے دور میں عام طور پر جتنی داڑھی رکھنے کا رواج تھا' اس سے کم کرنا سلف کی اس دوسری جماعت کے نزدیک جائز نہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ صحابہ و تابعین کا عرف عام تو الگ رہا! کیا کسی ایک صحابی یا تابعی سے بھی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا ثابت ہے؟ اگر نہیں تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک قبضے سے کم داڑھی رکھنے کا جواز کیسے نکل آیا؟ بہرحال علامہ عینی رحمہ اللہ کی عبارت میں نہ تو قبضے سے کم تراشنا مراد ہے اور نہ لوگوں کے عرف عام سے بگڑے ہوئے معاشرے کا عرف عام مراد ہے۔

داڑھی کے ایک قُبضہ (مشت بھر) ہونے سے کیا مراد ہے؟

سوال۔ داڑھی ایک قُبضہ (مشت بھر) ہونی چاہئے' یہ قُبضہ (مشت بھر) کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ آیا لبوں کے نیچے سے یا ٹھوڑی کے نیچے سے قُبضہ (مشت بھر) ڈالنا چاہئے' پھر جہاں تک چار انگلیوں کا گھیرا آ جائے۔

جواب۔ ٹھوڑی کے نیچے سے یعنی بال ہر طرف سے ایک قُبضہ (مشت بھر) ہونے چاہئیں۔

بڑی مونچھوں کا حکم

سوال۔ایک شخص کی مونچھیں اتنی بڑی ہیں کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھیں اس پانی وغیرہ کے ساتھ لگ جاتی ہیں۔تو ایسی مونچھوں اور اس پانی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب۔اتنی بڑی مونچھیں رکھنا شرعاً گناہ ہے' حدیث میں آتا ہے۔

عن زيد بن أرقم رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من لم يأخذ من شاربه فليس (مشکوۃ ص ۳۸۱)

ترجمہ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مونچھیں نہیں تراشتا وہ ہم میں سے نہیں۔

داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور فطرت صحیحہ کے عین مطابق ہے

سوال۔کیا داڑھی رکھنا ضروری ہے؟ اور کیوں؟

جواب۔اسلام میں مردوں کو داڑھی رکھنے کا تاکیدی حکم ہے اور یہ کئی وجوہ سے ضروری ہے۔

اول۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی رکھنے کو ان اعمال میں سے شمار کیا ہے جو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہیں' پس جس چیز کی پابندی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک خدا کے سارے نبیوں نے کی ہو' ایک مسلمان کیلئے اس کی پیروی جس درجہ ضروری ہو سکتی ہے وہ آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔

دوم۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کو فطرت فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی تراشنا خلاف فطرت عمل ہے ایک مسلمان کیلئے فطرت صحیحہ کے مطابق عمل کرنا اور خلاف فطرت سے

گریز کرنا جس قدر ضروری ہو سکتا ہے وہ واضح ہے۔

سوم۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکیدی احکام کا ضروری ہونا سب کو معلوم ہے۔

چہارم۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم فرماتے ہوئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ مشرکوں کی مخالفت کرو اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ مجوسیوں کی مخالفت کرو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی داڑھی تراشنا بد دین قوموں کا شعار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان گمراہ قوموں کی خلاف فطرت تقلید کرنے سے منع فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ شاہ ایران کے سفیر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مسخ شدہ شکل دیکھ کر اظہار نفرت کے طور پر فرمایا یہ کیا شکل بنا رکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں ہمارے خدا (شاہ ایران) نے اس کا حکم کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن میرے رب نے مجھے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

پنجم۔ چونکہ داڑھی رکھنا انبیاء علیہم السلام کی سنت اور صحیح فطرت انسانی ہے، اس لئے یہ مردانہ چہرے کی زینت ہے اور داڑھی تراشنا گویا مردانہ حسن و جمال کو مٹی میں ملانا ہے، شاید اس پر یہ کہا جائے کہ آج کل تو ریش تراشی (داڑھی منڈانے) کو موجب زینت سمجھا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی معاشرے میں بری اور گندی رسم کا رواج ہو جائے تو عام لوگ محض تقلیداً اس پر عمل کئے جاتے ہیں اور اس کی قباحت کی طرف نظر نہیں جاتی۔ ورنہ اس کا تجربہ ہر شخص کر سکتا ہے کہ وہ ریش تراشیدہ چہرے کو آئینے میں دیکھ لے اور پھر داڑھی رکھ کر بھی آئینہ دیکھ لے، خود اس کا وجدان فیصلہ کرے گا کہ داڑھی مونڈنے سے اس کی شکل مسخ رہ جاتی ہے۔

ششم۔ اہل تجربہ کا کہنا ہے کہ مردوں کے داڑھی کے بال اور عورتوں کے سر کے بال منہ کی فاضل رطوبتوں کو جذب کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس کی داڑھی گھنی اور بھری ہوئی ہو۔ اس کے مسوڑھے اور دانت مضبوط ہوں گے۔ بہ نسبت اس شخص کے جس کی داڑھی ہلکی ہو اور یہی وجہ ہے مغرب میں چونکہ مرد داڑھی صاف رکھتے ہیں اور ان کی عورتیں سر کے بال کٹواتی ہیں اس لئے وہ مسوڑھوں اور دانتوں کی بیماریوں میں عام طور پر مبتلا ہیں۔ وہ اچھے سے اچھے ٹوتھ پیسٹ استعمال کرتے ہیں مگر گندہ ذہنی کا مرض نہیں جاتا۔

صدر مملکت کو وفد نے داڑھی رکھنے کی دعوت کیوں دی؟

سوال۔ اقرأ کے اسلامی صفحے کے ایک مضمون میں پڑھا کہ علمائے کرام کا ایک وفد صدر پاکستان سے ملا اور اس وفد نے صدر پاکستان کو ایک اسلامی شعار داڑھی رکھنے کی تلقین کی۔ اس سلسلے میں درج ذیل اشکالات ذہن میں آتے ہیں، براہ کرم جواب مرحمت فرمائیں۔

سوال ۱۔ کیا داڑھی ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے کہ اس کیلئے اتنے مصارف اٹھا کر صدر سے ملاقات کی جائے اور انہیں اس کی دعوت دی جائے؟

سوال ۲۔ میں نے تو سنا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت ہے، اس کو رکھیں تو ثواب ہوگا اور نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں، کیا یہ درست ہے؟

س ۳۔ مندرجہ بالا معلومات کے مطابق اس کام کیلئے ہزاروں روپے کا خرچ اسراف نہیں؟

س ۴۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کی صورت میں وہ ہر ایک سے ہر ایک بات کر سکتا ہے اور اس سے مخاطب پر اثر بھی ہوگا مگر داڑھی رکھنے کی صورت میں تو وہ سکہ بند مذہبی گروہ کا فرد ہوگا جس سے یقیناً اس کی بات کا وہ مقام نہیں رہے گا۔ کیا اس غرض سے اگر کوئی شخص داڑھی نہ رکھے تو آنجناب کے خیال میں اس کو اجازت ہونی چاہئے؟ ازراہ کرم میرے ان سوالات کا جواب دے کر مجھے اور میرے جیسے دوسرے مسلمانوں کے خدشات دور فرمائیں۔ اس لئے کہ اگر واقعی یہ ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے تو اس سے کسی مسلمان کو محروم نہیں ہونا چاہئے۔

جواب ا۔ داڑھی کے اہم ترین اسلامی شعار ہونے میں تو شبہ نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مسلمانوں کا امتیازی نشان قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:
''اپنی وضع قطع میں مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ'' (بخاری)
اگر فوج کا کمانڈر انچیف کسی خاص وردی کو اپنی فوج کا امتیازی نشان قرار دے تو فوج کے کسی سپاہی کیلئے اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اب سوچئے کہ جس چیز کو امت کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا امتیازی نشان قرار دیا ہو، اس کی مخالفت کسی امتی کیلئے کب روا ہو سکتی ہے؟ اور جو اس بات کے جاننے کے باوجود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ امتی کہلانے کا کیا منہ رکھتا ہے؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس فعل بد (داڑھی منڈانے) سے ایسی نفرت تھی کہ جب کسریٰ شاہ ایران کے سفیر بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی شکل و وضع سے کراہت آئی اور نہایت ناگوار لہجے میں فرمایا تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں ایسی بھونڈی اور مکروہ شکل بنانے کا کس نے کہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے رب یعنی کسریٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم فرمایا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۲۶۹)
اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کٹانا مجوسیوں کے رب کا حکم ہے اور داڑھی بڑھانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کا حکم ہے۔ غور فرمایئے جہاں مجوسیوں کے رب کا حکم ایک طرف ہو اور دوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کا حکم ہو، ایک مسلمان کو کس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے۔
جواب ۲۔ یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ داڑھی رکھنا محض سنت اور کار ثواب ہے اور نہ رکھنے کا کوئی گناہ نہیں، تمام فقہائے امت کے نزدیک ایک مشت داڑھی بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ وتر کی نماز واجب ہے اور داڑھی منڈانا

اور ایک مشت سے کم کرنا بالاجماع حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

جواب ۳۔ مسلمانوں کی کسی مقتدر اور لائق احترام شخصیت کو (جیسا کہ صدر محترم ہیں) کسی امر واجب کی دعوت دینا اور اس پر خرچ کرنا قطعاً اسراف اور فضول خرچی نہیں تبلیغی جماعت کے سابق امام حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں یہ بات سنی ہے کہ کسی شخص نے ان سے عرض کیا کہ آپ اتنے مصارف اٹھا کر جماعتیں امریکا بھیجتے ہیں، کیا یہ اسراف نہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ساری دنیا کے خزانے خرچ کر کے امریکہ والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سنت سکھانے میں کامیاب ہو جاؤں تو میں سمجھوں گا کہ یہ سودا سستا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بندہ خدا یہ جذبہ رکھتا ہے کہ ہمارے اعلیٰ حکام کے چہرے پر اسلام اور سنت کا نور ہو اور وہ اس کیلئے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کر دیتا ہے تو ان شاء اللہ اس کا یہ خرچ قیامت کے دن انفاق فی سبیل اللہ کی مد میں شمار ہوگا ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ۔

ج ۴۔ آپ کا چوتھا سوال تو بالکل ہی مہمل اور احساس کمتری کا شکار ہے، کاش! آپ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد یاد ہوتا۔ نحن قوم أعزنا الله بالاسلام یعنی ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت دی۔

مسلمانوں کی ذلت و پسماندگی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ شیطان نے ان کے کان میں پھونک دیا ہے کہ اگر تم نے اسلام کے فلاں مسئلے پر عمل کیا تو فلاں مصلحت فوت ہو جائے گی اس ترقی یافتہ دور میں لوگ تمہیں کیا کہیں گے؟ حالانکہ مسلمان کی عزت اسلام کے احکام پر عمل کرنے میں ہے اور اسلام کے احکام کو چھوڑنے میں ان کی ذلت و رسوائی کا راز مضمر ہے۔ قرآن کریم میں ہے اور عزت اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسول کیلئے اور اہل ایمان کیلئے لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔ مسلمانوں کا جو حاکم خدا اور رسول کے احکام کا پابند ہو غیر مسلم بھی اسے عزت و احترام سے دیکھتے ہیں اور وہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ گفتگو کر سکتا ہے۔ پھر تائید غیبی اور نصرت خداوندی

اس کی پشت پناہ ہوتی ہے۔ بعض بڑے بڑے عیسائی اور سکھ اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہوتے ہوئے بھی داڑھی رکھتے ہیں، جس کا اچھا اثر ہوتا ہے۔

داڑھی منڈوانے کو حرام کہنا کیسا ہے؟

سوال۔ ایک حالیہ اشاعت میں مسلمانوں کا امتیازی نشان کے عنوان سے ایک سائل کے داڑھی سے متعلق سوالات کے جواب دیئے گئے تھے، اس سلسلے میں کچھ سوالات میرے ذہن میں ہیں، جن کے جوابات دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس کا جواب اخبار میں دیں تاکہ جن لوگوں نے یہ مضمون پڑھا ہو وہ مزید مطمئن ہو سکیں۔

قرآن میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف خدا کو ہے، اس کے علاوہ جس نے بھی کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کیا اس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا (النحل: ۱۱۶، المائدہ ۸۷ وغیرہ) اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرایا وہ حلال ہے اور جو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں۔ لہٰذا اللہ کی اس فیاضی کو قبول کرو کیونکہ اللہ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا، پھر آپ نے سورہ مریم کی آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں) کسی چیز کو حرام و حلال قرار دینے میں فقہائے امت کا رویہ جو تھا اس کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ کتاب الام میں قاضی ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔

میں نے بہت سے اہل علم مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ فتویٰ دینا پسند نہیں کرتے اور کسی چیز کو حلال و حرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اس کو بلا تفسیر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ابن سائب رحمہ اللہ جو ممتاز تابعی ہیں کہتے ہیں کہ اس بات سے بچو کہ تمہارا حال اس شخص کا سا ہو جائے جو کہتا ہے کہ اللہ نے فلاں چیز حلال کی ہے یا اسے پسند ہے، اور اللہ قیامت کے دن فرمائے گا نہ میں نے اس کو حلال کیا تھا اور نہ

مجھے پسند تھی۔ اسی طرح تمہارا حال اس شخص کا سا بھی نہ ہو جائے جو کہتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام کردی ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے میں نے نہ اسے حرام کیا تھا اور نہ اس سے روکا تھا۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے جو کہ کوفہ کے ممتاز فقہاء تابعین میں سے ہیں، منقول ہے کہ جب ان کے اصحاب فتویٰ دیتے تو یہ مکروہ ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں کے الفاظ استعمال کرتے، کیونکہ کسی چیز پر حلت وحرم کا حکم لگانے سے زیادہ غیر ذمہ دارانہ بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ (بحوالہ اسلام میں حلال وحرام)

علامہ ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ سلف صالحین حرام کا اطلاق اسی چیز پر کرتے تھے جس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہوتی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سوالوں کے جواب میں فرماتے میں اسے مکروہ خیال کرتا ہوں، اچھا نہیں سمجھتا یا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔ (بحوالہ ایضاً)

مندرہ بالا اللہ کے حکم، حدیث اور فقہاء کے طرز عمل سے واضح ہے کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار نہیں دیتے تھے جب تک کہ وہ واضح نہ ہو کیونکہ حلال وحرام کرنے کا اختیار صرف اور صرف خدا کو ہے پھر کس طرح فقہاء کا قول کسی چیز کے حرام وحلال میں سند ہو؟ وہ کسی چیز کو مکروہ کہہ سکتے ہیں، کراہت کا اظہار کر سکتے ہیں، ناجائز کہہ سکتے ہیں، حلال وحرام کا فتویٰ تو نہیں لگا سکتے؟

ایک اور حدیث ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیوں کو چاٹنے اور رکابی کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ کس انگلی یا نوالے میں برکت ہے تو کیا کھانے کے بعد انگلی کو نہ چاٹنے والا اور رکابی کو نہ صاف کرنے والا جرام کا مرتکب ہے؟ کیونکہ یہاں تو صریحاً حکم ہے۔ اسی طرح کی اور حدیث پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے متعلق حرام کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، جس طرح شدت سے داڑھی کے ایک مشت سے کم ہونے پر لگایا جاتا ہے۔ (حالانکہ نہ ہی خدا نے اور نہ ہی خدا کے رسول نے یہ مقدار مقرر کی ہے)

جواب۔ فقہائے امت کے نزدیک ایک مشت کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے

اور منڈوانا یا ایک مشت سے کم کٹانا حرام ہے۔ شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
وأما الأخذ منها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد اس سے دو سطر قبل ہے:
یحمل الاعفا علیٰ اعفائها من أن یأخذ غالبها أو کلها کما هو فعل المجوس الأعاجم من حلق لحاهم کما یشاهد فی الهنود (فتح القدیر ج۲ ص ۷۷)
ترجمہ۔ اور داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور ہیجڑے قسم کے مرد کرتے ہیں سو اس کو کسی نے بھی حلال اور مباح نہیں لکھا اور پوری داڑھی صاف کر دینا ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے مجوسیوں کا کام ہے۔
یہی مضمون شامی طبع جدید ج ۲ ص ۴۱۸، البحر الرائق ج ۲ ص ۳۰۲ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی فارسی شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۲۲۸ میں بھی ہے۔ فقہائے امت کے اس اجماع اور متفقہ فیصلے کے بعد یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم کس درجے کا ہے؟ اور اس کے کٹانے یا منڈانے کی ممانعت کس درجے کی ہے؟ بلاشبہ کسی چیز کو حرام کہنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے' لیکن جو چیزیں بالاجماع حرام ہوں ان کو جائز کہنے میں بھی کچھ کم احتیاط کی ضرورت نہیں۔ کسی حلال کو حرام کہنا بری بات ہے تو اجماعی حرام کو حلال کرنے کی کوشش بھی کچھ اچھی بات نہیں۔
یہ تو آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے' اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔
آپ کا یہ ارشاد بھی بجا ہے کہ سلف صالحین فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط فرماتے تھے اور کرنی بھی چاہئے اور آپ کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہر حکم ایک درجے کا نہیں ہوتا' حکم کبھی استحباب کے درجے میں بھی ہوتا ہے' بلکہ کبھی جواز کے درجے میں بھی' جیسا کہ فرمایا ہے وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اس آیت کریمہ میں شکار کرنے کا حکم محض جواز کے درجے میں ہے۔ اسی طرح کسی چیز کی ممانعت کبھی تحریم کیلئے ہوتی ہے۔ کبھی کراہت

تحریمی کے طور پر' کبھی کراہت تنزیہی کے طور پر اور کبھی محض ارشادی ہوتی ہے۔

اس امر کا تعین کرنا کہ کون سا حکم کس درجے کا ہے؟ اور کون سی ممانعت کس درجے کی ہے؟ یہ حضرات فقہائے امت کا کام ہے' میرا اور آپ کا کام نہیں اور یہ چیز چونکہ اجتہاد سے تعلق رکھتی ہے اس لئے بعض امور میں حضرات فقہائے امت کے درمیان اختلاف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک امام ایک چیز کو جائز کہتا ہے تو دوسرا ناجائز' ایک واجب کہتا ہے تو دوسرا سنت' لیکن داڑھی کے مسئلے میں فقہائے امت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

مونچھیں قینچی سے کاٹنا سنت اور استرے سے صاف کرنا جائز ہے

سوال۔ داڑھی کے متعلق شرعی احکامات کیا ہیں؟ غالباً یہ سنت ہے' اصل مسئلہ داڑھی کی نوعیت اور وضع قطع کا ہے۔ عام مشاہدے میں تو طرز طرز' وضع وضع کی داڑھیاں دیکھنے میں آتی ہیں' بعض حضرات بہت گھنی سرسید نمار کھتے ہیں' بعض صرف ٹھوڑی پر رکھتے ہیں اور دائیں بائیں رخساروں کے بال ترشوا دیتے ہیں' عرب ممالک میں اس کا عام رواج ہے۔ بعض داڑھی کے ساتھ ساتھ مونچھیں بھی رکھتے ہیں' بعض استرے سے مونچھیں منڈوا دیتے ہیں' مہربانی فرما کر وضاحت کریں کہ حنفی عقیدے کے مطابق اصل احکامات کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کچھ حدود اور قیود ہوں گی اور باقی انفرادی اختیار کو دخل ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیا حدود ہیں جن کی پابندی لازمی ہے؟ ٹھوڑی پر اور دائیں بائیں رخساروں پر کتنے بال ہونے چاہئیں؟ سائز میں کتنی لمبی ہوں؟ مونچھیں رکھنا' ترشوانا یا استرے سے منڈوانا کون سا صحیح طریقہ ہے؟ کیا گردن کی نچلی طرف نرخرے کے نیچے سے بال صاف کرا سکتے ہیں وضاحت فرمائیں۔

جواب۔ حدیث پاک میں داڑھی بڑھانے اور مونچھوں کو صاف کرانے کا حکم ہے۔ حنفی مذہب میں داڑھی بڑھانے کی کم از کم حد یہ ہے کہ داڑھی مٹھی میں پکڑ کر جو زائد ہو اس کو

کاٹ سکتے ہیں اس سے زیادہ کاٹنا جائز نہیں، گویا داڑھی کم از کم ایک مٹھی ہونی چاہئے۔

مونچھوں کا حکم یہ ہے کہ قینچی سے باریک کترانا تو سنت ہے اور استرے سے صاف کرانا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور لبوں کے برابر سے مونچھیں کاٹ دی جائیں تب بھی جائز ہے۔

مونچھوں کا سکھوں کی طرح بڑھانا حرام ہے اور تراشنا ضروری ہے، تراشنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ پوری مونچھوں کو صاف کر دیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ لب کے پاس سے اتنا تراش دیا جائے کہ لب کی سرخی ظاہر ہو جائے۔

داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے

سوال۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بغیر داڑھی کے کوئی شخص مسجد میں اذان نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ امامت کر سکتا ہے اور کچھ لوگ اس بات کے حق میں نہیں۔ زیادہ تر کوشش کر کے نماز با جماعت پڑھتا ہوں، اس لئے میں نے رمضان میں جب موقع ملا اذانیں بھی دیں لیکن چار روز پہلے میں مغرب کی اذان دینے والا تھا کہ کچھ لوگوں نے مجھے اس وجہ سے اذان نہیں دینے دی کہ میری داڑھی نہیں ہے۔ اب اہم مسئلہ یہ ہے کہ کیا کوئی بغیر داڑھی کے اذان دے سکتا ہے یا کہ نہیں اور ہمارے مذہب اسلام میں جو کہ ایک مکمل دین ہے اس بارے میں کیا کہا گیا ہے؟ اور داڑھی کی ہمارے مذہب میں کیا اہمیت ہے؟ کیا داڑھی ہر مسلمان پر فرض ہے؟ کیا داڑھی کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہو گی؟ اور داڑھی کتنی بڑی ہونی چاہئے؟

جواب۔ داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کا منڈانا اور کترانا (جب ایک مشت سے کم ہو) حرام ہے اور ایسا کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے۔ فاسق کی اذان و امامت مکروہ تحریمی ہے۔ داڑھی کی شرعی مقدار واجب ایک مشت

ہے۔ رہا یہ کہ اس کی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مگر اتنی بات تو بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص عین عبادت کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہو' اس کا قبولیت کی توقع رکھنا کیسا ہے؟ داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ سوتے جاگتے ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے۔

شادی کرنا زیادہ اہم ہے یا داڑھی رکھنا

سوال۔ میں ایک غیر شادی شدہ نوجوان ہوں' اب میری شادی کا پروگرام طے ہو رہا ہے' دو جگہوں پر صرف داڑھی کی وجہ سے انکار کیا گیا اور تیسری جگہ بھی یہی شرط رکھی گئی ہے۔ اس طرح میرے لئے ایک پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ مجرد کی حیثیت سے میں ہمیشہ زندگی بسر نہیں کر سکتا اور گناہ کا ارتکاب ممکن ہے۔ عالی جناب سے گزارش ہے تحریر فرمائیں کہ داڑھی اور شادی کرنے کی دین اسلام میں کیا فضیلت ہے؟ دونوں میں کون سا عمل زیادہ اہم سمجھا جائے گا؟ ازراہ کرم اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے مجھے مفید مشورہ دے دیا جائے۔ نیز میرے والدین کا مشورہ یہ ہے کہ شادی کرنے کے بعد آپ داڑھی پھر رکھ سکتے ہیں۔ مگر شادی آج کے دور میں ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے کیونکہ شادی کا تعلق عمر سے ہے۔

جواب۔ داڑھی اور شادی دونوں کی اہمیت اپنی جگہ ہے داڑھی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت' مردانہ فطرت اور شعار اسلام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے اور اسے صاف کرانے پر غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی رکھنا بالاتفاق واجب ہے اور منڈانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں کترانا بالاتفاق حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جو لوگ داڑھی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے شادی کیلئے داڑھی صاف کرانے کی شرط لگاتے ہیں وہ ایک سنت نبوی اور شعار اسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہیں۔ آپ کو شادی کیلئے داڑھی صاف کرانے کی فکر نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ان لوگوں کو تجدید ایمان کی فکر کرنی چاہیئے۔

حجام کیلئے شیو بنانا اور غیر شرعی بال بنانا

سوال۔ میں پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں' ایک دن ظہر کی نماز پڑھ کر وضو کر کے سو گیا' خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے ظالم! تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے؟ کہ تم پیارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کاٹتے ہو (یعنی شیو بنانا) میں حجام کا کام کرتا ہوں' آپ مہربانی فرما کر جواب دیں کہ میں کیا کروں؟ کیا اس کام کو چھوڑ دوں؟

جواب۔ آپ کا خواب بہت مبارک ہے' داڑھی مونڈنا حرام ہے اور حرام پیشے کو اختیار کرنا کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔ آپ بال اتارنے کا کام ضرور کرتے رہیں مگر داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال بنانے سے انکار کر دیا کریں۔

کیا داڑھی کا مذاق اڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے جبکہ داڑھی سنت ہے؟

سوال۔ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۸۶ء کے روزنامہ جنگ (بروز جمعہ) میں آپ نے اپنے کالم آپ کے مسائل میں محترم سید امتیاز علی شاہ صاحب کے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو انہوں نے داڑھی کا مذاق اڑانے والے کے بارے میں کیا تھا۔ آپ کے جواب سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ داڑھی کا مذاق اڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے اور اسلام سے خارج ہو جاتا ہے' جبکہ داڑھی رکھنا سنت اور سنت کا مذاق اڑانے یا انکار کرنے والا اسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہوتا مگر گناہگار ہو جاتا ہے جبکہ فرض کا انکار کرنے والا مرتد اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ اس سے میرا منشا یہ ہرگز نہیں کہ داڑھی کا انکار یا مذاق کیا جائے (نعوذ باللہ) یہ سخت گناہ کا کام ہے' بلکہ مقصود یہ ہے کہ شریعت کی روشنی میں صحیح فتویٰ جاری کیا جائے۔

جواب۔ داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے اور اس کا منڈانا یا تراشنا

حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے لیکن دین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر وارتداد ہے اور اس سے آدمی واقعتاً دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے' کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا یا اس کو برا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین وتنقیص اور آپ کا مذاق اڑانا ہے۔ کیا کوئی نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین وتنقیص کرنے اور آپ کا مذاق اڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اڑانے کی جرأت کرسکتا ہے؟ اور کوئی بدبخت اس کی جرأت کر ہی بیٹھے تو اس کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کبھی نہیں! ایمان تو ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق اڑائے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھے' کیا اس نے ایمان وتسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر ونخوت اور کفر وعناد کا یہ نکتہ قرآن کریم' احادیث شریف اور اکابر امت کے ارشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا مذاق اڑانے والا مسلمان نہیں' کافر ومرتد ہے۔ آنجناب نے جو فرمایا کہ سنت کا مذاق اڑانے سے آدمی صرف گنہگار ہوتا ہے اور فرض کا مذاق اڑانے سے کافر ومرتد ہوجاتا ہے یہ اصول صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ دین کی کسی بات کا مذاق لڑانا کفر وارتداد ہے۔

داڑھی..... مسلمانوں کے تشخص کا اظہار

سوال۔ جمعہ کی اشاعت میں ایک مضمون نظر سے گزرا' مضمون نگار اپنے اس مضمون میں نہ صرف بہت زیادہ انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ ایک ایسی الزام تراشی کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا تصور بھی کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔

صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے' دونوں کی نفسیات' جذبات اور چہروں میں نمایاں فرق رکھا ہے' مرد کے چہرے پر عورت کے چہرے کے برعکس مردانہ وجاہت کیلئے داڑھی تخلیق فرمائی ہے' بلکہ سجائی ہے مگر افسوس کہ آج ایمان کے دعوے داروں نے اللہ تعالیٰ کی اس بہترین تخلیق کا انکار کیا' بلکہ دشمنی کی فطرت انسانی کو رد کر دیا' اسے اپنے چہروں سے کاٹ کر پھینک دیا' اس بات کی پہچان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی ہے' مگر بس ایک چیز بے کار پیدا کی ہے اور وہ مرد کے چہرے پر داڑھی (معاذ اللہ) میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے داڑھی بے کار پیدا کی ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی الزام تراشی ہے جو وہ تمام مسلمانوں پر کر رہے ہیں۔ اس سے آگے چل کر موصوف نے صحیح مسلم اور مشکوۃ کی احادیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بھی بیان کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان مردوں پر لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کریں۔ اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ داڑھی نہ رکھنے والوں کو عیسائیوں کے چہرے سے محبت' ہندوؤں کے چہروں سے محبت' مرد ہو کر زنانے چہروں سے محبت اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے نفرت (معاذ اللہ) تمام انبیاء کے چہروں سے نفرت' صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں سے نفرت (معاذ اللہ) یہ ہے ایمان' یہ ہے اطاعت وفرمانبرداری رسولؐ مندرجہ بالاتحریر میں تو مضمون نگار نے ایک ایسی بات کی ہے' ایک ایسا الزام لگایا ہے جس کا تصور کسی ایسے مسلمان سے بھی نہیں کیا جاسکتا جو صرف اپنے نام کا مسلمان ہو اور اس نے آج تک کوئی عمل بھی مسلمانوں جیسا نہ کیا ہو' لیکن پھر بھی اس کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرہ مبارک سے اتنی شدید گہری محبت ہوتی ہے کہ جس کا تصور بھی

شاید نہیں کر سکتے۔ ایک مسلمان اپنے دل میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کا تصور تو ذہن میں لا ہی نہیں سکتا۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ناموس رسالت پر جان دینے والے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اپنا سر تک کٹا دینے والے عامی مسلمان تھے۔ آخر میں میں صاحب مضمون سے درخواست کروں گا کہ خدارا! آخرت کی جوابدہی کو پیش نظر رکھیں اور عام مسلمانوں پر ان باتوں کا الزام نہ لگائیں جس کا تصور بھی وہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے معاشرے میں جو میں کہوں گا کہ نوے فیصد غیر اسلامی معاشرہ ہے' بے انتہا سنتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے لیکن ان سنتوں پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ عام مسلمان یہ گناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نفرت یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نفرت کی بنیاد پر کر رہا ہے بلکہ یہ گناہ وہ یقیناً گناہ کا احساس رکھتے ہوئے معاشرے کی خرابی کی بنا پر کر رہا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ گناہ اس سے غیر شعوری طور پر سرزد ہو رہا ہے۔ جب دوسرے گناہوں میں ملوث ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کر رہا ہے تو داڑھی نہ رکھنے کا یہ مطلب کہاں سے ہے کہ اسے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت ہے؟ خدا کے واسطے! ایسی تحریروں سے اجتناب کریں جس میں الزام تراشی کے سوا کچھ نہ ہو' ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں جس سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا مطلب نکالیں' ایسی ہی تحریروں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

جواب۔ آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے' لیکن محبت دل میں چھپی ہوئی چیز ہے اور اسکا اظہار آدمی کی حرکات سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ داڑھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے' آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشنے پر یہاں تک غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھ جانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ج۲ ص ۲۶۹)

اس بنا پر تمام فقہائے امت نے داڑھی منڈوانے کو حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تاکیدی حکم کے خلاف نصاریٰ اور مجوسیوں کی مشابہت کرتا ہے اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے؟ داڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت ہو وہ اس ملعون کام کو کرے گا؟ یہ تو آپ نے صحیح فرمایا کہ بعض مسلمان غیر شعوری طور پر معاشرے کی خرابی کی وجہ سے اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو داڑھی سے نفرت کرتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ داڑھی منڈاؤ ورنہ لڑکی نہیں دیں گے اور بہت سے والدین اپنے نوجوان لڑکوں کو اس گناہ پر مجبور کرتے ہیں کیا ان کے بارے میں یہی کہا جائے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے؟ میں ان کے دل میں چھپی ہوئی محبت کا انکار نہیں کرتا لیکن ان کا طرز عمل محبت کی نفی کرتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضد اور عناد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

عبادت کی قبولیت

سوال۔ کیا داڑھی نہ رکھنے اور کٹوانے والوں کی عبادت قبول ہوگی؟

جواب۔ یہ تو قبول کرنے والا ہی جانتا ہے لیکن جو شخص عین عبادت میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی علامت منہ پر لئے ہوئے ہو اسے نہ اس پر ندامت ہو نہ وہ اس سے توبہ کرے اس کی عبادت قبول ہونی چاہئے یا نہیں؟ اس کا فتویٰ اپنی عقل خداداد

سے پوچھئے: مثلاً جو شخص حج کے دوران بھی اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور نہ حج کے بعد اس سے باز آئے' کیا خیال ہے کہ اس کا حج' حج مبرور ہوگا؟ جبکہ حج مبرور نام ہی اس حج کا ہے جو خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے پاک ہو۔

معمولی داڑھی کا کٹانا

سوال: میری ٹھوڑی پر داڑھی تھوڑی سی ہے اور دونوں کلے صاف ہیں' دونوں کانوں کے سامنے چار چھ بال ہیں' قلم کٹا کر ان کو بھی کٹا سکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب: نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ص ۲۲۳) "اس لیے کہ وہ داڑھی کے بال ہیں" (م،ع)

یک مشت سے کم داڑھی کا حکم

سوال: جناب مولوی کفایت اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ دیا ہے "ایسے شخص کے پیچھے، جو داڑھی منڈاتا یا اتنی کترواتا ہے کہ دیکھنے میں داڑھی والا معلوم نہیں ہوتا نماز مکروہ ہے' یک مشت سے اگر قدرے کم ہو تو مکروہ نہیں' یک مشت ناپنے میں تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے" کیا یہ جواب صحیح ہے؟

جواب: اشتہار واجب الاظہار میں جو فتویٰ میرے نام سے چھپا ہے چونکہ اس کی نقل میرے پاس نہیں ہے اس لیے میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ میرا لکھا ہوا ہے یا نہیں' بہرحال اس مسئلے میں میرا خیال یہ ہے کہ داڑھی منڈانا یا منڈی ہوئی کے قریب قریب کتروانا مکروہ تحریمی یا حرام ہے کیونکہ امر "اُعْفُوا اللّحیٰ" کے خلاف ہے اور یک مشت رکھنا مسنون ہے' اس مقدار سے زائد کو کتروا دینا جائز ہے یک مشت کی مقدار احادیث سے ثابت ہے اور وہ احادیث ظنی ہیں اس لیے اس مقدار کو فرض یا واجب قرار دینا مشکل ہے کہ اس کے خلاف کو فسق کہہ دیا جائے۔ یکمشت کی مقدار کو میں مسنون کہتا ہوں اور اس کے خلاف کو مکروہ بھی کہتا ہوں مگر یکمشت سے اتنی کمی کہ وہ دور سے متمیز نہ ہو سکے' میرے خیال میں مکروہ اور ناجائز ہونے کے باوجود اس قابل نہیں کہ اس کو موجب

فسق اور مکروہ تحریمی قرار دیا جائے ہاں مکروہ تنزیہی اور خلاف سنت کہہ سکتے ہیں جو عبارتیں فقہاء کی نقل کی جاتی ہیں ان میں یکمشت سے کمی کی ان صورتوں کا حکم بیان کیا جاتا ہے جو بین اور متمیز طور پر کمی کی ہیں اور جن کو "عورتوں کے ساتھ مشابہت" کے تحت میں داخل کیا جاسکتا ہے' وہ لعنت کے تحت میں آئیں گی' یہ بات میری اور ہر سمجھدار شخص کی سمجھ سے باہر ہے کہ جس شخص کے چہرے پر داڑھی ہے اور ایک مشت سے بقدر ۸/۱ انچ کے کم ہے اس کو کوئی شخص عورتوں کے مشابہ قرار دے کر ملعون قرار دے سکے۔

یہ ظاہر ہے کہ حدیث سے داڑھی بڑھانے کا حکم ثابت ہوتا ہے لیکن یہ بھی یقینی ہے کہ اعفاء سے غیر محدود بڑھانا مراد نہیں کیونکہ یکمشت سے زائد کتروانا بالاتفاق جائز ہے بلکہ زیادہ لمبا ہو جانے کو فقہاء نے مکروہ اور خفت عقل کی دلیل قرار دیا ہے تو جب غیر محدود بڑھانا مراد نہیں ہے تو کس قدر بڑھانا لازم ہے اس کے لیے تحدید صرف قبضے والی روایت سے ہوسکتی ہے لیکن وہ (ظنی) ہے اس مرتبہ میں نہیں کہ اسکو تحدید اعفاء کے لیے دلیل بنایا جائے کیونکہ فعلی روایتیں ہیں جن کا مفاد یہ ہوسکتا کہ ایک قبضے تک رکھ کر زیادہ کو کٹوانا ثابت ہے لیکن ایک قُبضہ (مشت بھر) فرض ہے یا مسنون یا مستحب اس کا فیصلہ ان حدیثوں سے نہیں ہوسکتا' اس لیے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ایک قُبضہ (مشت بھر) کی حد کو مسنون قرار دیا جائے اور حلق یا قطع فاحش کو عجمیوں یا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی کہا جائے اور قطع یسیر غیر متمیز کو خلاف سنت یا مکروہ تنزیہی کہا جائے۔" یہ حضرت مفتی صاحب ؒ کی تحقیق ہے جس کا دیگر محققین کی تحقیق کے مطابق ہونا ضروری نہیں" (م ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۶۲)

ایک مشت سے زائد داڑھی کتروانا جائز ہے

سوال: داڑھی کا قصر کس قدر جائز ہے؟

جواب: مقدار قُبضہ (مشت بھر) یعنی ایک مٹھی سے زائد ہو جائے' اس وقت کتروانا جائز ہے۔" اور ایک مٹھی سے پہلے کتروانا جائز نہیں" (م ع) (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۲۰)

رمضان وغیر رمضان میں داڑھی منڈانا

سوال: ایک شخص رمضان میں داڑھی رکھ کر بعد رمضان منڈا دیتا ہے، کہتا ہے کہ رمضان میں گناہ سے بچنے کے لیے نہیں منڈاتا، اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: داڑھی منڈانا ایک فعل حرام ہے جس سے یہ شخص ماہ رمضان میں بچا رہا، اب اگر بعد رمضان یہ شنیع حرکت کرے گا تو ایک فعل حرام کا بعد از رمضان مرتکب ہوگا اور گنہگار رہوگا، خود مونڈے تو فعل حرام کا مرتکب ہوگا، اسی طرح نائی سے منڈوائے تو وہ مونڈنے والا بھی گنہگار ہوگا۔ ''رمضان ہو یا غیر رمضان داڑھی مونڈنا یا مونڈانا حرام ہے''۔ (مؒ ع) (فتاویٰ رحیمیہ ج۶ص ۳۱۸)

داڑھی کو اوپر چڑھانا

سوال: ٹھوڑی پر داڑھی کو اوپر چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں۔ ''قوم سکھ کا شعار ہے''۔ (مؒ ع) (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۵۰۸)

مجاہدین کو داڑھی منڈانا

سوال: بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم کیوں داڑھی منڈاتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مجاہدین ہیں، تو کیا مجاہدین کے لیے کسی مصلحت کی وجہ سے داڑھی منڈانے کی اجازت ہے؟ اگر ہے تو کس حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: انہیں سے پوچھو کہ داڑھی منڈانے کی اجازت مجاہدین کے لیے کس دلیل سے ثابت ہے، حدیث شریف میں تو داڑھی منڈانے کی ممانعت عام ہے پھر مجاہدین کو کس دلیل سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ ''کیا واقعتاً لوگ اسلامی مجاہدین ہیں''۔ (مؒ ع) (فتاویٰ محمودیہ ج۵ص ۲۲۷)

ملازمت کی خاطر داڑھی منڈانا

سوال: میرا ایک دوست محمود احمد ہے، اس کو داڑھی کا بہت شوق ہے مگر چونکہ انگریزی فوج میں ملازم ہے اس کو داڑھی رکھنے کا حکم نہیں، لہٰذا وہ جاننا چاہتا ہے کہ شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر بال انگریزی ہوں اور کتروا دیں تو کیا حکم ہے؟ نماز قمیص پتلون سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر سر پر ٹوپی نہ ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟ اور انشورنس کرانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حق تعالیٰ آپ کو اور آپ کے دوست کو عافیت سے رکھے اپنی مرضیات پر عمل کی توفیق دے، داڑھی رکھنا اور اس کا بڑھانا شرعاً واجب ہے ایک مشت سے پہلے کٹانا جائز نہیں، انگریزی بال رکھنا مناسب نہیں، جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے تو صورت و شکل، وضع قطع بھی اسلامی چاہیے۔

ایک سکھ نے فوج میں ملازمت کی اور شرط رکھی کہ داڑھی نہ کٹاؤں گا، اس کی درخواست منظور ہوئی، آپ کے دوست بھی اس کی کوشش کر لیں، قمیص اور پتلون سے بھی نماز درست ہو جائے گی جبکہ سب ارکان صحیح طریقہ پر ادا ہو جائیں، سر پر ٹوپی رکھنا مستحب ہے، بلا ٹوپی بھی نماز ہو جائے گی، انشورنس جائز نہیں لیکن اگر قانون ملازمت کی وجہ سے مجبوری ہو تو ایسا آدمی بھی شرعاً معذور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۵۲)

داڑھی اگانے کی نیت سے استرا پھیرنا

سوال: میری داڑھی نکلی ہے مگر درمیان میں بعض جگہ بالکل بال نہیں ہیں، اس لیے بدنما معلوم ہوتا ہے، اگر خالی جگہ پر استرا پھیرا جائے تو بال نکل آتے ہیں، اس نیت سے موضع ریش پر استرا پھیرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: موضع ریش کا بعض حصہ بالوں سے خالی ہو تو بال نکل جائیں اور ریش بھر آئے اس غرض سے خالی جگہ پر بطور علاج استرا پھرانے میں مضائقہ نہیں لیکن اگر موضع ریش پر چھوٹے اور متفرق بال ہوں تو بڑھانے اور ملانے کی غرض سے ان بالوں کو مونڈنا درست نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

داڑھی کٹانے سے مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟

سوال: اگر داڑھی نہ رکھی جائے تو کیا مسلمان کا اسلام خطرہ میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے؟

جواب: یہ سوال اس نوعیت کا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ اگر انسان کی ناک کٹوادی جائے تو کیا انسانیت خطرے میں پڑ جاتی ہے؟ اور وہ انسانیت کے دائرے سے نکل جاتا ہے یا آدمی کا ہاتھ پاؤں کاٹنے سے کیا اس کی جان جاتی رہتی ہے اور وہ مردہ ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہوگا کہ نہیں، ناک یا ہاتھ پاؤں کٹوانے سے انسانیت کے دائرے سے تو نہیں نکلتا یا مردہ ہو جانا ضروری نہیں، بے ناک اور بے ہاتھ پاؤں کے بھی زندہ تو رہ سکتا ہے مگر ناقص اور عیبی، اسی طرح داڑھی منڈانے والا اسلام کے دائرے سے تو نہیں نکلتا مگر اسلام کے لحاظ سے ایسا مسلمان ہے جیسا انسانیت کے لحاظ سے ناک یا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا انسان، یعنی نافرمان اور فاسق مسلمان، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ، مونچھیں کترواؤ، اس حکم کے ماتحت داڑھی رکھنا واجب ہے۔ "ایک مٹھی سے کم کرنا جائز نہیں" (م ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۶۸)

عورت کے داڑھی مونچھ نکل آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: عورت کے لیے داڑھی مونچھ کے بال نکل آئیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: منڈا سکتی ہے بلکہ عورت کو داڑھی کے بال صاف کرا دینا مستحب ہے۔ "تاکہ مرد معلوم نہ ہو، عورت کی عمر خواہ کتنی ہو چکی ہو" (م ع) (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۴۷)

داڑھی مونچھ علامت بلوغ نہیں

سوال: لڑکا کتنے سال پر بالغ ہوتا ہے اور موئے زیر ناف اور داڑھی مونچھ آنا علامت بلوغ ہے یا نہیں؟

جواب: داڑھی مونچھ موئے زیرناف علامت بلوغ نہیں بلکہ انزال احتلام احبال علامت بلوغ ہیں اگر یہ علامت ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال پورے ہونے پر بلوغ کا حکم دیدیا جائے گا۔ "سال قمری معتبر ہے جو شمسی سال سے دس دن کم ہوتا ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ)

خضاب لگانا کیسا ہے؟

سوال: خضاب لگانا کیسا ہے؟ اور اس میں سرخ وغیر سرخ کی کیا تفصیل ہے؟

جواب: خضاب سرخ یا سبز زرد بالاتفاق جائز بلکہ مستحب ہے سیاہ خضاب جہاد میں ہیبت دشمن کیلئے جائز ہے اور محض زینت کیلئے مختلف فیہ ہے عامہ مشائخ کا قول کراہت کا ہے اور امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے جائز رکھا ہے لیکن راجح نہ کرنا ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

داڑھی کو بنا کر سنوار کر رکھنا چاہئے

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

داڑھی کو بنا کر سنوار کر رکھنا چاہئے۔

یہ محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہے۔

یہ واجب شرعی ہے۔ اس لئے اس کا احترام واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارکہ ہے۔

اسلام کا شعار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زینت ہے۔

مردانہ شعار ہے۔ عوام کیلئے داڑھی رکھنے کی ترغیب وتشویق ہے۔

اضافہ از جامع۔ حضرت اقدس کی داڑھی مبارک بہت خوبصورت وجاذب نظر ہے حتیٰ کہ بچے بھی دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں ایک بار متعلقین میں سے ایک صاحب کے کمسن بچے نے اپنے ابا سے کہا کہ ابو! آپ کی داڑھی تو بس ایسی ہے حضرت اقدس کی داڑھی دیکھئے کیسی خوبصورت اور شودار ہے۔ ٹورنٹو میں جب حضرت اقدس کے بیان ہوئے

تو ایک شخص نے آکر بتایا کہ آپ کی داڑھی دیکھ کر مجھے داڑھی رکھنے کی ہمت ہوئی ہے۔

جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ روزانہ اس شیطانی کام پر کتنے اہتمام سے کم از کم پندرہ بیس منٹ صرف کرتے ہیں اور پھر بار بار منہ پر ہاتھ پھیر کر آئینے میں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ یہ شیطان کے بندے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی انہیں اس سے سبق سیکھنا چاہئے کہ وہ داڑھی کی حفاظت' صفائی اور زینت کیلئے روزانہ کتنا وقت دیتے ہیں۔ جو لوگ اس بارے میں غفلت کا شکار ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا قیامت میں پوچھ نہ ہوگی کہ اتنی مبارک چیز کی حفاظت و تزئین کیلئے کبھی ہفتے میں پانچ منٹ بھی نکالنے کی توفیق نہ ہوئی۔

مونچھوں کو تراشنے سے متعلق احکام

داڑھی رکھنے کے ساتھ ساتھ مونچھوں کو تراشنا بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اکابرین علماء نے مونچھوں کو مونڈنے سے منع فرمایا ہے یعنی بالکل مٹا دینا' مونچھوں کو تراشنے کے بارے میں فرمایا مونچھیں اتنی کاٹ لی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے ایک قول ہے کہ اتنی تراشی جائیں کہ وہ بھنوؤں کی مانند بن جائیں۔ مونچھوں کو تراشنے کے بارے میں ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ

اخرج احمد ص ۲۶۴ ج ۵ عن ابی امامة قال قلنا یا رسول الله ان اهل الکتاب یقصون عثانینهم ویوفرون سبالهم قال فقال النبی صلی الله علیه و آله وسلم قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اهل الکتاب

کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب داڑھیوں کو کاٹتے اور مونچھوں کو چھوڑتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑ دو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

اس روایت میں امر ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ داڑھیوں کا کاٹنا اور مونچھیں بڑھانا اہل کتاب کا طریقہ اور ان کے ساتھ مشابہت ہے۔

عن ابن عباس قال لما فتح رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مکة قال ان الله ورسوله حرم شرب الخمر وثمنها قال وقصوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تمشوا فی الاسواق الا وعلیکم الا زرانه لیس منامن عمل سنة غیرنا' رواه الطبرانی فی الاوسط (مجمع الزوائد ص ۱۶۸ ج ۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے اور فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور بغیر تہبند کے بازاروں میں نہ چلا کرو اور جو ہمارے غیر کے طریقے پر عمل کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنها قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب (متفق علیه)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کتراؤ۔

نیز صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:۔

جزو الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۲۹)

"یعنی مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔"

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مجوس اور مشرکین اس زمانے میں داڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے۔ جیسا کہ آج عیسائی قوم کر رہی ہے۔

مونچھ تراشنا

مونچھوں کے بارے میں حدیثوں میں پانچ لفظ وارد ہوئے ہیں

(الف)......جزوا الشوارب (مونچھیں کاٹو)

(ب)......قص الشارب۔(مونچھ کترنا)

(ج)......احفوا الشوارب۔(مونچھیں پست کرو)

(د)......انھکوا الشوارب۔(مونچھوں کواچھی طرح پست کرو)

(ہ)......اخذ الشارب۔(مونچھ لینا)

مونچھیں نہ کٹوانے والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے نہیں

"عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا"

"زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ میری امت سے نہیں ہے۔"

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہماری امت میں شامل نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ داڑھی کا بھی یہی حکم ہے جو مذکور ہوا۔ یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ داڑھی مبارک بڑھاؤ۔ مونچھیں کٹواؤ' جو مونچھیں نہ کٹوا کر امت محمدیہ (جماعت محمدیہ) سے خارج ہو رہا ہے بالکل اسی طرح ہی داڑھی نہ بڑھا کر بھی اس امت سے خارج ہو رہا ہے۔

پس یہ ان لوگوں کے لئے سخت سے سخت وعید ہے جو محض انفسانی خواہش یا شیطانی بہکاوے کی وجہ سے داڑھی منڈاتے ہیں۔

اور اس کی وجہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اپنی امت سے خارج ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ کیا کوئی مومن جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذرا بھی تعلق ہے اس دھمکی کو برداشت کر سکتا ہے ہرگز نہیں! اور سرکار دو

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس طرح نفرت تھی کہ جب شاہ ایران کے قاصد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو ان کی داڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھیں۔ بس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا (دیکھنا) بھی گوارہ نہیں فرمایا اور اپنا منہ (پورا چہرہ مبارک) پھیر لیا اور فرمایا تمہاری ہلاکت ہو کہ تم کو کس نے یہ شکل بگاڑنے کا حکم دیا ہے وہ بولے کہ ہمارے رب کسریٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور مجوسیوں کے رب کے حکم کی پیروی کرتے ہیں ان کو ہزار بار سوچنا چاہیے کہ وہ قیامت کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے اور اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے میری امت سے خارج ہو تو پھر شفاعت کی امید کس سے رکھیں گے۔

اے مسلمانو! سوچو سوچو ہزار بار سوچو۔ ایک ہی سہارا تھا وہ بھی چھوٹ گیا تو پھر کیا ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھیں بڑھانا اور اسی طرح داڑھی منڈانا یا کترانا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی گناہ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرما سکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا میری امت یا جماعت سے خارج ہے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضہ

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

"من احبّنی فقد اطاعنی و من اطاعنی کان معی فی الجنة"

جس نے مجھ سے محبت کی بے شک اس نے میری اتباع کی اور جس نے میری اتباع کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ محبت کا ثمرہ لازمی اطاعت ہے۔اگر اطاعت اور اتباع سنت نہیں ہے تو دعوائے محبت باطل ہے نیز عاشق دعویٰ نہیں کرتا عاشق تو عمل کرتا ہے۔

عشق کی اولین منزل ترک دعویٰ یعنی فنائیت محض ہے اور جو مدعی بنا ہوا ہے تو مدعی اپنی بقاء کا قائل ہے اس میں فنائیت کہاں؟ اس لئے اگر کوئی عاشق رسول ہے تو اس کی ملامت یہ ہے کہ دعویٰ نہ ہو کہ میں عاشق رسول ہوں بلکہ نادم ہو کہ جتنا عشق کرنا چاہئے تھا وہ نہیں کر سکا''.....(جواہر حکمت)

داڑھی رکھنے والوں کے ایمان افروز واقعات

سنت کے مذاق سے کفر کا اندیشہ ہے

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں۔

کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس کو چھوٹا سمجھ کر اس کی تحقیر کی جائے۔ دیکھئے فرض کریں کہ اگر کسی شخص کو کسی سنت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہو رہی ہے تو کم از کم اس شخص کو بہتر سمجھے جس کو اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق ہو رہی ہے۔ لیکن اس سنت کا مذاق اڑانا' اس کی تحقیر کرنا' اس کو برا قرار دینا۔ اس پر آوازیں کسنا۔ ان افعال سے اس شخص پر کفر کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کے بارے میں بھی کبھی تحقیر اور تذلیل کا کلمہ زبان سے نہیں نکالنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے آمین

(اصلاحی خطبات)

مجھے داڑھی کی توفیق کیسے نصیب ہوئی؟

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ نے اپنی سرگزشت حیات خود تحریر فرمائی جو ایمان افروز بھی ہے نے زندگی کو کس طرح سنوارا اور اصلاح پذیر بھی شیخ کی صحبت اس کی مکمل تفصیل ہے۔ یہ مقبول عام کتاب ''اصلاح دل'' کے نام سے شائع شدہ ہے جس کے مطالعہ سے ہزاروں افراد کی زندگیوں میں خوشگوار اثرات مرتب ہو چکے ہیں۔ ذیل میں حضرت کی مذکورہ سوانح سے داڑھی کے متعلق پر اثر واقعات لکھے جاتے ہیں۔ (مرتب)

جون ۱۹۲۹ء میں موجودہ اہلیہ سلمہا سے میرا عقد نکاح ہوا۔ (حضرت نے یہ عقد ثانی پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد کیا تھا) (ناقل) اس وقت اسکی عمر پندرہ، سولہ برس کی تھی اور میں اپنی زندگی کے اٹھائیس سال مکمل کرنے کو تھا۔ حضرت اقدسؒ سے تعلق بیعت پیدا کرنے کے لئے درخواست کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ وجہ ظاہر تھی کہ میں باریش نہ تھا۔ تو کس منہ سے اتنی بڑی چیز کی درخواست کرتا؟ داڑھی رکھنے کا ارادہ بھی کرتا تو شیطان دل میں یہ وسوسہ ڈالتا کہ تیری بیوی کیا خیال کرے گی کہ کس بوڑھے سے پالا پڑا میں نفس وشیطان کے ان وساوس سے مغلوب ہو جاتا...... گھر میں لفافے منگوا رکھے تھے اللہ کا فضل شامل حال ہوا چھٹی کا دن تھا، مولانا شیر صاحب (مرحوم) اپنے گاؤں گئے ہوئے تھے۔ سکول کی ڈاک میں رسالہ ''المبلغ'' آیا۔ میں نے پڑھا تو اس میں میرے ہی حال کے مطابق مضمون تھا۔ حضرتؒ کے مضمون کا حاصل یہ تھا کہ بعض لوگ بزرگوں سے اپنا

تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر خیال کرتے ہیں کہ پہلے پاک صاف ہولیں پھر اپنے آپ کو سپرد کریں گے۔ حضرتؒ نے طریقت وسلوک کے اس بڑے ''سنگ راہ'' کو عجیب مثال سے سمجھایا تھا۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی کے ہاتھوں میں تو پاخانہ بھرا ہوا ہو اور دریا کے کنارے کھڑا ہوا یہ خیال کرے کہ پہلے ہاتھ پاک کر لوں پھر دریا میں ہاتھ ڈالوں۔ فرمایا، ہاتھ پاک کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہاتھ دریا میں ڈال دیئے جائیں، پاک ہو جائیں گے اور دریا بھی پاک رہے گا۔ اس مضمون کا دل پر گہرا اثر ہوا۔ سارا مضمون ہی گویا میرے حال کے مطابق تھا۔

رکاوٹ کا دور ہونا

اسی روز نماز مغرب کے بعد اہلیہ کے پاس بیٹھا تھا، اپنا ماجرا سنایا اور پوچھا کہ ''خدا کی بندی مجھے بتا اگر میں داڑھی رکھ لوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟''

اہلیہ بھی ماشاء اللہ بہت سمجھدار واقع ہوئیں۔ کہنے لگیں آپ یہ بتائیں کہ داڑھی منڈوانا ثواب ہے یا گناہ؟ میں نے کہا منڈوانا سخت گناہ ہے اور رکھنا بہت بڑا ثواب۔

اہلیہ نے جواب دیا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ میں آپ کو یہ کہوں گی آپ گناہ کا کام کریں مجھے داڑھی منڈے اچھے نہیں لگتے۔ آپ داڑھی رکھیں مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہ ہوگا بلکہ خوشی ہوگی۔

بیعت کی درخواست

اب موانع مرتفع ہو گئے دل کو حوصلہ دے کر لفافے لئے اور رات ہی کو حضرت اقدسؒ کی خدمت میں تعلیم کے لئے درخواست لکھی۔

۸ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ کی شب تھی۔ میرا یہ چھٹا خط تھا جس کا مضمون یہ تھا ''حضرت والا! اس ناچیز کی زندگی کا بہترین حصہ دنیوی اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں گذر گیا تقریباً چھ سال تک ایک آریہ سکول میں بھی پڑھتا پڑھاتا رہا۔ دینی تعلیم سے محروم رہا۔ تھوڑے عرصہ سے ایک نیک بندے کی صحبت میسر ہوئی ہے۔ اسی وقت سے

حضرت والا کی مختلف تصانیف اور مواعظ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے روز بروز دینی شوق بڑھتا گیا، حرام اور حلال میں تمیز ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی دھن لگی۔ یوں تو یہ ناچیز عرصہ سے حضرت والا سے تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ایک ہفتہ حضرت والا کی صحبت میں بھی رہ چکا ہے اور خطوط کے ذریعے حضرت والا سے ضروری مسائل بھی دریافت کرتا رہا ہے اور حضرت والا رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔ لیکن باقاعدہ تعلیم کے لئے درخواست نہ کر سکا اور حضرت والا کی توجہ خاص سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج عرض کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ یہ ناچیز بیعت کے لئے درخواست کرتا لیکن چونکہ شروع ہی میں حضرت والا اس چیز کو پسند نہیں فرماتے اس لئے یہ عرض کرنا خلاف ادب سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ادب وہی ہے جو حضرت پسند فرمائیں حضرت والا یہ ناچیز نہایت ہی نکما ہے۔ مگر توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرت والا کی دعاؤں کی برکت سے یہ ناچیز رضائے مولا حاصل کرنے سے محروم نہ رہے گا۔ حضرت والا! اس ناچیز کو تعلیم فرمائیں۔ میرا مقصود اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ اور حضرت والا سے اللہ تعالیٰ کے احکام دریافت کرنا ہے جن سے رضائے مولا حاصل ہوتی ہے۔

شیطان کا حملہ

فرط جذبات میں خط تو لکھ دیا۔ رات کا وقت تھا، سو گیا میرے سوتے ہی سارے یہ جذبات بھی سو گئے اور صبح تک سارا جوش و جذبہ کافور ہو گیا۔ نفس اپنے حملہ میں کامیاب رہا۔ صبح بیدار ہوا تو نفس نے پھر ''وعظ کہنا'' شروع کیا کہ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ داڑھی رکھنا پڑے گی۔ ایسی بھی کونسی مجبوری ہے عمر پڑی ہے پھر رکھ لینا۔ ٹھیک ہے یہ بہت محبوب سنت ہے۔ عملی کوتاہی ہے اللہ سے معافی مانگ لینا وغیرہ وغیرہ۔

الغرض نفس اپنی تدبیر میں کامیاب رہا اور میں نفس سے مغلوب ہو گیا میں نے خط کو لیٹر بکس میں ڈالنے کے بجائے گھر کے بکس (سوٹ کیس) میں رکھ دیا۔ وقت دھیرے دھیرے گذرتا گیا۔ گو خط حوالہ ڈاک نہ کر سکا تھا اور حضرتؒ کی خدمت عالیہ

میں عریضہ نہ پہنچا مگر گھر میں پڑے خط کے مضمون اور قلب و دماغ کے درمیان ہلکا سا ربط ضرور باقی تھا۔ نفس و عقل کی کشاکش جاری تھی اسی دوران دس روز کے بعد حضرتؒ کے مواعظ کا ایک اور رسالہ بذریعہ ڈاک پہنچا۔ اس وعظ میں بھی ''خودسپردگی'' کے بارے میں ساحل دریا پر کھڑے ناپاک ہاتھوں والے آدمی کے قصہ کا تذکرہ تھا۔ جو اس انتظار میں تھا کہ اول ہاتھ پاک کروں پھر دریا میں ہاتھ ڈالوں۔

پہلا قدم

اسی مضمون کو پڑھا پھر پہلے کا سا جوش عود کر آیا۔ سوچا کہ نہ جانے پھر نفس کوئی نئی تدبیر کوئی نئی راہ دکھلا دے، سوٹ کیس سے لفافہ نکالا اور ۸ تاریخ کے ساتھ ایک کا ہندسہ بڑھا کر ۱۸ جمادی الثانیہ کر دیا اور لفافہ سپرد ڈاک کر دیا۔

گو خودسپردگی کا پہلا قدم تو اٹھ چکا تھا۔ تاہم ابھی دل کے اندر چور موجود تھا کہ حضرت کوئی پہلے ہی خط سے ماننے والے تھوڑا ہی ہیں۔ ابھی تو جانے کتنے اور عریضے تحریر کرنے ہوں گے۔

درخواست کی قبولیت

اتفاق یہ کہ چوتھے ہی روز عین اسی وقت جب میں داڑھی منڈوا رہا تھا حضرت اقدسؒ کی طرف سے جواب آ گیا۔ داڑھی منڈوا کر لفافہ کھولا اور حضرت اقدسؒ کا جواب پڑھا۔ عقل دنگ رہ گئی حیرانی ہوئی بے پایاں محبت کے جذبات موجزن تھے۔ حضرت اقدسؒ نے قبول فرما لیا تھا اور تحریر فرمایا ''جزاک اللہ، میں حاضر ہوں۔ رسالہ تبلیغ دین کا مطالعہ کر کے اس میں جو عیوب، نفس کے لکھے ہیں، ان میں سے ایک ایک کا علاج پوچھتے رہو اور مواعظ کے مطالعہ کی پابندی رکھو''۔

بیعت کا اثر

اس احسان عظیم کے آگے دل و نگاہ جھک گئے اور شرم آئی کہ تعلق پیدا نہ ہوتا تو اور بات تھی پیدا کر کے توڑنا تو غضب ڈھانا ہے۔ جس کا خسارہ ظاہر ہے کہ مجھے ہی

ہوتا اور "خسر الدنیا و الاخرۃ" کا مصداق بنتا، لیکن اللہ کا فضل و کرم شامل حال ہوا، اور حضرت کی بے پناہ محبت نے ہر طرف سے گھیر لیا داڑھی جو کل تک رکھنا مشکل تھی آج وہ میرے لئے نہ صرف آسان ہو گئی بلکہ اس کے منڈوانے کا تصور تک نکل گیا۔ سچ ہے اطاعت بلا محبت نہیں ہوتی۔ جب سچی محبت دل میں جگہ پکڑ گئی تو اطاعت آسان ہو گئی میں داڑھی والا بن گیا اور حضرت کا ارشاد گرامی صحیح ثابت ہوا کہ "جیسے بھی ہو اپنے آپ کو سپرد کر دو اسی طرح اصلاح ہو گی"۔ (ماخوذ از اصلاح دل)

بزرگوں کا حکیمانہ طرز نصیحت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی قدس سرہ کی حکایت ہے کہ آپ سے کسی نے ایک رئیس خان صاحب کی شکایت کی کہ یہ نماز نہیں پڑھتے۔ مولانا نے ان سے پوچھا کہ خان صاحب نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ کہا، حضرت! آپ سے کیا پردہ۔ بات یہ ہے کہ "میں داڑھی چڑھانے کا عادی ہوں۔ یہ شوق مجھ سے نہیں چھوٹتا اور نماز کے لئے پانچ وقت وضو کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے بار بار داڑھی کا اتارنا چڑھانا مشکل ہے۔ اس لئے میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔۔ مولانا نے فرمایا کہ بس آپ کو یہی عذر ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ بے وضو ہی نماز پڑھ لیا کریں۔ مگر نماز کو نہ چھوڑیں۔ خان صاحب نے کہا حضرت بے وضو کے نماز پڑھنے سے تو یوں سنا ہے کہ آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ تم کافر نہ ہو گے تم بے فکر رہو اور بے وضو ہی پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ خان صاحب بے وضو ہی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ مگر اندر سے دل نہ مانا۔ آخر نماز چھوڑ کر وضو کیا اور وضو سے نماز پڑھی۔ پھر ایک دو روز تک تو ہر وضو کے بعد داڑھی چڑھا لیا کرتے۔ اس کے بعد یہ بھی چھوڑ دیا اور اچھے خاصے پکے نمازی ہو گئے۔ دیکھئے مولانا نے کیسے عجیب طرز سے نصیحت کی۔ کہ مخاطب کو ذرا بھی توحش نہ ہوا۔ (التواصی بالحق ج ۱۳)

داڑھی کی برکت

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب نقشبندی قدس سرہ کے پاس تین فوجی آئے۔ حضرت عشاء کی نماز کے بعد اپنی نشست پر تشریف فرما تھے۔ تینوں حاضرِ خدمت ہوئے جن میں سے ایک داڑھی والے اور دو بغیر داڑھی کے تھے وہ تینوں پٹھان تھے۔ حضرت نے مسئلہ سمجھانے کے لئے ابتداء مذاق لطیف کے طور پر فرمایا کہ۔

''پٹھان ہو کے عورتیں بن رہے ہو۔ یہ بتاؤ کہ جماعت کی صفوں میں کونسی صف میں کھڑے ہوگے۔ مرد تو ہو نہیں کیونکہ داڑھی ہے نہیں مرد کی نشانی داڑھی ہے۔ عورت بھی نہیں کیونکہ عورت کے سر پر چوٹی ہوتی ہے لہٰذا تم خنثیٰ ہو گئے۔ اب تیسری صف کی تیاری کرنا۔''

اس پر وہ فوجی بولے کہ حضرت! وہاں فوج میں سختی ہوتی ہے درخواست دینی پڑتی ہے۔ آپ دعا فرمائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ داڑھی چھوڑیں گے اس پر حضرت نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ فرمانے لگے کہ۔

''نواب بہاولپور کو فوجی افسر (اعلیٰ) کی ضرورت تھی تو انگریز کی فوج سے افسر اعلیٰ کے منصب کے لئے آدمی لانے کو غالباً کراچی تشریف لے گئے اور انگریز افسر سے کہا کہ مجھے نہایت بہادر اور سنجیدہ آدمی فوج کی کمان کے لئے چاہئے انگریز افسر نے فوج کے بڑے بڑے آفیسر جو کہ ان کے معتمد تھے نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیئے لیکن ان میں سے نواب صاحب کو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر خود فوج کا معائنہ کیا تو ایک سپاہی جو کہ انگریز کی نظروں میں نہایت بیکار تھا اس کو پسند فرمایا۔ انگریز نے کہا صاحب! یہ اس مقام کا اہل نہیں ہے ان کے سوا بڑے افسر موجود ہیں۔ آپ جس کو چاہیں لے جائیں۔ اس کو چھوڑ دیں لیکن نواب صاحب نے فرمایا کہ نہیں مجھے یہی چاہئے۔''

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ:

''میری ملاقات اس سپاہی سے ہوئی جب کہ وہ نواب صاحب کی فوج کا کمانڈر

بنا اور میری ملاقات کو احمد پور شرقیہ آ گیا۔ باتوں باتوں میں اس عہدے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ انگریز افسر نے مجھے کہا کہ داڑھی منڈوا دو یا فوج سے نکل جاؤ میں نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا کہ اے اللہ! میں فوج سے نکل جاؤں گا لیکن داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔ جس پر اللہ نے مجھے یہ ترقی دی اور سپاہی سے مجھے کمانڈر بنا دیا۔''

حضرت نے فرمایا کہ ''دیکھا اس نے ہمت کی اور اتباع سنت کی استقامت دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی۔ آپ بھی اگر اس طریقے سے کام کرلیں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور کسی درخواست کی ضرورت نہ پڑے گی۔''

یہ بات سن کر ان فوجیوں نے وعدہ کیا کہ: ''ان شاء اللہ تعالیٰ اب ہم داڑھی چھوڑ کر مرد بنیں گے۔'' حضرت نے ان کیلئے استقامت کی دعا فرمائی اور گھر تشریف لے گئے۔ (تجلیات صدیقی)

داڑھی رکھنے پر نقد انعام

ہمارے ملتان میں چند روز ہوئے ایک تبلیغی جماعت آئی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان نے یہ واقعہ اس طرح سنایا:۔

لاہور سے ایک بارات کراچی گئی۔ ابھی نکاح مسنون منعقد نہ ہوا تھا۔ کسی طرح ہونے والی دلہن کی نظر دلہا پر پڑ گئی۔ اس نے دیکھا کہ دلہا میاں تو داڑھی والا ہے۔ دلہن کو شدید دھچکا لگا۔ اس نے اپنی والدہ وغیرہ سے بات کی۔ چنانچہ دلہن والوں نے دلہا کے والد پر زور ڈالا کہ یہ شادی صرف اسی صورت میں منعقد ہو گی جب دلہا اپنی داڑھی صاف کر لے۔ دلہا کے والد نے دلہا سے بات کی۔ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس کے والد نے بالآخر دلہا سے کہا ''طرفین کی عزت'' کا معاملہ ہے۔ فی الحال داڑھی صاف کروالو۔ نکاح کے بعد بے شک رکھ لینا دلہا نے پھر انکار کر دیا لیکن اس کا باپ اس کے پیچھے ہی پڑ گیا۔ تنگ آ کر دلہا نے کہا کہ اچھا میں حجام کے پاس جا کر اس معاملہ میں ''کوشش'' کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اکیلا ہی شادی کی تقریب سے علیحدہ ہو گیا اور غائب ہو گیا۔ وہ سیدھا کراچی ریلوے اسٹیشن

گیا اور لاہور کا ٹکٹ لے کر کراچی سے روانہ ہو گیا۔ وہ لاہور پہنچ کر پریشان پھرتا رہا کہ کرے تو کیا کرے۔ سوچنے لگا کہ اگر گھر گیا تو دلہن کے بغیر گھر جانے پر گھر والے گت بناتے رہا کریں گے۔ چنانچہ وہ ایک مسجد میں قیام پذیر ہو گیا۔ رات کو خواب میں ایک نیک دل سیٹھ صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں سیٹھ صاحب سے فرمایا کہ لاہور کی فلاں مسجد میں ہمارا ایک مہمان نوجوان ٹھہرا ہوا ہے۔ اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جائے۔ سیٹھ صاحب کے لئے اس سے بڑی سعادت بھلا اور کیا ہو سکتی تھی۔ صبح اٹھ کر وہ اس مسجد میں گئے۔ نوجوان کو وہاں تلاش کیا۔ لیکن مطلوبہ نوجوان ان کو نہ ملا۔ تلاش بسیار کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ لپٹی ہوئی صف میں کوئی شخص چھپا ہوا ہے۔ سردیوں کے دن تھے۔ وہ نوجوان سردی سے بچنے کے لئے صف کے اندر گھسا ہوا تھا۔ سیٹھ صاحب اس نوجوان کو اپنے گھر لے آئے۔ اس کو غسل کرایا۔ کپڑے پہنائے اور اپنا خواب سنایا۔ تھوڑی دیر بعد سیٹھ صاحب نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے منعقد کرایا اور تحفے میں کوٹھی کار اور دیگر جائیداد بھی دی۔ وہ نوجوان اپنی دلہن کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

ادھر کراچی کی شادی تقریب میں دلہا کی گمشدگی کی خبر پھیل گئی۔ لڑکی والوں کی بڑی سبکی ہوئی اور لڑکے والے بھی "بے نیل و مراد" واپس لاہور سدھارے۔ انہوں نے دیکھا کہ دلہن تو وہاں پہلے سے موجود ہے بڑے حیران ہوئے۔ نوجوان نے ان کو سارا واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ سن کر کئی مردوں پر خوشگوار اثر ہوا اور ان میں سے چند ایک خوش نصیب حضرات نے داڑھی کو اپنے چہروں پر سجا لیا۔

تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں تو صورت لے کے آیا ہوں

(بشکریہ الخیر اگست ۲۰۰۳)

داڑھی رکھنے پر ایک انگریز کا قابل رشک قول

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری استاذ الحدیث دار العلوم دیو بند تحریر فرماتے ہیں
''ایک انگریز اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد مسلمان ہو گیا اور اسلام قبول کرتے ہی اس نے داڑھی منڈانی چھوڑ دی کچھ لوگ اس سے کہنے لگے کہ ''داڑھی رکھنا اسلام میں کچھ ضروری نہیں ہے آپ نے خواہ مخواہ داڑھی مونڈنی چھوڑ دی''۔ اس نو مسلم انگریز نے جواب دیا کہ میں ''ضروری اور غیر ضروری کی تقسیم نہیں جانتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے اور جب میں نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو اب ان کا حکم بجالانا میرا فرض ہے کسی کے ماتحت کا یہ کام نہیں کہ افسر بالا کے احکام میں سے کسی کو ضروری اور کسی کو غیر ضروری قرار دے''۔

ایک مشت کے برابر داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس سے کم کرانا یا منڈوانا تمام ائمہ کے نزدیک حرام ہے۔ کفار و مشرکین کے ساتھ مشابہت اور حضور علیہ السلام کی ایذاء دہی کا سبب ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے.... آمین!

کینیڈا کے نوجوان کے دل میں داڑھی کی قدر

ایک ہمارے کراچی کا نوجوان کینیڈا میں پیدا ہوا' یہاں پروان چڑھا' یہاں کی غذا کھائی' یہ بہت مالدار تھا' ماں اس کی یہاں رہی' باپ اس کو لے کر کراچی آیا۔ ایک دن جا رہا تھا کہ ہمارا کوئی ساتھی اس سے ملا' محبت و پیار سے کہنے لگا۔ آپ مسجد میں آیئے اور ہماری بات سنیں تو وہ ساتھ چلا گیا اور بات سنی' بات دل کو لگی تو اس نے سمجھا کہ ہر مسلمان تبلیغ والا ہے' تو کہا میں کیا تبلیغ کروں گا؟ مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا؟ انہوں نے کہا کہ نماز کا پتہ ہے نا' بس اپنے دوستوں سے کہو کہ نماز پڑھو' نماز پڑھو' اس کو اللہ نے قبول کیا۔ چلتے چلتے چار مہینے لگے۔ جب چار مہینے بعد داڑھی رکھ کر گھر میں آیا تو باپ نے گھر سے نکال دیا۔ ایک سال تک گھر میں آنے نہیں دیا' پھر منت کر کے باپ کو راضی کر کے گھر میں آیا۔

اس باپ نے بھی اسے کہا کہ بیٹا تو نے اس عمر میں داڑھی رکھی' تمہیں کون لڑکی دے گا؟
اس نے کہا میں نے جس نبی کی سنت کو اختیار کیا ہے اس کو اللہ نے بڑی خوبصورت بیویاں دی تھیں' مجھے بھی اللہ دے گا۔ اس کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی۔

ہندو کی داڑھی پر مسلمان کو شرمندگی

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے چھوٹے بھائی مولانا منشی اکبر علی صاحب مرحوم کے پاس ایک سب انسپکٹر اور ایک ہندو تحصیلدار ملنے کے لئے آئے۔ سب انسپکٹر کلین شیو تھا اور ہندو تحصیلدار کی گھنی داڑھی تھی۔ گھر میں سے مسلمان کیلئے پان بن کر آیا تو نوکر نے غلطی سے ہندو کی داڑھی دیکھ کر اسے مسلمان سمجھا اور اس کے سامنے پان پیش کیا۔ مسلمان سب انسپکٹر یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور مولانا اکبر علی صاحب نے انہیں غیرت دلانے کیلئے بہت ڈانٹا۔

بہر حال داڑھی مسلمان کی ظاہری نشانی ہے' جس سے مسلمان ہونے کا علم ہو سکتا ہے۔ باقی زمانے کے رسم و رواج تو روز بدلتے ہیں آج سے کچھ عرصہ قبل مرد کی عزت مونچھوں سے سمجھی جاتی تھی' جتنی بڑی اس کی مونچھ ہوتی' اتنی ہی اس کی قدر ہوتی اور آج کل تو داڑھی مونچھ بالکل صاف کرانے کا رواج اور فیشن ہے کہ چہرے پر بالکل بال کا نشان بھی نظر نہ آئے۔ بقول اکبر الٰہ آبادی

آبرو چہرے کی ساری فیشنوں نے پونچھ لی   قسط اول میں داڑھی اور دوسری میں مونچھ لی

داڑھی اور نوکری

آہ افسوس! بہت سے لوگ جن میں بکثرت حاجی و نمازی اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلانے والے نعت خواں حضرات جو مختلف حیلوں بہانوں سے داڑھی منڈانے اور کترانے کے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں' جبکہ کئی لوگ ماحول و ملازمت کے بہانے داڑھی منڈاتے اور کتراتے اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جی نوکری کا سوال ہے'

ہمارے ماحول و محلے میں داڑھی نہیں رکھنے دیتے' حالانکہ یہ ان کے جذبہ ایمان کی کمزوری اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعلق میں کمی کا سبب ہے۔ ایمان مضبوط اور جذبہ صادق ہو تو کوئی اتنی بڑی قربانی نہیں اور رحمت خداوندی بھی دستگیری فرماتی ہے۔

چنانچہ گوجرانوالہ کے صوفی محمد حبیب گھڑی ساز جب کاروباری سلسلے میں کویت گئے تو انہیں ایک دکان پر ملازمت کا موقع ملا اور مالکان نے یہ شرط عائد کی کہ آپ کو یہاں ملازمت کیلئے داڑھی منڈانا ہوگی اور انگریزی لباس پہننا ہوگا۔ صوفی صاحب نے فرمایا ''مجھے آپ کی دونوں شرطیں منظور نہیں۔'' انہوں نے صوفی صاحب کی استقامت دیکھ کر کہا ''اچھا پھر ایک شرط ہی مان جاؤ۔''

صوفی صاحب نے کہا ''داڑھی تو میں ہرگز نہیں منڈا سکتا' لیکن لباس اس صورت میں تبدیل کر سکتا ہوں کہ پاکستانی لباس کے بجائے عربی لباس پہن لوں گا لیکن انگریزی لباس نہیں پہن سکتا۔'' چنانچہ ان لوگوں نے اسے تسلیم کر لیا اور صوفی صاحب کو ملازم رکھ لیا۔ کچھ عرصے بعد شریعت و سنت پر استقامت کی برکت سے صوفی صاحب کے حالات ایسے سازگار ہوئے کہ انہوں نے اپنی دکان شروع کر دی اور ماشاء اللہ اچھا بھلا کاروبار شروع ہو گیا۔ سچ ہے:

اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے ۔۔۔ وہ خود ہی کرم فرما دیتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

ایک نائی کو داڑھی مونڈنے سے انکار پر انعام

اللہ تعالیٰ جن سعادت مندوں کو توفیق عطاء فرماتا ہے وہ باوجود ضرورت مند ہونے کے داڑھی مونڈنے سے بڑی صفائی سے انکار کر دیتے ہیں۔ مجھے اپنے دوستوں میں سے کئی دوستوں سے سابقہ پڑا کہ انہوں نے بڑی پریشانیاں اٹھائیں' مگر داڑھی نہ مونڈنے کا جو عہد کیا تھا اس کو خوب نبھایا۔

ابھی چند سال کا قصہ ہے کہ ایک صاحب پٹنہ بہار کے رہنے والے حاجی پیدل کے نام سے حج کیلئے جا رہے تھے' جو ہر دو قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ ان کے

بہت سے اعزہ ڈپٹی کلکٹر' منصف اور جج وغیرہ جیسے اونچے اونچے عہدے پر فائز تھے۔ یہ لوگ ان کے سفر کی خبر رکھتے تھے' اور جب کسی ایسی جگہ پر جہاں ریل کی سہولت ہو جانے کا حال معلوم ہوتا تو وہ ریل سے ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔

وہ حاجی صاحب جب سہارنپور پہنچے تو میرے مخلص دوست حضرت اقدس رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے مرید راؤ یعقوب علی خان کے یہاں قیام ہوا۔ غالباً آگرہ کے ایک ڈپٹی صاحب ان سے ملاقات کیلئے راؤ صاحب کے مکان پر پہنچے اور حجامت کیلئے نائی کو بلایا۔ اس نے بہت بہتر حجامت بنائی جس سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے' لیکن جب داڑھی مونڈنے کا وقت آیا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور یہ کام میں نے عمر بھر نہیں کیا۔ میزبان نے کچھ اشارہ بھی کیا' مگر مہمان بہت خوش ہوئے اور یاد پڑتا ہے کہ اس نائی کو کچھ انعام بھی اس پر دیا تھا۔ (از مولانا زکریا نوراللہ مرقدہ)

داڑھی کے مؤقف پر ڈٹنے والے

ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب نے فرمایا: کافی عرصہ پہلے ایک دوست پروفیسر محبوب الرحمان صاحب کہا کرتے تھے کہ وہ داڑھی کے بغیر قبر میں جانا پسند نہیں کرتے۔ چند سال ہوئے ان کو حج کی سعادت نصیب ہوئی تو داڑھی بھی چہرے پر سج گئی۔ ان شاء اللہ جلد ہی سنت کے عین مطابق بھی سج جانے کی قوی توقع ہے۔

مولانا عبدالقادر آزادؒ (سابق خطیب شاہی مسجد' لاہور) سے چند متشرع ایئر فورس کے زیر تربیت پائلٹوں نے دینی مسئلہ پوچھا کہ ان کے افسران ان کی داڑھی کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں۔ مولانا آزادؒ نے جواب دیا۔ "آپ کے افسران غلط مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہیں' آپ اپنے صحیح مؤقف پر کیوں نہیں ڈٹے رہتے۔ آپ شاہین جب پاک ایئر فورس کے جنگی جہاز اڑاتے ہیں تو کئی میل اللہ تعالیٰ کے عرش کے قریب تر ہوتے ہیں' آپ کو تو اللہ تعالیٰ کے احکام پر دوسروں کی نسبت زیادہ احسن طریقے پر چلنا چاہیے۔"

فروری ۲۰۰۳ء میں جامعۃ الرشید احسن آباد' کراچی میں پی آئی اے کے ایک

بہت سینئر پائلٹ کیپٹن محمد ارشد صاحب سے کئی مرتبہ میری نشست و برخواست رہی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ الرشید ٹرسٹ سے مکمل طور پر وابستہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتلایا کہ مفتی اعظم رشید احمدؒ سے متاثر ہو کر انہوں نے چہرہ داڑھی مبارک سے سجا لیا۔ ان کے افسران نے بہتیرا حکم دیا کہ اگر پی آئی اے کی نوکری کرنی ہے تو داڑھی کٹواؤ۔ کافی بحث و تکرار کے بعد کیپٹن صاحب نے تنگ آ کر فرمایا: ''میری یہ گردن تو کٹ سکتی ہے مگر داڑھی ہرگز نہیں کٹ سکتی۔'' کیپٹن صاحب ہم سے مارچ ۲۰۰۳ء میں ہمیشہ کیلئے اچانک جدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس سے نوازیں۔ (آمین)

بیس ہزار کی داڑھی خریدنے کی خواہش

قیس بن سعد کی داڑھی نہیں تھی تو انصار کہنے لگے کہ (**انعم السید قیس ولکن لا لحیته فواللہ لو کانت اللحیة تشتری بالدارھم لا شترینا له لحیة لیکمل رجلا**) قیس بہترین سردار ہے ہر اعتبار سے' لیکن اس کی داڑھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر داڑھی بکتی ہوتی تو ہم اس کو دراہم سے خرید کر دیتے تاکہ وہ مکمل رجل (مرد) بن جاتا۔''

اور احنف بن قیس کے متعلق ابن تمیم کے بعض لوگوں نے بھی کہا تھا کہ ''**وددت انا اشترینا للاحنف لحیة بعشرین الفا**'' میرا جی چاہتا ہے کہ ہم احنف کیلئے اگر بیس ہزار کی بھی داڑھی ملے تو خرید لیں۔'' اور قاضی شریح کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا (**وددت لو ان لی لحیة بعشرة آلاف درھم**) ''میں چاہتا ہوں کہ کاش مجھے دس ہزار درہم کی ہی داڑھی مل جائے۔''

لیکن تعجب ہے آج کے مسلمان پر جو اس میں روپے خرچ کرتے ہیں کہ ہماری داڑھی نظر ہی نہ آئے اور اس زیور و تاج کو معدوم کرنے کیلئے دولت برباد کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تکریم اور تعظیم کی علامت ہے۔ جیسا کہ قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں۔ (**من عظمت لحیته جلت معرفته**) (قوۃ القلوب للمکی ۹/۴)
''جس شخص کی داڑھی بڑی ہوگی اس کی معرفت چمکتی رہے گی۔''

داڑھی مونڈنے پر ملک بدر کر دیا

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے کہ ۷۶۱ء میں دمشق میں قلندریہ فرقے کے کچھ لوگوں نے داڑھیاں منڈوائیں تو اس وقت کے بادشاہ سلطان حسن بن محمد نے حکم دیا کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے اور اس وقت تک ان کو اسلامی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے جب تک وہ اس کافرانہ شعار سے توبہ نہ کر لیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ فعل باجماع امت حرام ہے۔ (تاریخ ابن کثیر، صفحہ ۱۴/۲۷۴)

داڑھی میں مردانگی اور کلین شیو میں نسوانیت

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ایک شخص کے ہاں مہمان ہوئے۔ آپ نے میزبان کے بچے کو پیار کرنے کیلئے پکڑا تو وہ چلانے لگا۔ میزبان نے مزاحاً کہا "شاہ صاحب' کیا بات ہے' بچے داڑھی والوں سے بہت ڈرتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا' بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہوتا ہے۔ اس لئے اسے داڑھی منڈوں میں ماں کی شباہت محسوس ہوتی ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور داڑھی والوں میں مردانگی کو نمایاں دیکھ کر وہ متوحش ہو جاتا ہے اور رونے لگتا ہے۔

داڑھی پر بحث کرنیوالے شخص کو دندان شکن جواب

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے سامنے ایک شخص نے دوران بحث یہ کہا کہ داڑھی رکھنا خلاف فطرت ہے۔ سید صاحب نے پوچھا۔ کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر داڑھی نہیں ہوتی' لہٰذا داڑھی منڈوانی چاہیے۔ آپ نے فرمایا پھر تو تم اپنے دانت بھی توڑ ڈالو' کیونکہ یہ بھی خلاف فطرت ہیں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے منہ میں دانت کہاں ہوتے ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ سید صاحب نے خوب دندان شکن جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ داڑھی والے بوڑھے مسلمان سے شرماتا ہے

حضرت یحییٰ بن اکثم جو امام بخاریؒ کے شیخ ہیں' انتقال کے بعد ان کی پیشی ہوئی تو حق تعالیٰ نے سوال فرمایا کہ: ارے بدحال بوڑھے' فلاں دن یہ کیا' فلاں دن یہ کیا۔

یہ خاموش تھے' کوئی جواب نہ دیا۔ پھر سوال ہوا کہ جواب کیوں نہیں دیتا؟

عرض کیا! کہ اے اللہ' کیا جواب دوں' یہ سب صحیح ہے' مگر میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔

سوال ہوا' کیا سوچ رہے ہو؟

عرض کیا۔ اے اللہ' میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا:

ان اللہ یستحی من ذی الشیبہ (مسلم)

یعنی اللہ تعالیٰ بوڑھے مسلمان سے شرماتا ہے اور میں معاملہ اس کے برعکس دیکھ رہا ہوں۔

فرمایا کہ تم نے صحیح سنا اور صحیح پڑھا۔ جاؤ آج صرف بوڑھے ہونے کی وجہ سے تم پر رحمت کی جاتی ہے اور تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ (کتاب امثال عبرت صفحہ ۳۲۴)

دیکھئے جوانی کے مختلف واقعات ایک طرف مگر فقط بڑھاپے کا لمحہ جس میں انسان کے سر کے بال اور داڑھی سفید ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت انسان کی بخشش کا سامان بن گئی۔

ثابت ہوا کہ جوانی میں جوانی کو اسلام کی طرف لگا لینا' اپنے چہرے پر داڑھی سجا لینا' اپنی حالت کو اس خالق کی مرضی کے مطابق بنا لینا اور اپنے دل سے شیطان کو مٹا لینا' بدرجہ اعلیٰ مقام نجات دلا دیتا ہے۔

ایک وقت تھا کہ داڑھی اکھیڑنے والے کی گواہی قبول نہ تھی

حضرت عمر بن عبدالعزیز امویؒ نے ایک شخص کی شہادت محض اس وجہ سے رد کر دی کہ اس کے فنیکین (نچلے ہونٹ کے نیچے کے دونوں طرف کے تھوڑے سے بال) اکھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ اس کی پوری داڑھی موجود تھی۔ (احیاء العلوم الملغو الی قوت القلوب)

احیاء العلوم کی شرح ''اتحاف السادۃ المتقین'' میں اس واقعے کی تشریح میں لکھا

ہے کہ ''آپ نے اس کی شہادت اس لئے رد کر دی کہ اس نے فقلیین اکھیڑنے کی بدعت پر عمل کیا جو بزمانہ سلف نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اس کی شہادت رد کر کے اس کو تنبیہ کی۔'' (از مولانا شمس الرحمان۔ اتحاف' صفحہ ۲۲۴/۲ طبع مصر)

داڑھی کی مقبولیت پر ایک خواب

تفسیر روح البیان میں ایک عجیب واقعہ اس موقع پر لکھا گیا ہے:

حکی ان رجلاً جاء الی الاستاذ ابی اسحاق فقال رایت البارحة فی المنام ان لحیتک مر صعة بالجو اهرن والیواقیت: فقال صدقت' فانی البارحة مسحت لحیتی' تحت قدم والدتی قبل ان نامت فهذا من ذاک

''ایک آدمی استاذ ابو اسحاق کے پاس آیا اور اس کو کہا کہ گذشتہ شب میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی جوہرات اور یاقوتوں سے مرصع ہے' انہوں نے کہا کہ آپ نے سچ کہا اس لئے کہ کل میں نے اپنی داڑھی والدہ کے سونے سے پہلے ان کے پاؤں سے ملی تھی' میرا اپنی داڑھی کو اپنی والدہ کے قدموں سے ملنا ہی ان جوہرات ویواقیت کا سبب بنا ہے۔''

مسنون حجامت کرنے والے ایک حجام کا انٹرویو

کچھ عرصہ قبل ہفتہ روزہ ضرب مومن نے ایک ایسے حجام کا انٹرویو شائع کیا جس نے مسنون حجامت کا تہیہ کیا۔ یہ ایمان افروز انٹرویو تمام مسلمانوں اور خاص طور پر حجامت پیشہ افراد کیلئے ایک بہترین مثال ہے۔ (مرتب)

ضرب مومن: آپ اپنا تعارف کرائیں گے؟

افضل: میرا نام محمد افضل ہے۔ میں یہاں گوجرانوالہ صادق آباد روڈ' علاقہ مسلم ٹاؤن گرجاکھ کا رہائشی ہوں۔ عام نوجوانوں کی طرح گناہوں اور غلطیوں میں جوان ہوا' مگر دل میں تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدھے راستے پر لائے اور گناہ کرتا تھا' مگر گناہ کو گناہ سمجھتا

تھا اور اب مجھے گناہوں میں لذت نہیں آتی تھی۔ میں گناہوں سے اکتا چکا تھا اس لئے زندگی کو دوسرا رخ دیا جو دنیا میں آنے کا مقصد ہے' اور اس میں اطمینان اور سکون پایا۔

ضرب مومن: آپ کی ذات اور آپ کے کاروبار میں جو تبدیلی نظر آ رہی ہے' یہ کیسے آئی اور کسی واعظ کے وعظ سے یا کسی تحریر وغیرہ سے۔

افضل: یہ بات مجھے بھی سمجھ نہیں آئی۔ جہاں تک سننے سنانے کا تعلق ہے تو سنا بہت جاتا تھا مگر عمل نہ تھا۔ بس یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا کہ اس طرح ذہن کو پھیر دیا۔

ضرب مومن: آپ نے داڑھی کب رکھی؟ اور کاروبار میں تبدیلی کب لائے؟

افضل: ڈھائی سال سے عوامی ہیئر ڈریسر کے نام سے کام کر رہا ہوں' مگر ۶ ماہ سے شیو کرنا بند کر دیا ہے اور جس دن سے شیو کرنا بند کیا اسی دن سے خود بھی داڑھی رکھ لی' اس کے بعد سے نہیں کٹائی۔

ضرب مومن: آپ نے تبدیلی کا آغاز کس عمل سے ظاہر کیا؟

افضل: سب سے پہلے میں نے اپنے کاروبار میں اس تبدیلی کا آغاز کیا کہ دکان پر لکھ کر لگا دیا کہ ''یہاں شیو نہیں کی جاتی'' اور ساتھ ہی داڑھی رکھ لی۔

ضرب مومن: ابتداء کاروبار سے کرنے کی کوئی خاص وجہ؟

افضل: کاروبار جب حلال کا ہوگا تو اور کام بھی حلال اور جائز کروں گا۔ جب تک میرے اندر حرام رہے گا میں حرام کام ہی کروں گا۔ اس لئے سب سے پہلے کاروبار بدلا' پھر آہستہ آہستہ اپنی ذات کو بدلنا شروع کیا۔

ضرب مومن: آپ کے گاہکوں نے اعتراض کیا یا دوست احباب نے سابقہ زندگی کی طرف واپس لانے کی کوشش کی ہو؟

افضل: بعض نے جہالت کی وجہ سے اور بعض نے بحث کے موڈ میں اعتراض کیا اور بعض نے سابقہ زندگی کا طعنہ دیا مگر میرا ایک ہی جواب تھا کہ ہم مسلمان ہیں' پہلے جو بھی تھے اب مسلمانوں کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہوں اور یہ سمجھ لو کہ داڑھی ایک

لائسنس کے طور پر ہے جس کے چہرے پر داڑھی نہیں اس کے پاس مسلمانوں کا شعار نہیں۔ وہ یہود و نصاریٰ کی مشابہت کرتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اپنے چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تاج رکھو' البتہ احباب نے کوشش کو بے سود سمجھا' انہیں علم تھا کہ جس کام پر لگتا ہے مخلص ہو کر لگتا ہے۔

ضرب مومن: آپ کی اس نیک کام پر کسی نے حوصلہ افزائی بھی کی؟

افضل: بہت سارے لوگوں نے حوصلہ افزائی کی اور کئی لوگ دور دور سے چل کر آئے' حوصلہ افزائی کیلئے۔ جیسے آپ ہیں' اسی طرح بہت سے احباب نے حوصلہ افزائی فرمائی۔

ضرب مومن: آپ کا کاروبار پہلے وسیع تھا اب مختصر ہوا تو آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہوگی؟

افضل: آمدنی کا جہاں تک تعلق ہے' واقعی آمدنی بہت زیادہ تھی' مگر اس میں برکت نہ تھی' جو کماتا تھا دکان کھا جاتی تھی۔ گاہک کھا جاتا تھا یا فضول خرچ ہو جاتی تھی۔ جب سے یہ تبدیلی کی ہے ایک پیسہ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق بھی زیادہ دیا اور برکت بھی زیادہ دی۔ ضرب مومن: تبدیلی سے کوئی پریشانی آئی ہو؟

افضل: الحمد للہ' اللہ کا احسان ہے' کاروبار اچھا ہے' کاروبار اسی طرح صحیح چل رہا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی پریشانی نہیں آئی۔

ضرب مومن: اس تبدیلی پر گھر والوں کے کیا تاثرات ہیں؟ آمدنی کی کمی پر ان کا کوئی ردعمل؟ افضل: اللہ کا احسان ہے' ہمارا گھرانہ دیندار گھرانہ ہے' دین کو سمجھتے ہیں' زندگی کا مقصد جانتے ہیں تو اس تبدیلی سے پورا گھرانہ بہت خوش ہوا ہے۔ پہلے سب گھر والے مجھ سے اتنے تنگ تھے کہ شاید ہی اتنے کسی اور سے تنگ ہوں' مجھے کہتے تھے تو کوئی انوکھا ہے' وہ بہت خوش ہوئے کہ پیسے دے یا نہ دے ہمارا بچہ تو صحیح ہو گیا۔ آج کے حالات میں بچہ گھر خرچہ دیتا ہے تو صحیح ہے' ورنہ صحیح بھی غلط ہوتا ہے۔

ضرب مومن: آپ کی شادی ہو گئی ہے؟

افضل: ایک جگہ بات چلی' انہوں نے داڑھی کی وجہ سے انکار کر دیا' مگر تعجب کی

بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لڑکی میرے بھائی کو دی ہوئی ہے جو داڑھی والے ہیں' مگر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میرا اس سے بہتر سبب بنائے گا۔ ان شاء اللہ

ضرب مومن: آپ کی دکان میں ڈیک رکھا ہوا ہے' اس میں کونسی کیسٹیں چلتی ہیں؟

(اس سوال کا جواب دینے کے بجائے بھائی افضل نے ڈیک چلایا تو مولانا طارق جمیل صاحب کی کیسٹ چل رہی تھی۔)

افضل: میں اس انٹرویو کے ذریعے اپنے ہم پیشہ لوگوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اپنے کاروبار میں حلال اور جائز طریقہ اختیار کریں' حرام سے اجتناب کریں اور یہ خوف نہ کریں کہ آمدنی کم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ صرف بال کٹنگ میں وہ آمدنی عطاء فرمائے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے ہو اور حلال میں بہت برکت ہوتی ہے' حرام کی آمدنی حلال سے کئی گنا زیادہ ہو تو اس حلال سے جو ظاہراً کم ہے' برابر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے کاروبار اور اپنی زندگیوں میں تبدیلی لاؤ۔

ضرب مومن: بھائی افضل صاحب! آپ کو اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

جارج پنجم اور اس کا محبوب

شاہ برطانیہ جارج پنجم سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے داڑھی کیوں رکھی ہے؟ جارج پنجم نے جواب دیا۔ میں نے داڑھی اس شخص کے چہرے پر دیکھی ہے جو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے۔ یعنی میرا باپ ایڈورڈ ہفتم۔ اسی لئے میں نے داڑھی رکھی ہے۔ کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔

اے کاش! مسلمانوں کو اپنے سب سے بڑے محبوب آقائے نامدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اداؤں سے اتنی ہی محبت ہوتی جتنی جارج پنجم کو ایڈورڈ ہفتم سے تھی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا اتنا ہی پاس ہوتا جتنا سکھوں کو اپنے دسویں گورو گوبند سنگھ جی کے حکم کا تھا۔

روضۂ اطہر پر حاضری

روضۂ اطہر پر حاضری ایک مسلمان کیلئے سعادت عظمیٰ ہے کہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار پر حاضری دیں۔ اس حاضری سے بعض حضرات کو تو اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے۔ اور وہ سابقہ گناہ آلود زندگی سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق بن جاتے ہیں۔ مجھے پی آئی اے کے ایک ملازم نے بتایا کہ میں داڑھی منڈاتا تھا اور سگریٹ پینے کا بھی عادی تھا' نمازوں اور دین کے دیگر احکامات کا پابند نہیں تھا' مجھے اللہ تعالیٰ نے روضۂ اطہر پر حاضری کی سعادت نصیب فرمائی' روضہ کی جالیوں کے قریب جانے سے پہلے ہی دل میں ایک خیال آیا کہ اے سرکش! اس باغیانہ شکل و صورت میں دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو رہا ہے تجھے شرم نہیں آتی! بس یہ خیال آنا تھا کہ اللہ کا ڈر غالب آیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور دل میں عزم کر لیا کہ آئندہ داڑھی نہیں مونڈواؤں گا اور شریعت کی مکمل پابندی کروں گا۔ اس کے بعد لباس تبدیل کر کے دوبارہ حاضر ہوا' اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ ثمر عطاء فرمایا کہ بعد میں زندگی یکسر بدل گئی' شکل و صورت شریعت کے مطابق ہو گئی' بیوی اور بچیاں شرعی پردے کی پابندی کے ساتھ نماز روزہ اور دیگر احکام کی بھی پابند ہو گئیں۔ میں نے خود ان صاحب کو دیکھا ہے کہ ان کی موت بہت اچھی حالت میں ہوئی۔

چند بُری عادتیں

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بیٹھے بیٹھے اپنی داڑھی کو منہ سے کترتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں میں داڑھی کے بالوں کو ہاتھوں سے توڑنے کی

عادت ہوتی ہے۔ایک صاحب سے میں نے پوچھا کہ آپ کی داڑھی کم کیسے ہوگئی؟ تو کہنے لگے: مجھے داڑھی کے بالوں کو ہاتھ سے توڑنے کی بیماری ہے اس وجہ سے داڑھی کم ہوگئی۔ بعض لوگ داڑھی کو پیچھے کی طرف یعنی نرخرہ کی طرف کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کے جھنڈے کو پیچھے کرتے ہیں کہ کہیں شادی ہونے میں مشکل پیش نہ آجائے۔ارے میاں شادی اللہ کے اختیار میں ہے۔

داڑھی رکھنے کی برکت کا واقعہ

ایک انجینئر کا لندن کی لڑکی سے رشتہ ہونے لگا۔لڑکی نے کہا کہ ابا میں اس کو دیکھنا چاہتی ہوں تو لڑکی نے کہا: میں اس مولوی سے شادی نہیں کروں گی۔انجینئر صاحب بڑے مایوس ہوئے۔مگر اللہ سے مایوس نہیں ہوئے۔ چھ مہینے بعد ہنستے ہوئے آئے اور کہا کہ لندن والی لڑکی نے تو انکار کر دیا۔مگر اب میری حافظ قرآن لڑکی سے شادی ہوگئی الحمد للہ میں بہت خوش ہوں۔

حکیمانہ طرز کا خوشگوار نتیجہ

ایک بزرگ کے بیٹے داڑھی منڈاتے تھے مگر آج ان کا ہر بیٹا داڑھی رکھے ہوئے ہے۔کسی نے کہا: حضرت آپ ان کو داڑھی کا کیوں نہیں کہتے؟ فرمایا: کہ یہ میری داڑھی ان کو داڑھی رکھنے کی تقریر نہیں کر رہی کہ بابا نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔پھر ایک وقت آیا کہ اس صبر اور دعاؤں کی برکت سے بعد میں اس اولاد نے داڑھی رکھ لی۔میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحبؒ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرید تین سال حضرت کے پاس آتا رہا اور داڑھی بھی منڈاتا رہا۔تین سال کے بعد وہ اچانک غائب ہوگیا۔پھر تین مہینے بعد آیا اور کہا کہ میں غائب اسی لئے ہوا کہ داڑھی بڑی ہو جائے تاکہ میرا پیر اسے دیکھ کر خوش ہو جائے تو حضرت نے بعد میں میرے کان میں کہا کہ تین برس تک میں نے ان کو داڑھی کا نہیں کہا۔کیونکہ شروع

میں کہتا تو کچے توے پر روٹی ڈالتا تو روٹی پکنے کی بجائے آٹا بھی خراب ہو جاتا۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے تین سال تک روتا رہا اور میری دعا قبول ہوئی۔

تجھ سے ہے فریاد اے رب جہاں — آہ نہ جائے گی میری رائیگاں

اتباع سنت کی برکت کا پُر اثر واقعہ

خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب انگریزوں کے زمانہ کے ڈپٹی کلکٹر تھے انگریز افسر آیا۔ ہندوستان اس نے انڈیا کے تمام صوبوں کے ڈپٹی کلکٹروں کو جمع کیا۔ یعنی ہر شہر کے گورنر کو جمع کیا۔ سب گورنر پہنچ گئے۔ انگریز افسر ہال میں کرسی پر شاہانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ کرسیاں کم تھیں کچھ ڈپٹی کلکٹر بیٹھے ہوئے تھے کچھ کھڑے ہوئے تھے۔ جب خواجہ صاحب پہنچے تو انگریز افسران کو دیکھ کر فوراً کھڑا ہو گیا۔ ایسا لگا کہ اس کو کرنٹ لگ گیا ہو۔ پھر اس نے کہا ان کیلئے کرسی لاؤ۔ چنانچہ خواجہ صاحب کرتا پاجامہ پرنور چہرہ خوبصورت نورانی داڑھی کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئے تو دوسرے شہروں کے ڈپٹی کلکٹر مارے حسد کے انگریز افسر سے کہنے لگے۔ دو باتیں آج حیران کن ہیں۔

1۔ آپ کسی کیلئے نہیں کھڑے ہوئے یہ آئے تو آپ انکے استقبال کیلئے کھڑے ہو گئے۔

2۔ آپ نے ان کے لئے خاص طور پر کرسی منگوائی اس کی کیا وجہ ہے؟ دوستو! یاد رکھو جو اللہ پر فدا ہو جاتا ہے۔ سارا جہاں اس پر مرمٹتا ہے۔

افسر کہنے لگا: پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں کھڑا نہیں ہوا۔ مجھے کسی نے کھڑا کر دیا۔ ان کے چہرہ کے نور کو دیکھ کر احتراماً کھڑا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے اس کا چہرہ اور لباس دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ شخص اپنے مالک کا وفادار ہے۔ تمہاری طرح ہمارا نقال نہیں ہے کہ ہم نے داڑھی کاٹی تو تم نے بھی کٹوا دی۔ ہم نے کوٹ ہیٹ پہنا تو تم نے بھی پہن لیا اس کا چہرہ اور لباس دیکھو۔ یہ شخص جب اپنے اللہ کا وفادار ہے۔ تو لازماً اس نے گورنری میں بھی وفاداری کی ہو گی۔ کوئی غلط کام نہ کیا ہو گا اس لئے میں نے اس کو عزت دی تھی۔

داڑھی رکھنے کی عاشقانہ ترغیب

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ جو لوگ داڑھی رکھنے کیلئے بڑھاپا آنے کا انتظار میں ہیں ان کو چاہیے کہ وہ یہ مراقبہ کریں اور سوچیں کہ ایک شخص آپ کے محبوب یا بچے کی شکل سے ملتا جلتا ہو تو آپ کو خوشی ہوگی کہ یہ تو میرے بچے کی شکل کا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن بندوں کو اپنے محبوب کی شکل میں دیکھتے ہیں تو اللہ کو اس پر پیار آتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے
آئینہ بنتا ہے رگڑے جب لاکھ کھاتا ہے دل

دوستو! دل بنانے میں تو زندگی لگ جائے گی مگر ظاہری طور پر اللہ والا بننے میں۔ ایک سیکنڈ لگے گا اگر آپ ابھی ارادہ کرلو کہ ہم حضور کی شکل بنائیں گے تو ارادہ ہوا اور مراد آباد پہنچ گئے یعنی مراد پوری ہوگئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو جیسی حالت میں مرے گا۔ ویسا ہی اٹھایا جائے گا۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آپ کی داڑھی منڈی ہوئی ہو اور رسول کے سامنے حوض کوثر پر کافروں کی اور اللہ کے نافرمانوں کی شکل لے کر جائیں اور پھر حضور نے اس وقت منہ پھیر لیا تو دوستو! پھر کچھ نہ پوچھو کیسی ذلت ہوگی؟ اور ہم کہتے ہیں کہ ابھی تو میں جوان ہوں بڑھاپا آنے دو۔ (اللہ کی تلاش)

دو شاعروں کے واقعات

جگر مراد آبادی

جگر مراد آبادی بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے۔ اتنی شراب پیتے تھے کہ لوگ مشاعرہ میں سے اٹھا کر لے جاتے تھے بلکہ خود فرماتے ہیں۔

پینے کو تو بے حساب پی لی ۔۔۔ اب ہے روز حساب کا دھڑکا

بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا۔

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا　　　سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

جب ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے مشورہ کیا کہ میں کیسے توبہ کروں۔ حضرت نے فرمایا مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں چلو۔ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی۔ (۱) یہ کہ میں شراب چھوڑ دوں۔ (۲) یہ کہ میں داڑھی رکھ لوں۔

(۳) یہ کہ میں حج کر آؤں۔ (۴) یہ کہ اللہ میری مغفرت فرما دیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ نے تین دعائیں تو دنیا میں قبول فرمائیں اور چوتھی کے بارے میں خود کہتے تھے کہ اللہ نے وہ بھی قبول فرمالی ہوگی۔ چنانچہ داڑھی رکھ لی۔ اللہ نے حج بھی نصیب فرما دیا اور شراب بھی چھوڑ دی۔ جب شراب چھوڑی تو بیمار ہوگئے ڈاکٹروں کے بورڈ نے مشورہ دیا کہ آپ پیتے رہیں ورنہ آپ مر جائیں گے انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں تو کتنے سال زندہ رہوں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہو تو فرمایا کہ اللہ کے غضب کے ساتھ دو چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ کی رحمت کے سائے میں مر جاؤں۔ لیکن اللہ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ رہے۔ ایک بار میرٹھ میں تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا　　　سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

اور اس کو خبر بھی نہیں تھی کہ یہ داڑھی والا ٹوپی والا اور سنت لباس میں ملبوس جگر صاحب ہیں۔ شعر سن کر جگر صاحب رونے لگے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے توبہ سے پہلے یہ شعر کہلوالیا۔

عبدالحفیظ جونپوری

یہ بھی مشہور شاعر تھے اور بہت شراب پیتے تھے۔ جب توبہ کی توفیق ہوئی تو حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہوگئے اور بیعت بھی اس

طرح ہوئے کہ پہلے چند دن خانقاہ میں قیام کیا۔ تھوڑی سی داڑھی آگئی تھی جس دن بیعت ہونا تھا اس دن داڑھی کو صاف کر کے خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جب توبہ ہی کرنی تھی تو پھر اس چیز کے نور کو کیوں صاف کیا تو عرض کیا حضرت آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں اور مریض کو اپنا پورا مرض حکیم کے سامنے پیش کرنا چاہئے تاکہ وہ صحیح نسخہ تجویز کرے۔ اب وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔ پھر حضرت تھانویؒ ایک سال بعد جونپور تشریف لے گئے تو ان کی داڑھی خوب بڑھ چکی تھی تو حضرت نے فرمایا یہ بڑے میاں کون ہیں لوگوں نے بتلایا کہ یہ وہی عبدالحفیظ جونپوری ہیں جو تھانہ بھون بیعت کے لئے گئے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ انکا خاتمہ بڑا اچھا ہوا۔ موت سے تین دن پہلے ان پر ایسا خوف الٰہی طاری ہوا کہ تڑپ تڑپ کر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف جاتے تھے اور خود ہی رو رو کر جان دیدی اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا گئے۔

میری کھل کر سیاہ کاری تو دیکھو — اور ان کی شان ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمین میں — گناہوں کی گراں باری تو دیکھو
ہوا بیعت حفیظ اشرف علیؒ سے — بایں غفلت یہ ہوشیاری تو دیکھو

(دین و دانش)

داڑھی کے ساتھ اسلاف کا پیار

مولانا محمد جعفر عیسری: ۱۶ ستمبر کو ڈپٹی کمشنر انبالہ پھانسی گھروں میں تشریف لائے اور چیف کورٹ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ تم لوگ پھانسی کی سزا کو بہت محبوب سمجھتے ہو اور اسے شہادت تصور کرتے ہو اس لئے حکومت تمہیں تمہاری پسندیدہ سزا دینے کیلئے تیار نہیں لہٰذا تمہاری پھانسی کی یہ سزا حبس دوام بعبور دریائے شور سے بدل دی جاتی ہے۔

اس حکم کے سنانے کے ساتھ ہمیں پھانسی گھروں سے دوسرے قیدیوں کے ساتھ

عام بیرکوں میں ملا دیا اور جیل خانے کے دستور کے مطابق قینچی سے ہماری داڑھی، مونچھ اور سر کے بال وغیرہ تراش کر کے ایک منڈی بھیڑ کی طرح بنا دیا میں نے اس وقت دیکھا کہ مولانا یحییٰ علی صاحب اپنی داڑھی کے کترے ہوئے بالوں کو اٹھا کر کہتے تھے:

''افسوس نہ کر، تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اسی کے واسطے کتری گئی۔'' (کالا پانی)

اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو کوئی صحابی یا تابعی یا تبع تابعین یا امام یا مجتہد یا محدث میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے داڑھی رکھنے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہ کی ہو۔ مگر اغیار کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ یہ کیا گیا کہ ان کی داڑھیاں تک نوچ لی گئیں۔

مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کی استقامت

حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ جب تقسیم ہند کے بعد وطن کو خیر باد کہہ کر پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں مقیم ہوئے تو اس وقت اس شہر میں دینی تعلیم کا صرف ایک ہی ادارہ تھا یعنی مظہر العلوم کھڈہ، ظاہر ہے کہ وہ تمام اہل علم کو اپنے اندر نہیں سمو سکتا تھا۔ اس لئے حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ نے اس وقت برنس روڈ پر واقعہ میٹرو پولیس ہائی اسکول میں اسلامیات کے استاد کی حیثیت سے کام شروع کر دیا۔ اسکول کی انتظامیہ انگریزوں کی پروردہ اور مغربی ذہنیت کی حامل تھی۔ اس نے حضرت مفتی صاحب سے داڑھی منڈوانے کا مطالبہ کیا، ظاہر ہے کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم اس مطالبہ کو تسلیم کرنے والے نہ تھے لیکن انتظامیہ کا اصرار جاری رہا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ انتظامیہ نے داڑھی نہ منڈوانے کی صورت میں ملازمت سے علیحدہ کر دینے کا عزم کر کے مولانا کو آخری فیصلہ سنا دیا۔ حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ، صاحب عیال تھے۔ اس زمانہ میں کوئی دوسرا ذریعہ معاش بھی نہ تھا۔ فکر مند ہو کر اپنے رفیق حضرت مولانا نور احمد صاحب (دار العلوم کراچی کے ناظم اول) کے پاس آئے

اور پریشانی کے عالم میں یہ صورت حال بتائی۔ واقعہ سن کر حضرت مولانا مرحوم کو سخت تکلیف ہوئی اور بڑی غیرت آئی پوچھا آپ کو کیا مشاہرہ دیتے ہیں؟ انہوں نے مشاہرہ بتا دیا۔ حضرت مولانا مرحوم نے ان سے فرمایا آپ ہمارے پاس آجائیں ہم ان سے دگنا مشاہرہ دیں گے۔ کل آپ داڑھی میں اہتمام سے کنگھا کر کے تیل لگا کر جائیں اور استعفا پیش کر دیں۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب استعفا دے کر دار العلوم کراچی آگئے اور پاکستان میں اپنی خدمات دینیہ کا وقیع انداز میں آغاز فرمایا۔ (متاع نور از مولانا رشید اشرف صاحب)

گردن کٹ سکتی ہے داڑھی نہیں کٹ سکتی

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں نیوی کا ایک سپاہی میرے بیان میں آ گیا۔ سننے کے بعد جا کر اپنے افسر کو درخواست دی کہ میں داڑھی رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ ستم بھی دیکھئے کہ رحمٰن کے حکم پر عمل کرنے کے لئے شیطان سے پوچھنا پڑتا ہے۔ فوج کا قانون ہے افسر سے اجازت لئے بغیر کوئی داڑھی نہیں رکھ سکتا۔ افسر نے درخواست نامنظور کی آخر باہمت نوجوان نے بلا اجازت ہی داڑھی رکھ لی۔ افسر سے سامنا ہونا ہی تھا کہ دیکھتے ہی بولا یہ کیا کر دیا؟ اب فوراً منڈا کر آؤ اور آ کر مجھے دکھاؤ ورنہ گولی سے اڑا دوں گا۔ اب سپاہی کا جواب بھی سنئے۔ اللہ کرے کہ یہ بات دلوں میں اتر جائے اپنے افسر کو روبرو جواب دیتا ہے کہ ”یہ گردن تو کٹ سکتی ہے داڑھی نہیں کٹ سکتی۔ وہی جواب جو ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کو دیا تھا۔ وہ خود سر افسر اس جواب کی تاب کہاں لاتا؟ فوراً اسے فوجی جیل میں بند کر دیا لیکن قرآن مجید کا اعلان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی راہ خود پیدا فرما دیتے ہیں۔ ایک آدمی کسی طرح اس سے ملنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے حالات دریافت کئے اور مجھے آ کر پورا قصہ سنا دیا۔ میں نے ایک فتویٰ لکھا کہ جس افسر نے اس سپاہی کو

جیل میں رکھا ہے اس کا ایمان جاتا رہا وہ پکا مرتد ہو گیا۔ اب دوبارہ اسلام قبول کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح ٹوٹ گیا دوبارہ نکاح کرے اور اس سپاہی کو فوری رہا کر دے اور مزید اس سے معافی بھی مانگے۔ اگر افسر یہ نہیں کرتا تو حکومت پر فرض ہے کہ اسے عبرتناک طریقے سے سرعام موت کی سزا دے۔ اگر حکومت ایسا اقدام نہیں کرتی تو اس حکومت کو مسلمانوں پر مسلط رہنے کا کوئی حق نہیں ایسی لادین حکومت کو چاہئے کہ عذاب کی منتظر رہے۔ فتویٰ تو لکھ دیا مگر آگے پہنچانے کا مسئلہ تھا۔ بظاہر اس کا بھی کوئی حل نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایک شخص کے ذریعے وہ فتویٰ آگے پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے لکھا کہ میں جب بھی یہ فتویٰ کسی افسر کو دکھاتا وہ بھیگی بلی کی طرح بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا رعب ڈال دیا کہ آخر مقدمہ کا چکر ختم ہو گیا۔ جیل سے رہائی مل گئی اور ملازمت بھی بحال ہو گئی اور ساتھ کے ساتھ بددماغ افسر کا دماغ بھی ٹھیک ہو گیا۔

بیوی داڑھی نہیں رکھنے دیتی

ایک صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک جگہ جمعہ کے وعظ میں داڑھی کے بارے میں کچھ کہنے کی توفیق ہوئی۔ بعض احباب جوش میں آکر کھڑے ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ ہم آئندہ داڑھی نہیں منڈائیں گے۔ ایک شخص ان میں سے ایسا تھا جس کی بیوی اسے داڑھی نہیں رکھنے دیتی تھی۔ کئی مرتبہ داڑھی رکھی لیکن بیوی کے شور مچانے پر کہ بیوی رہے گی یا داڑھی۔ وہ شخص داڑھی منڈاتا رہا۔ مولانا نے فرمایا کہ وہ شخص چند دن بعد میرے پاس آیا اور کہا کہ بیوی نے پھر وہی رٹ لگا رکھی ہے میں نے کہا کہ بیوی کو نرمی سے سمجھائیں کہ داڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے اس نے جا کر بیوی کو بتایا لیکن کچھ اثر نہ ہوا بیوی نے گھر کا کام وغیرہ کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ وہ شخص پھر آیا کہ پریشان ہوں۔ میں نے کہا پریشان نہ ہوں۔ آپ کے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور کر رہا ہوں۔ اس مرتبہ بیوی بھی رہے گی اور

داڑھی بھی۔ لیکن آپ کی کچھ ہمت کی ضرورت ہے۔ اسے جا کر کہہ دیں کہ میں بہت بزدل ہوں کمزور ہوں۔ عذاب قبر۔ جہنم۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا اور ایسا پاگل نہیں کہ آپ کی وجہ سے جہنم میں کود جاؤں آج کے بعد میں داڑھی نہیں منڈاؤں گا جس کا دل چاہے رہے جس کا دل چاہے جائے۔ وہ شخص گھر گیا اور بیوی کو اس قسم کے کلمات کہہ دیئے دوسرے دن آ کر اس نے بتایا کہ الحمدللہ بیوی بالکل درست ہو گئی ہے۔

عورتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟

ایک بار خاوند بیوی میں تلخ کلامی ہو گئی بیوی پکوڑے بنا رہی تھی ہاتھ میں کڑچھی تھی۔ جب بیوی نے گرم سرد سنائیں تو خاوند صاحب تنگ آ کر بولے یا تو میں مر جاؤں یا اور آگے کہنا چاہتے تھے کہ تو مر جائے لیکن بیوی نے مارنے کو کڑچھی اٹھائی اور کہا یا ابھی میں ہی مر جاؤں۔ عجیب بات ہے کہ یہ مرد ہو کر بیوی کی مانتا ہے مالک کی نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ نے آپ کو مرد بنایا ہے مرد بنیں ہمت سے کام لیں۔

سنت کی اہمیت

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔
بزرگوں کی کرامتوں میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر کون کتنا زیادہ چلتا ہے۔ جتنا درجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متابعت میں زیادہ ہے اتنا ہی درجہ اس کی بزرگی کا ہے۔ رات بھر جاگ کر عبادت کرنا اور ہے اور ایک لمحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بہت بلند چیز ہے۔ فرمایا کہ بیت الخلاء میں جانے کی دعا ہزاروں نفلی عبادتوں سے بہتر ہے۔ اس میں نور اور برکت ہی اور ہے۔

صورت فانی سیرت باقی

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
دانش مند کا کام یہ ہے کہ وہ صورت کے سنوارنے کے بجائے سیرت کو سنوارے اور یہی انسان کی حقیقت ہے اور رہ گئی صورت تو وہ چند روزہ بہار ہے بڑھاپا آجائے یا کچھ غم لگ جائے یا کوئی فکر لاحق ہو جائے یا کوئی بیماری لگ جائے تو سارا رنگ و روپ زائل ہو جاتا ہے تو صورت در حقیقت قابل التفات نہیں۔ بلکہ اصل چیز سیرت ہے۔ (یادگار باتیں)

داڑھی

سے متعلق اِعتراضات

اور ان کے جوابات

بلا نیت بھی اتباع سنت پر ثواب ملے گا

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کا ارشاد

فرمایا۔ محض اتباع کی نیت کرلو اور کوئی مقصود پیش نظر نہ رکھو ان شاء اللہ تمام مقاصد جتنے بھی ہیں سب خود بخود حاصل ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر ادا کو محفوظ فرمالیا ہے' اگر کوئی بے خیالی میں بھی اتباع کرلے گا تو بھی اسے ثواب ملے گا۔ مثال کے طور پر اپنے عزیز دوستوں میں ایک مریض ہے' ہم بے تکلفانہ اس کو پوچھنے چلے گئے' نہ سنت کی نیت کی اور نہ ہی اتباع کی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیونکہ یہ عمل اتباع کے مطابق ہوگیا' چاہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو ثواب ملے گا۔ (ملفوظات عارفی)

سنتوں پر عمل کا آسان طریقہ

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد

فرمایا۔ جن سنتوں پر خاندان یا معاشرہ مزاحمت (رکاوٹ) نہیں کرتا ان پر عمل فوراً شروع کردیں۔ جیسے کھانے پینے کی سنتیں سونے جاگنے کی سنتیں وغیرہ تو اس سے نور پیدا ہوگا اور نور سے روح میں قوت پیدا ہوگی اور پھر ان سنتوں پر عمل کی توفیق ہونے لگے گی جو نفس پر مشکل ہیں اور معاشرہ اور ماحول اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ (یادگار باتیں)

مخالفین داڑھی کے اعتراضات

اوران کے جوابات

دور حاضر میں مظلوم داڑھی نت نئے فیشن اور مغربی اثرات کے زیر سایہ ہےاور مسلمان جس کیلئے کسی بھی حکم کے بارے میں مسنون ہونے کا علم عملی قوت کیلئے کافی ہوتا تھا اب وہی مسلمان اپنے ذہن میں داڑھی جیسے حکم شرعی کے بارہ میں طرح طرح کے دوراز کار اعتراض لئے ہوئے ہیں۔ ذیل کی تحریر میں ایسے چند اعتراضات کا شافی جواب دیا گیا ہے اس تحریر کا مطالعہ حسن عمل کی نیت سے ان شاء اللہ کافی اصلاح افروز معلومات پر مشتمل ہے۔

اعتراض

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہر چند کہ داڑھی کے ساتھ بغض وتنفر کا منشاء محض دین سے ناواقفیت اور بے تعلقی ہے کہ ایک مسلمان بچہ کو اگر کوئی عیسائی متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالے اور وہ اسی کے گھر میں پرورش پائے تو ظاہر ہے کہ اس کو اسلام کی ہر بات بُری اور مکروہ نظر آئے گی' چونکہ والدین نے آپ کو پوری سمجھ آنے سے پہلے ہی اسکول میں داخل کر دیا تھا' اور وہاں جن سے بھی واسطہ پڑا وہ عموماً مذہبیت سے متنفر اور اسلام سے بے تعلق تھے' اسی لئے کچی لکڑی میں سمیت (زہر) کو اثر کرنے کا موقع مل گیا اور اب سمجھ آنے پر ادھر تو کئی سال کا جما ہوا رنگ اور ادھر اپنا مسلمان زادہ ہونا

رنگ اور ادھر اپنا مسلمان زادہ ہونا دونوں میں تزاحم (ٹکراؤ) ہونے لگا تو طرح طرح کی تاویلیں سوجھنے لگیں اور یہ کوشش ہوئی کہ اسلام کو اپنے رنگ کے سانچہ میں ڈھال لیں۔

چنانچہ داڑھی کے متعلق آپ کا پہلا اختراع یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملکی اور قومی رواج کے درجہ میں داڑھی رکھی تھی اور اب چونکہ رواج بدل گیا اور داڑھی منڈانے کا رواج ہوگیا ہے لہٰذا جیسا دیس ویسا بھیس' اب داڑھی رکھنا عیب ہے۔

جواب اعتراض

میرے عزیزو! تمہارے یہ دونوں دعوے غلط ہیں' کیا تم کو معلوم نہیں کہ جس ملک اور جس قوم میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اس کا رواج یہ تھا کہ بتوں کو پوجتے تھے' جانوروں کو ان کے نام پر قربانی کیا کرتے تھے' لڑکیوں کی ولادت سے عار کھاتے' اور ان کو زندہ مٹی میں دفن کردیا کرتے تھے' ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے' بیوہ کے سر پر جو کوئی بھی پہلے کپڑا ڈال دیتا وہ اس کا مالک بن جاتا تھا' برہنہ ہو کر طواف کیا کرتے' اور لات ومنات وعزیٰ ودیوی اور دیوتاؤں کو معبود ومتصرف عالم سمجھتے تھے' وغیرہ وغیرہ۔

بھلا غور تو کیجئے کہ نبی دنیا میں قومی رواج کو توڑنے کیلئے آیا کرتا ہے یا ان کی خود پابندی کرنے کیلئے! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قومی رواج کی پابندی کرتے تو تیئیس برس تک آپؐ نے جو تکلیفیں برداشت کیں وہ کیوں پیش آتیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مباح کاموں میں بھی ان کے رواج کے خلاف کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

تشبہ بالکفار کی حرمت کا مدار

تشبہ بالکفار کی حرمت کا مدار ہی اس پر ہے کہ آپ کو زمانہ جاہلیت کے ہر رواج سے بے حد نفرت تھی' یہی تو بڑا سبب تھا کہ ایک دم ساری قوم اور سارے ممالک کے دلوں میں آپؐ کی عداوت بھڑک اٹھی' اور انہوں نے وہ کیا جو کچھ بھی کرتے بن پڑا' مسلمان ہو کر ایسی بے جوڑ بات کہتے ہو جسے دشمن بھی کہتا ہوا شرمائے۔

عہد نبوت کا ایک واقعہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے پہلے کا قصہ ہے کہ قریش نے بیت اللہ کو از سرِ نو تعمیر کیا تھا' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو عمر تھے' اور اپنے چچا حضرت عباسؓ کے ساتھ تعمیر بیت اللہ کیلئے جبلِ ابوقبیس سے پتھر اٹھا کر لانے میں شریک تھے' لنگی باندھے ہوئے تھے اور پتھروں کو کندھے پر رکھ کر مطاف میں پہنچا رہے تھے' ملکی رواج تھا کہ حمال و مزدور کا برہنہ ہونا کوئی عیب نہیں تھا چنانچہ آج بھی اس کا اثر موجود ہے حضرت عباسؓ کو ترس آیا کہ بھتیجے کا کندھا چھل جائے گا اس لئے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لنگی کو اتار کر لپیٹو اور اپنے کندھے پر رکھ لو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنا چاہا کہ دفعتہً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرے اور بے ہوش ہو گئے' دیکھئے حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل از نبوت بزمانہ طفولیت بھی ملکی وقومی رواج پر عمل نہ کرنے دیا۔

کتنی تعجب خیز بات ہے آپ داڑھی جیسی چیز کو جو ابتداء جوانی تا وفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر قائم رہی' یوں فرماتے ہیں کہ ملکی رواج پر عمل تھا' میرے عزیزو! اول تو یہی محقق نہیں کہ تمامی اہل عرب داڑھی رکھتے تھے اور اگر رکھتے تھے تو کس مقدار کی رکھتے تھے' اور اگر ثابت ہو جائے کہ ہاں اہل عرب کی یہ عادت تھی تو یہ بقیہ اثر تھا ملت ابراہیمی کا کہ نبی کی قوم کتنی ہی بگڑ جائے مگر کچھ نہ کچھ اثر اس میں تعلیم نبوت کا ضرور باقی رہتا ہے چنانچہ بیت اللہ کا احترام' اس کا طواف' اور حج کی رسم 9 ذی الحجہ کو عرفات میں جانا' واپسی میں تین دن منیٰ میں ٹھہرنا وغیرہ اگرچہ رسوم شرکیہ سے مخلوط ہو گیا تھا' مگر اہل عرب میں باقی تھا پس جس طرح حج کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکی رواج پر عمل کیا تھا اس طرح داڑھی کو نہیں کہہ سکتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملکی رواج پر رکھی تھی' ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ داڑھی چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت تھی اس لئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس پر عمل فرمایا۔

کیا اب رواج بدل گیا ہے؟

دوسرا دعویٰ کہ اب رواج بدل گیا ہے لہٰذا اس کا اتباع کرنا چاہتا ہوں اس سے بھی زیادہ کمزور اور تعجب خیز ہے جدید رواج سے آپ کی مراد اپنا رواج ہے یا ہنود و نصاریٰ کا! اگر اپنا رواج مراد ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یکدم آسمان سے نہیں ٹپکا' سب سے پہلے کسی ایک مسلمان نے تشبہ بالمشرکین اختیار کیا اور پھر یکے بعد دیگرے دوسرے مسلمان اس کی موافقت کرتے چلے گئے' حتیٰ کہ آج پچاس برس میں اس کا اتنا عموم ہو گیا کہ اپنی کثرت دیکھ کر آپ نے اس کا نام رواج رکھ لیا۔

اگر کوئی شخص اسلام کے خلاف چلے اور چند سال میں اس کا جتھہ بڑھ جائے تو کیا آپ اس کو رواجِ زمانہ کہہ کر پسند کرنے لگیں گے؟ خون کا ایک قطرہ جب ناپاک ہے تو اس کے دریا کو کون عقلمند پاک کہہ دے گا؟

اگر رواج ہی دلیل جواز ہے تو اس وقت مسلمانوں میں سودی قرض لینے کا رواج' قمار اور سٹہ کا رواج' افیون کھانے کا رواج' شراب اور تاڑی پینے کا رواج' رشوت لینے کا رواج وغیرہ وغیرہ کس کس کو آپ واجب الاتباع قرار دیں گے' طرفہ تماشہ یہ ہے کہ شادی اور غمی کے بہتیرے رواج جو مسلمانوں میں صدیوں سے چلے آتے ہیں آپ کے نزدیک بھی معیوب اور واجب الترک ہیں' ان کے متعلق خود آپ کی دلیل یہی ہے کہ یہ سب رسوم و رواج زمانہ ہیں جو مسلمانوں نے ہندوؤں سے اخذ کئے ہیں کوئی شرعی بات نہیں ہے' مگر داڑھی کے متعلق چونکہ وہ براہ راست حکامِ وقت نصاریٰ سے اخذ کی گئی ہے اس لئے منڈانے کا رواج بھی آپ کے نزدیک دلیلِ جواز ہے پھر اگر رواج ہی حاکم ہے تو دنیا میں نبی کا آنا ہی عبث ہے۔

آپ کے سارے اجتہاد کا خلاصہ تو یہ ہوا کہ نبی جب دنیا میں آتا ہے تو ملکی رواج پر عمل کرتا ہے اور جب دنیا سے جاتا ہے تو رواج کو اپنا قائم مقام بنا جاتا ہے اور امت سے کہہ جاتا ہے کہ جیسا رواج بدلے ایسے ہی تم بھی بدلتے رہنا' گویا ساری شریعت صرف

ایک فقرہ ہے ”جیسا دیس ویسا بھیس“ اگر رواج کی حکومت کا یہی اقتدار ہے تو خدا خیر کرے اب ایک نیا رواج روبترقی ہے کہ برہنگی فطری تعلیم ہے لہٰذا مرد ہو یا عورت جس طرح اس کے پیٹ سے پیدائش ہوتی ہے سب کو اسی طرح رہنا اور بدن کے ہر حصہ کو ہوا اور دھوپ کی قدرتی نعمتوں سے بہرہ یاب کرنا چاہیے دیکھئے اس کے متعلق آپ کا کیا فیصلہ ہو؟

اور اگر آپ کی مراد رواجِ ہندو و نصاریٰ ہے تو ظاہر ہے کہ ہم امت محمدیہ ہیں' لہٰذا ہمیں دشمنان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رواج پر چلنا تو درکنار' بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے خلاف کرنے کا حکم ہے۔

معترضین کی دوسری دلیل

آپ کی دوسری دلیل الناس علی دین ملوکھم ہے جس کا مطلب آپ کے نزدیک یہ ہے کہ رعایا کو اپنے حاکم وقت کا دین اختیار کرنا چاہیے یا کم سے کم یہ رعایا مجبور ہے اپنے بادشاہ کا طریقہ اختیار کرنے پر' لہٰذا اس کے متعلق مواخذہ نہ ہوگا۔

جواب

اس دعوے میں آپ نے رواج کو چھوڑ کر حکام کو نبی کا منصب دیدیا' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 سالہ محنت و مشقت پر پانی پھیر دیا' عزیزان من! ایسا ہی اصول موضوعہ ایک اور ہے الانسان عبد الاحسان کہ ”شریف انسان غلام ہوتا ہے احسان کا“ اور جو شخص بھی اس پر کسی قسم کا احسان کرتا ہے یہ اس سے لچتا اور اس کی خدمت پر مجبور ہوتا ہے' مگر شریعت نے تو اس قانون طبعی سے یہ نتیجہ نکالا کہ حاکم کو رشوت لینا حرام ہے' اس لئے کہ جب کسی فریق کا احسان اٹھائے گا تو بتقاضائے انسانیت اس سے لچے گا' لہٰذا مقدمہ میں انصاف کا پہلو نظر انداز ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ فریق مقدمہ اسی غرض سے رشوت دیتا بھی ہے اور یہی نتیجہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ حاکم کو حلال خور بننا اور خلاف عدل اس کے حق میں فیصلہ دینا پڑتا ہے عجب تماشہ ہے

کہ عقلاً تو امورِ شرعیہ اور قوانین طبعیہ میں اس طرح تطبیق دیں کہ فریق مقدمہ کا احسان مند ہونے سے چونکہ عدل وانصاف چھوٹتا ہے لہٰذا احسان مند ہونا ہی حرام ہے، اور اس کا احسان رشوت ہے، اور آپ حضرات سلاطین کے اقتدار مؤثر کو امور شرعیہ حاکم تجویز کریں۔ "بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا"

میرے عزیزو! یہ فقرہ تو دانشمندانہ اور مہذب اشارہ کو حاوی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے دین محمدؐ کے شیدائیو! ایسے بد دینوں کو اپنا بادشاہ نہ بنائیو جن کے زیر اثر تمہاری عبدیت حقہ اور حکومت الٰہیہ کی اشاعت برباد ہوتی ہو، یا ہمت واستقلال سے کام لیجئے کہ جان جائے مگر ایمان نہ جائے اور اگر دونوں باتوں سے عاجز ہو تو ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست، آخر ہجرت کا امور دینیہ کی فہرست میں شمار کس غرض سے ہے! اور تمہارے اسلاف نے مکہ کو باوجود وطنِ قدیم ہونے کے کیوں چھوڑا تھا؟ اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو تقاضہ شرعیہ اور تقاضہ طبعیہ سے مقابلہ کے وقت وہ برتاؤ کرو جیسا طاعونی بستی یا ہیضہ کے موسم میں کرتے ہو، جبکہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ ہوا میں سمیت آ گئی ہے اور اس کے کم وبیش اثر سے کوئی باشندہ بھی نہیں بچ سکتا، یعنی چونکہ مرنے سے بھی ڈرتے ہو اور وطن چھوڑنے پر بھی قادر نہیں تو پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہو، اور جتنی بھی طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کی تدابیر وسعی تمہارے امکان میں ہوتی ہے اس کا دقیقہ بھی اٹھا نہیں رکھتے، ورنہ الناس علی دین ملوکھم کے اسی مفہوم پر اگر مطمئن رہے تو نصرانی بادشاہ آئے گا تو نصرانی بن جانے کو جائز کہو گے اور ہنود کی بادشاہت ہو جائے گی تو ہندو بن جانے کی اجازت دیدو گے۔

معترضین کی تیسری دلیل کا جواب

ایک دلیل آپ حضرات کی یہ ہے کہ ترک اور مصری مسلمان بھی داڑھی منڈاتے ہیں عزیزانِ من یہ منصب صرف پیغمبر کا ہے کہ اس کے فعل کو دلیل جواز

بنایا جائے غیر نبی کو نبی کا منصب دینا خواہ وہ حجازی ہی کیوں نہ ہو' بالخصوص چودھویں صدی کے مسلمانوں کو کسی قوم یا کسی ملک کے باشندوں کا کوئی فعل حجت قرار دینا اصولِ اسلام کے بالکل خلاف ہے پھر آپ حضرات اگر ترکوں اور مصریوں کے فعل کو حجت بناتے ہیں تو وہ آپ کے فعل کو بحث بناتے اور داڑھی منڈانے کا جواز اسی سے ثابت کرتے ہیں کہ مسلمانانِ ہند (پاکستان) داڑھی منڈاتے ہیں من تراحاجی بگویم تو مُراحاجی بگو' حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب نکاح کا طریق مسنون دلوں سے نکل جائے گا اور زن وشو کا تعلق جنگلی گدھوں کا سا ہوگا۔ دیکھئے ساری دنیا امرِ شرعی کی تارک بن گئی' تب ہی زناء زنا ہی رہا جائز ومباح نہ ہوا!

اعمال قلب وجوارح

کبھی آپ بزرگانِ امت کے اس قسم کے الفاظ کا سہارا لیا کرتے ہیں "در عمل بکوش ہر چہ خواہی پوش" اور یہ مطلب نکالتے ہیں کہ وضع ولباس میں ہر قسم کی آزادی اور اجازت ہے' مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اعمال کی دو قسمیں ہیں' اعمال قلب اور اعمال جوارح' جس طرح باطن پر اللہ قدوس کی حکومت ہے اسی طرح ظاہر پر بھی اسی کی حکومت ہے' اور جس طرح روح وقلب بارگاہِ احادیث سے مامورات ومنہیات کی فہرست ملی ہے' اسی طرح از سرتاپا ہر عضو کو حلال وحرام کی مستقل فہرست دی گئی ہے کہ قلب ہو یا بدن جو بھی اپنے متعلقہ قانون شرعی کی دفعہ کا خلاف کرے گا وہ مجرم قرار پائے گا پس جس طرح قلب کو حکم ہے کہ مثلاً توحید ورسالت کی محبت وعظمت اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہو اسی طرح آنکھ کو حکم ہے کہ نامحرم پر نہ پڑے۔ زبان کو حکم ہے کہ کلمۃ الکفر یا گالی وفحش بات نہ نکالے' ہاتھ کو حکم ہے کہ کسی کو بلاوجہ نہ مارے' بدن کو حکم ہے کہ مرد ہو تو زیور اور ریشم نہ پہنے' وغیرہ وغیرہ۔ پھر جو چیزیں جائز بھی ہیں ان میں حکم ہے کہ کافر ومشرک کا تشبہ نہ ہونے پائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ

مشرک کا جنازہ بھی سامنے سے گزرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے خواہ اس لئے کہ فی نفسہ موت کی یاددہانی ہوتی تھی' یا فرشتوں کا احترام کرنا تھا جو مشرک ہو یا مؤمن ہر جنازہ کے ساتھ ہوتے ہیں' مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مشرکین کی بھی یہی عادت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑا ہونا چھوڑ دیا' اور صحابہ کو بھی حکم دیا کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے نہ ہوا کریں جب اتنی اتنی باتوں میں آپ کو تشبہ بالاغیار گوارا نہ تھا تو آپ لباس و معاشرت اور وضع و ہیئت کو عمل ہونے سے خارج کیسے کر سکتے ہیں! ہاں حرمت اور کراہت سے جو چیزیں خالی ہوں اور اُن کی تعداد بھی کثیر درکثیر ہے ان میں بے شک آزادی ہے کہ ہرچہ خواہی پوش۔

داڑھی سے حسن میں اضافہ

آپ حضرات یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ داڑھی سے انسان جنگلی نظر آتا ہے میرا تو آپ کے اس مقولہ کو نقل کرتے ہوئے بھی دل تھرایا جاتا ہے کہ یا اللہ آج مدعیانِ اسلام کی زبانوں سے تیرے محبوبین (انبیاء کرام) کی ایک لاکھ چوبیس ہزار کی جماعتِ مقدسہ کو کیا خطاب مل رہا ہے' میرے مہذب شہریو! اگر تم کو وہ لوگ جنگلی نظر آتے ہیں جن کی تحقیق یہ ہے کہ انسان دراصل بندر تھا اور تدریجی ترقی کرتا ہوا آدمی بنا ہے یا اس قوم کو جنگلی کا خطاب بخشتے ہو جو آبادی سے فرلانگوں پرے خس پوش بنگلوں میں رہنے سے مانوس ہے اور جن کا لباس ہی جنگل کی رہائش کے مناسب وضع کیا گیا تھا کہ چھجہ دار ٹوپی ہوتا کہ جنگل کی کھلی دھوپ سے بصارت محفوظ رہے اور بے دامن کے کوٹ اور چست پتلون ہوں تاکہ جھاڑیوں کے کانٹوں میں الجھ کر پھٹ نہ جائیں اور نصف ساق تک جوتہ ہو کہ خاردار گھاس سے زخم نہ ہو جائیں' تو تھکانے کی بات بھی تھی مگر جو لوگ اپنی اصل مسجودِ ملائکہ حضرت آدمؑ کو بتا کر اپنے کو آدمی کہتے اور ان سردارانِ بنی آدم کی سی صورت بناتے ہیں جن کو نبی بنا کر جس وقت بستی میں

بھیجا گیا تو مرتے دم تک باہر نکلنے کی ممانعت کردی گئی' چنانچہ! اس جماعت کے سردار کی تو قبر بھی بستی میں بنی اور اب تک بیچ آبادی میں موجود ہے بھلا وہ جنگلی کدھر سے نظر آنے لگے' اور اگر کسی کی داڑھی کے بال آپ کو جھاڑ جھنکاڑ معلوم ہوتے ہیں تو کل کو آپ آنکھ کی پلکوں کو ببول کے کانٹے فرما کر انسان کو عربستان کا کیکر بتانے لگیں گے' پھر کون آپ سے یہ کہتا ہے کہ آپ بالوں کو گھاس بنائے رکھیں' تیسرے دن ان میں تیل ڈال کر کنگھا کیجئے کہ داڑھی رکھنے والوں کے لئے یہ بھی سنت ہے' پھر دیکھئے کہ سر کی مانگ اور پٹی سے بھی زیادہ خوش نما بن جائے گی۔

ایک اور اعتراض کا جواب

آپ یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی رکھی ہے تو سر پر بال اور پٹھے بھی تو رکھے ہیں' پھر آج پٹھے کیوں نہیں رکھتے' حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اونٹ پر سواری کی ہے مگر آج ریل اور موٹروں پر سفر ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کملی اوڑھی ہے' چنانچہ قرآن میں یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اور یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ یعنی اے کملی پوش ہی کہہ کر پکارا گیا ہے حالانکہ آج کملی کے بدلے الوان اور دوشالے اوڑھے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

میرے عزیزو! ہر کارے دہر مردے' بہتر تھا کہ دونوں کے فرق کو اہل فن اور علماء ہی کے حوالے فرماتے' اور اجتہادی ذمہ داری کا بار اپنے سر نہ رکھتے' ہر کام کی نوعیت معلوم کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل اور عمل اور قول اور استقرار چاروں پر فقہی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے' قرن اول میں بہترے صحابہؓ سر پر بال نہ رکھتے تھے چنانچہ حضرت علیؓ کا معمول تو مشہور ہے کہ ہمیشہ سر کے بال منڈواتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ غسل جنابت میں ایک بال بھی سوکھا رہ جائے تو آدمی ناپاک رہتا ہے اس لئے مجھے بالوں سے عداوت ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان حضرات

کو سر منڈاتے دیکھتے تھے اور گرانی بھی نہیں لاتے تھے' اس کا نام استقراری اجازت ہے جو آپ کا ارشاد اکثر احادیث میں منقول ہے ''احلقوہ کلھا اوترکوہ کلھا'' سارا منڈاؤ یا سارے سر پر بال رکھو' یعنی ایسا نہ کرو کہ چندیا منڈالی اور باقی سر پر بال رکھے' کہ یہ ممنوع ہے اس سے معلوم ہوا کہ بال کتروانے میں بھی یہ صورت کہ پچھلا حصہ کتروایا اور سامنے کا چھوڑا جائے علاوہ تشبہ بالنصاریٰ کے خود بھی ناجائز ہے' غزوہ موتہ میں جس دن آپ کے عم زاد برادر حضرت جعفرؓ شہید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محزون و غمگین ان کے مکان پر تشریف لائے اور بھاوج کو جو کہ اس وقت روتی پکارتی تھیں بیوہ ہو جانے کی اطلاع دی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد یتیم بچوں کو جو باہر کھیل رہے تھے بلوایا' سینہ سے لگایا' اور اس خیال سے کہ غم زدہ ماں سے بچوں کے بالوں کی نگہداشت نہ ہو سکے گی' حلاق کو بلا کر ان کے سر منڈا دیئے یہ عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بھتیجوں کے ساتھ خود کیا۔

حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرِ مبارک کا حلق کرایا' اور موئے مبارک صحابہؓ پر تقسیم فرمائے وہی بال ہیں جو اب بھی سلاطین کے تبرک خانہ میں اور بعض دیگر خوش نصیبوں کے پاس تبرک بنے چلے آتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہے جس کو وادیِ منیٰ میں لاکھوں صحابہؓ نے دیکھا' اور معلوم کیا کہ حضرت والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمر بھر سر پر بال رکھنا اور تیل و خوشبو لگا کر ان کو پرورش کرنا آج کے مبارک دن کی خاطر تھا' کہ اللہ کی نذر کرنے کا وقت آیا چاہتا ہے' مگر داڑھی کے ایک بال کے متعلق بھی قولی یا فعلی یا استقراری کوئی ثبوت کسی قسم کا بھی کیا آپ حضرات پیش کر سکتے ہیں؟

اسی طرح مرکب (سواری) سے مقصود راستہ قطع کرنا اور اس کو منزل مقصود پر پہنچنے کا ذریعہ بنانا تھا' چنانچہ صرف اونٹنی ہی نہیں بلکہ گھوڑا' بغلہ' دراز گوش جو بھی وقت پر ملا سب پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوتے ہیں' مقوقس شاہِ اسکندریہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک گھوڑا ہدیۃً بھیجا تھا جس کا نام ''دُلدُل'' تھا اور وہ بھی آپ کی سواری میں رہا۔

اسی طرح لرزہ چڑھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمبل بھی اوڑھا جس کو پیار کے درجہ میں حق تعالیٰ نے مدثر اور مزمل کے نام سے پکارا اور عام طور پر کرتہ بھی پہنا یمنی مخطط چادر بھی اوڑھی' بیش قیمت عبا اور جُبّہ بھی استعمال فرمایا چونکہ بدن مسافرِ آخرت کیلئے ایک مرکب ہے کہ قطعِ منزل کے لئے بقدرِ ضرورت اس کے گھاس دانہ کی بھی فکر کرنا پڑتی ہے' اس لئے ملبوسات اور ماکولات اور مشروبات میں اگر سنت ہے تو قلۃ اعتناء ہے کہ رفعِ ضرورت کیلئے وقت پر باَ سانی جو بھی مل جائے اس کو اختیار کر لیا جائے' ان تمتعاتِ دنیا کو مقصودِ بالذات نہ بنایا جائے' اور خاص سواری یا کسی خاص کھانے یا کپڑے کا اہتمام والتزام نہ کیا جائے۔ چنانچہ کھانے میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ کا بھی استعمال فرمایا روٹی بھی کھائی' گوشت بھی کھایا' کھجور بھی کھائی' انگور بھی کھائے' پنیر' سرکہ' گھی' غرض ملک میں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں جو بھی سہولت اور بلا کسی خاص اہتمام کے مل گئیں وہ کھائیں' اور فاقے بھی کئے۔

ان سب امور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ ضروریات زندگی میں سنت سادگی......

اور بے اہتمامی ہے' نہ کہ کسی خاص چیز کی پابندی' بس لباس ومرکب اور ماکول ومشروب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس طرح ادلتا بدلتا رہتا اور کبھی ملتا تھا اور کبھی نہ ملتا تھا' کیا داڑھی کے متعلق بھی آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ بھی ادلتی بدلتی رہتی تھی؟ اور کبھی ہوئی تھی اور کبھی نہیں' میرے عزیزو! خدا کے واسطے مقلد ہی بنے رہو مجتہد نہ بنو۔

ایک اور شبہ کا ازالہ

آپ کا ایک نرالا اجتہاد یہ بھی ہے کہ مجاہد وغازی کو داڑھی منڈانا جائز ہے مگر اول تو یہی سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ حضرات کس لائن پر جا رہے ہیں' جو مجاہدین کے اتباع کا شوق ہوا' دوم آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بنفس نفیس سترہ' غزوات اور حضرات صحابہؓ کے چھوٹے بڑے ۸۰ سرایا تو احادیث میں منقول ہیں اور یرموک' قادسیہ' عراق ومصر کے کارنامے فتوح الشام والعراق میں مذکور ہیں' مجھے تو پتہ لگا نہیں کہ کسی ایک مجاہد نے

بھی کہیں داڑھی منڈائی ہو' قرانِ اول کے اسلامی غزوات تو ایسے مسلسل ہوئے ہیں کہ دو جنگوں کے درمیان اتنا وقت ہی نہیں ملا جس میں منڈی ہوئی داڑھی دوبارہ بڑھ کر یکمشت ہو سکے' آپ کے اجتہاد کی بناء پر تو تمام انصار و مہاجرین اور خود سرورِ دو عالمؐ و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا داڑھی رکھنے کا وقت ہی نہیں ملا۔

میرے عزیزو! موت کے منہ میں جاتے وقت تو مسلمان کو مجسم نیک اور ولی بن کر قدم اٹھانا چاہیے' یہ کون سا اسلام ہے کہ غازی بن کر زندہ و تندرست اپنی بیوی بچوں میں آئیں تو بیوی بچوں کی زنانہ اور امرد صورت لے کر آئیں اور شہید بن کر اللہ و رسولؐ کے پاس جائیں تو مجوس و مشرکین کی شکل بنا کر جائیں ذرا اسلامی تاریخ کے اوراق پلٹئے' ایران و شام و فلسطین و اندلس اور مصر و افریقہ کے کوہستان و بیابان پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ان کو فتح کرنے والے اور اسلامی سطوت کے علمبردار صرف وہی مسلمان تھے جن کے چہروں پر داڑھیوں کے سہرے لٹک رہے تھے آج تیرہ سو برس کے بعد بھی کسی شہید کی نعش اگر کہیں برآمد ہوتی ہے تو داڑھی کا سہرہ اس کے چہرہ پر موجود ملتا ہے کہ ایک بال بھی نہیں گرا' رہا یہ وسوسہ کہ دشمن داڑھی پکڑ کر بے بس بنا دے گا۔

محمدی کچھار کے شیروں کو زیب نہیں دیتا' ذرا ہمت چاہیے کافر میں کہ مردِ خدا کی داڑھی پر ہاتھ ڈالے' پھر یہ عجیب بات ہے کہ فقہاء تو لکھتے ہیں جنگ کے وقت دشمن کو مرعوب کرنے اور نوچنے کھسوٹنے کیلئے مونچھوں اور ناخنوں کا بڑھانا مستحب ہے' یعنی جہاد کا مقتضا یہ ہے کہ جن کا ہمیشہ ترشوانا مستحب تھا ان کو بھی بڑھایا جائے اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ علامتِ رجولیت جس کا ہمیشہ اور بالخصوص جنگ کے وقت قائم رکھنا واجب ہے اس کو بھی ترشوا دیا جائے تاکہ زنخا سمجھ کر دشمن دلیر ہو جائے' اور ٹینٹوا پکڑ لے' جس کے سامنے داڑھی کی آڑ بھی نہیں رہی۔

داڑھی کے ساتھ بدعملی کا شبہ

آپ یہ بھی فرما دیا کرتے ہیں کہ داڑھی رکھنے والے مکار ہوتے ہیں' اور دھوکہ دینے کیلئے ثقہ صورت بنا کر سامنے آتے ہیں' معلوم ہوا کہ دل آپ کا بھی گواہی دیتا ہے بلکہ بے

اختیار زبان بھی اس کا اقرار کرتی ہے کہ ثقہ ہونے میں داڑھی کو بڑا دخل ہے' اور جیسے کسی کے روزہ نماز اور حج سے کوئی دھوکہ کھاتا ہے اسی طرح داڑھی سے بھی دھوکہ کھاتا ہے۔

مگر میرے عزیزو! یہ تو بتاؤ کہ بیچاری داڑھی کو دھوکہ دینے میں کیا دخل' جس شخص میں مکاری اور دھوکہ دہی کا اخلاقی عیب موجود ہے وہ تو داڑھی منڈائے گا تب بھی دھوکہ دے گا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو منافقانہ اسلام لائے تھے اور مسلمانوں کو ان سے دھوکہ ہوتا تھا مگر ان کے خداع و مکر کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمان دھوکہ باز اور منافق ہوتے ہیں' بلکہ یوں کہا جائے گا کہ بعض دھوکہ باز بھی مسلمان بن جایا کرتے ہیں۔

اسی طرح یوں نہ فرمایئے کہ داڑھی والے مکار ہوتے ہیں کہ اس کا اثر عیاذاً باللہ حضرات انبیاء علیہم السلام تک پہنچتا ہے' ہاں یوں فرمایئے کہ بعض دھوکہ باز داڑھی رکھا کرتے ہیں' اچھی چیز تو بہر حال اچھی ہے کیسے ہی برے کے پاس کیوں نہ چلی جائے' حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے غلام کو نماز کا شیدا دیکھا کرتے اس کو آزاد کر دیا کرتے تھے کہ اللہ کی عبادت میں لگنا میری خدمت سے بہتر ہے' آقا کی یہ طبیعت دیکھ کر بعض غلاموں نے محض آزاد ہونے کی تمنا میں خوب نمازیں پڑھنا شروع کر دیں' اور آزاد ہوتے رہے' ایک دوست نے عرض کیا کہ حضرت یہ آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور آپ کی اس طبیعت سے نفع اٹھانے کیلئے محض دکھاوے کی نمازیں پڑھتے ہیں' فرمایا نیک کام میں دھوکہ کھانا ہی ہمیں پیارا ہے۔

لیکن آپ حضرات سے تو یہ عرض ہے کہ وہ مکار ہے تو آپ تو ماشاءاللہ ذکی ہیں' آپ دھوکہ نہ کھایئے' اور اس کی چال میں نہ آیئے' مگر بے قصور داڑھی پر تو الزام نہ لگایئے' بلکہ دعا کیجئے کہ اس تشبہ بالانبیاء کی برکت سے حق تعالیٰ مسلمان بھائی کو اخلاص نصیب فرمائے' اور اے کاش! وہ یہی سمجھ کر مکاری سے باز آجائے کہ میں بدنام کنندہ نکونا مان بن رہا ہوں۔

داڑھی اسلامی شناخت

آپ یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ داڑھی کے شعائرِ اسلام ہونے کا یہی تو مطلب ہے کہ اس سے دیکھنے والوں کو ہمارا مسلمان ہونا معلوم ہو جائے گا لیکن جب ایک شخص مسلمان ہے تو کسی نے اسے مسلمان سمجھا تو کیا نفع......اور مسلمان نہ سمجھا تو کیا نقصان؟

میرے عزیزو! اول تو باہمی شناخت بھی بڑی نعمت ہے داڑھی سے مسلمان پہچانا جائے گا تو بار بار مسلمان بھائی کی دعا بلفظ السلام علیکم سے سنے گا' کہ ہر آفت سے سلامت و محفوظ رہے گا نہ معلوم کس مسلمان کی اور کس وقت کی دعا قبول ہو جائے اس تعارف سے باہم انبساط کے ساتھ ملنا ہو گا' الیکشنوں کے وقت یہ اخوت در بدر پھرانے سے محفوظ رکھے گی' مشابہت صورتِ پیغمبر کی وجہ سے چہرہ پر فرشتوں کی نظریں پیار و محبت کی پڑیں گی' آپ کے بیٹے کا ہم شبیہ سامنے آجائے تو دیکھئے آپ کو اس پر کتنا پیار آتا ہے' پچھلے دنوں کسی جگہ ہندو مسلم فساد ہو گیا تھا' بہتیرے مسلمان بھی ہندو کے دھوکہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں پٹ گئے' وجہ صرف یہ تھی کہ داڑھی منڈانے کے سبب ظاہری امتیاز نہ رہا تھا' ریل گاڑیوں کا تصادم ہوتا ہے اور اکثر مسلمان نعشیں ظاہری علامت نہ ہونے کے سبب غسل اور دفن و کفن اور مسلمانوں کی آخری ہمدردی یعنی نماز جنازہ و دعاء مغفرت سے بھی محروم رہ جاتی ہیں' منافقوں نے بھی مسلمانوں کی سی صورت بنانے سے تحفظ جان و مال کا نفع اٹھایا' اور ہم مسلمان ہو کر یوں کہیں کہ اسلامی صورت سے کیا نفع' مسلمانوں میں باہمی اتفاق کی ضرورت آپ کو بھی تسلیم ہے' لیکن ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو جبکہ پہچاننا بھی ضروری نہیں تو اتفاق کس میں ہو۔

شعار کا حقیقی مطلب

دوم شعار کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ ہم خود اپنا مسلمان ہونا بھی اسی سے شناخت کریں گے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بستی پر

چھاپہ مارنے کا قصہ فرماتے تو صبح کے وقت اذان کی طرف کان لگایا کرتے تھے اگر بستی سے اذان کی آواز آجاتی تو ملتوی فرماتے' ورنہ حملہ کر دیتے تھے' اس سے قبل کہ حدیث میں غور فرمائیں اپنے وطن پر نظر ڈالئے کہ جس بستی میں ہندوؤں کا زمیندارہ ہے' اور مسلمان کمزور ہیں وہ نمازیں پڑھ سکتے ہیں' بلکہ ہندو زمینداران کو زمین دیدیتے ہیں کہ چبوترہ بنا کر جماعت کرو' مگر اذان کی اجازت نہیں دے سکتے' اگر اذان کوئی بھولے سے بھی دیدے تو لٹھ تن جاتے اور خون بہہ جاتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جتنی عداوت اذان کے ساتھ ہے باوجودیکہ وہ سنت ہے اتنی نماز سے نہیں' حالانکہ وہ فرض ہے' پس اگر کسی ہندو کا امتحان کرنا چاہو کہ اس میں مذہبی تعصب کتنا ہے تو شعارِ اسلام یعنی اذان سے کرلو' اگر اس کا سننا اس کو گوارا ہے تو اسلام سے نفرت نہیں' اور اگر ناگوار ہے تو متعصب ہے' رحمتہ للعالمین نے بستی کی اذان سے چونکہ محسوس فرمایا کہ بستی والے اسلام سے بغض نہیں رکھتے اور اب اسلام کے قریب آگئے ہیں لہٰذا حملہ کو روک لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو اسلام کی دولت بانٹنے کیلئے تشریف لائے تھے نہ کہ خون بہانے کیلئے۔ اسی طرح ایک ہندو جب مسلمان ہوتا ہے تو کفر کی ساری باتیں چھوڑ دیتا ہے لیکن جس وقت گائے کا گوشت اس کے سامنے آتا ہے تو ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور نگاہ پھیر لیتا ہے' کلمہ خوب پڑھتا ہے مگر گائے کے گوشت کا نام لینے سے بھی کتراتا ہے' جب کہتا ہے تو بڑا گوشت کہتا ہے یہ علامت ہے کہ ہندوانی اثر گوشۂ قلب میں باقی ہے جس وقت حلاوتِ ایمان رچ جائے گی تو ترکاری اور گائے کے گوشت میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا' اسی بناء پر ہندوستان میں ذبیحہ گاؤ باوجودیکہ مباح اور اختیار کے درجہ میں ہے' مگر شعارِ اسلام کہا جاتا ہے۔

ان امور میں آپ غور فرمائیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ شعار میں ایک خاصیت ہے اسلام کے ساتھ تعلق کی' اور یہی ایک چیز ہے جس کو مسلمان اپنے اسلام کی کمیت و کیفیت کا معیار بنا سکتا ہے۔

ممکن ہے آپ کو یہ شبہ بھی پیش آئے کہ داڑھی منڈانے میں اگر نصاریٰ کا تشبہ ہے تو داڑھی رکھنے میں یہود کا تشبہ ہے۔ اسی لئے عرض ہے کہ اول تو جن اعمال کا ہمیں بارگاہِ رسالتؐ سے وجوباً حکم ملا ہے اس میں تشبہ کا اعتبار ہی نہیں، کلمہ توحید منافق بھی پڑھتے تھے بلکہ ہندو بھی اپنے مرنے والے کو ان کہنی کہلاتے ہیں مگر ہمارا کلمہ پڑھنا ان کا تشبہ نہیں ہو سکتا، دوم بزمانِ نبویہؐ یہود کی ایک بڑی جماعت مدینہ میں آباد تھی، اور داڑھیاں رکھتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود داڑھی رکھنے اور صحابہؓ کو رکھانے میں ان کا تشبہ قرار نہیں دیا، سوم یہود کا داڑھی رکھنا اپنے رسول کی موافقت میں ہے، لہٰذا ہم نے حضرت کلیم اللہ کا تشبہ کیا ہے، نہ کہ ان کی قوم کا چہارم ان کی داڑھی سکھوں کی طرح غیر محدود بڑھتی ہے، اور ہمارے نبیؐ کی سنت ہے یکمشت کہ زائد کو کٹوا دیا جائے لہٰذا یہودیوں اور سکھوں کی مشابہت سے بچنا چاہئے۔

داڑھی کے سنت ہونے کا مطلب

آپ یہ بھی فرما دیا کرتے ہیں کہ داڑھی سنت ہی تو ہے، فرض نہیں ہے جس کا رکھنا ضروری ہو۔ لہٰذا اس سے قبل کہ روایتی ثبوت پیش کروں چند حقائق پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

(۱) سنت نام ہے طریقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، مثلاً اذان و نمازِ پنجگانہ طریقہ محمدیؐ ہے اور سنکھ یا گھنٹہ بجانا طریقہ ہے ہنود و نصاریٰ کی عبادت کا، روزہِ رمضان طریقہ محمدیؐ ہے اور برت طریقہ ہنود نو ذی الحجہ کو حاضری عرفات طریقہ محمدی ہے اور گنگا کا اشنان طریقہ ہنود ہے، پھر ہر سنت یعنی طریقہ محمدیؐ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام کی مقدار ظاہر کرنے کے لئے فقہاء امت نے چار درجے قائم کر دیئے ہیں، فرض، واجب، سنت، مستحب۔ جس فعل کا حضرتؐ نے اتنا اہتمام فرمایا کہ بلا ضرورتِ شدیدہ کبھی ترک ہی نہیں فرمایا اس کا نام فرض یا واجب رکھا، اور جس کا اہتمام اس سے کم ہوا اس کا نام سنت قرار دیا جس عمل میں آپؐ نے اختیار دیا کہ کرو تو ثواب ہے اور نہ کرو تو کچھ حرج نہیں اس کا نام مستحب یا نفل رکھ دیا، مثلاً نماز عشاء میں چار

رکعت فرض ہیں اور دو رکعت سنت اور تین رکعت واجب اور دو رکعت نفل' یہ اصطلاح فقہاء ہے مگر سب کے مجموعہ کا نام باصطلاحِ حدیث سنت ہے' کیونکہ طریقۂ محمدیؐ ہے تمام عبادات اور حج وزکوٰۃ وروزہ میں حتیٰ کہ نکاح میں بھی جس کو حضرتؐ نے فرمایا ہے ''النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی'' میں یہی چار درجے نکلیں گے' کہ جس کو زنا میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو اس کو نکاح کرنا فرض ہے اور جس کو ضعیف اندیشہ ہو اس کے لئے واجب ہے اور جس کے لئے معمولی خطرہ ہو اس کے لئے سنت ہے ورنہ مستحب ونفل ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر اہتمام اس سے ظاہر ہے کہ نماز فرض تو غزوہ خندق میں قضا ہوئی مگر داڑھی جس دن سے نکلی تادم آخر منڈانا تو درکنار کبھی یکمشت سے کم کتروائی بھی نہیں گئی۔

اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈانا یا کتروانا کہ یکمشت سے کم ہو جائے حرام ہے' اور اس کا مرتکب فاسق اور مردود الشہادۃ ہے فقہی اصطلاح کے سنت کے ترک پر یہ حکم مرتب نہیں ہوتا' پس داڑھی کو سنت کہنا محض اس اعتبار سے ہے کہ اس کا ثبوت رکعاتِ فجر وظہر کی طرح فعلِ رسولؐ اور حدیث سے ہوا ہے' اس حقیقت کے انکشاف کے لئے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ کی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

''وگزاشتنِ آن بقدر قُبضہ (مشت بھر) واجب! است' وآنکہ آنرا سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوکہ در دین است یا بجہت آنکہ ثبوت آں سنت است' چناں کہ نمازِ عید را سنت گفتہ اند'' (اشعۃ اللمعات ص ۲۸۸' ج ۱)

آپ نے دیکھا کہ عیدین کی نماز کو سنت کہا جاتا ہے' حالانکہ واجب ہے' کیونکہ سنت بمعنی طریقہ محمدیؐ میں اور وجوب میں منافات نہیں ہے' یہ ایک عجیب بات ہے کہ عید کی نماز کا اہتمام تو فرض سے بھی زیادہ ہے کہ جس نے تمام سال نماز نہیں پڑھی وہ بھی نمازِ عید نہ چھوڑے گا' مگر داڑھی کی یہ کیفیت ہے کہ نفل کی برابر بھی اس کی وقعت نہیں' بلکہ بُری گت ہے' حالانکہ دونوں ہی سنت ہیں' اور دونوں ہی واجب ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الاضحیٰ کو ''سنة ابیکم ابرهیم'' فرمایا کہ یہ

سنت ہے تمہارے باپ ابراہیمؑ کی' حالانکہ صاحب نصاب پر واجب ہے مگر آپ کے نزدیک سنت داڑھی گویا اضحیہ ہے کہ روزانہ صبح ہوتے ہی اس پر چھری چلائی جائے۔

داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

(۲) داڑھی صرف سنت محمدیہ اور طریق اسلام ہی نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی سنت ہے' جیسا کہ حدیث میں آیا "من سنن المرسلین"

گرجاؤں میں آج بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جو بھی تصویر یا مورتی رکھی ہوئی ہے اس میں داڑھی موجود ہے' اور ان کا مذہبی گروہ جن کو بشب اور پادری کہا جاتا ہے اکثر لمبی داڑھیاں رکھے نظر آتا ہے۔ موسائی قوم یعنی یہودی تو سب کو معلوم ہے کہ سکھوں کی طرح داڑھی کو جان اور ایمان کے برابر سمجھتے ہیں' سیدنا ہارون علیہ السلام کی نیچی داڑھی خود قرآن مجید میں مذکور ہے' اہل عرب کے داڑھی رکھنے کی عادت جس کو آپ قومی رواج فرماتے ہیں حج کی طرح ملت ابراہیمی کا بقیہ اثر ہونا پہلے واضح ہو چکا ہے جس سے حضرت خلیل اللہؑ و ذبیح اللہؑ کے طریقہ پر روشنی پڑتی ہے۔ میں نے مصر کے فراعنہ کی چند نعشیں جو سحر سے محفوظ اور سیدنا موسیٰؑ سے بہت قبل کی ہیں' بچشم خود دیکھی ہیں اور ان کے منہ پر داڑھیاں ہیں اور اگر مانا جائے کہ بحکم "وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ" ہندوستان میں بھی اللہ کے پیغمبر ضرور آئے ہوں گے تو ان کے داڑھیاں ہونے کا ثبوت ہندومت کے پجاری اور پرانے پنڈت دے رہے ہیں کہ وہ بھی داڑھیاں رکھتے ہیں۔

ان مشاہدات کی روشنی میں یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی نبی کی امت کیوں نہ ہو ان کے جن افراد میں بھی کسی درجہ کی مذہبیت اور اپنے نبی کی تعلیم سے تعلق باقی ہے ان کی داڑھیاں بھی باقی ہیں' اور جنہوں نے بھی داڑھی منڈائی ہے اس وقت منڈائی ہے جبکہ ان کے دلوں میں دہریت نے اثر کیا' اور نبی کی محبت سے صاف اور کورا بنا دیا ہے۔

داڑھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی سنت ہے

(۳) داڑھی صرف سنتِ محمدیہؐ ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہؓ حضرات انصار ومہاجرین کی سنت ہے' کہ ان حضرات میں کبائر گناہ اور مستحق حدودِ شرعیہ جرائم کا وقوع بزمانہ محمدیؐ متعدد جگہ ملے گا مگر داڑھی منڈنے یا یکمشت سے کم کترے جانے کا ثبوت نہ شہری میں ملے گا نہ دیہاتی میں' اور نہ ہر وقت کے حاضر باش میں ملے گا' نہ صرف ایک مرتبہ آنے والے میں' اس کی وجہ ظاہر ہے کہ کبائر کا ارتکاب باوجود تعلق اسلام کے ولی سے بھی ممکن ہے لہٰذا تعلیم محمدیؐ کی عملی تکمیل کا محل یہ حضرات بنے' تاکہ آنے والی امت یہ نہ کہہ سکے کہ رجم وجلد سنگدلی ہے جس کو بشر انجام نہیں دے سکتا' مگر داڑھی کا منڈانا اسلام کی محبت کے منافی ہے لہٰذا اس کی سزا وتلافی کی تعلیم بھی ضروری نہ ہوئی' غزوہ بدر واحد میں کثیر صحابہ شہید ہوئے' دشمنوں نے ان کی نعشوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کیا' ان کے ناک کان کاٹے' سینے چاک کر کے کلیجے نکالے' ان کا ہار بنا کر عورتوں نے پہنا' سب کچھ ہوا' مگر ان کی داڑھیوں کو حق تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد بھی محفوظ رکھا' مشرکین مکہ کو اسلام اور اسلامی صورت ہی سے اصل عداوت تھی' مگر کسی کے قلب میں اس کا وسوسہ نہ آنے دیا کہ ناک کان کے ساتھ ان کی داڑھیاں بھی مونڈ لو اور ان کو مجوسی صورت بنا دو۔

داڑھی تمام اولیاء کرام کا طریقہ ہے

(۴) داڑھی صرف سنتِ صحابہ ہی نہیں بلکہ سنت جمیع اولیاءؒ ہے کہ تیرہ سو برس کے اندر ایک ولی بھی ایسا نہیں ہوا جسے حق تعالیٰ نے داڑھی عطا نہ فرمائی ہو اور اس نے منڈوائی یا کتروائی ہو' اور اب بھی دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اول تو ولی سے ایسا ہونے ہی کیوں لگا! لیکن اگر خدانخواستہ ایسا ہو کہ وہ داڑھی منڈائے تو یقیناً اس کی

ولایت فوراً سلب اور داڑھی کے ساتھ اس کے تمامی وصول و برکات کا صفایا ہو جائے گا' پس اگر کسی کو امتحان کرنا ہو تو جو شخص عبادات اور اذکار و اشغال کا پابند ہوتے ہوئے اس خطاء کا مرتکب ہو رہا ہو وہ داڑھی رکھ لے اور پھر دیکھے کہ اس کے شجرِ طاعت میں کتنی جلد اور کتنے زیادہ پھول اور پھل آتے ہیں۔

داڑھی مردانگی کی علامت ہے

(۵) مرد کو حق تعالیٰ نے عورت پر شرف کلی بخشا ہے کہ حضرت آدمؑ کا پتلہ ہی تھا جس کے متعلق ارشاد ہے ونفخت فیه من روحی اور وہی ہیں جن کو ملائکہ سے سجدہ کرایا گیا۔ حضرت حواء چونکہ ان کے انس کے لئے اور ان کی خاطر پیدا کی گئی تھیں اس لئے وہ انعام واحترام کی مستحق نہ ہوئیں' اس بناء پر حضرات انبیاءؑ کو جو کہ خلاصۂ عالم ہیں جہاں تمامی خوبیوں سے نوازا گیا وہیں رجولیت سے بھی نوازا گیا' کہ سیدنا آدمؑ سے لے کر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جو بھی نبی بن کر دنیا میں آیا وہ مرد آیا' کبھی کسی عورت کو تاجِ نبوت حضرت مریمؑ ' حضرت سارہؑ' حضرت ہاجرہؑ' حضرت آسیہؑ' حضرت فاطمہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن کو تو کیا حضرت حواء علیہا السلام کو بھی نہیں پہنایا گیا' جو بجز ابوالبشرؑ کے تمامی انبیاءؑ کی جدہ محترمہ تھیں اور رجولیت کا ظاہری ثمرہ جو ہر وقت ہر شخص کو نظر آئے صرف داڑھی ہے کہ عورت اور خصی اور عنین جو رجولیت سے محروم ہے وہ داڑھی سے محروم ہے' لہٰذا حضرات انبیاءؑ نے اس شرف خداداد کو امتنان اور شکر گزاری کے ساتھ لیا' کہ اس کے ثمرۂ خاصہ کی عمر بھر قدر فرمائی' اور اس کو منڈوا کر یا کترا کر کفرانِ نعمت نہ کر سکے۔

ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میلے اور بہت معمولی کپڑے پہنے ہوئے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم نادار ہو؟ عرض کیا کہ نہیں' یا رسول اللہ! مجھے حق تعالیٰ نے سیم و زر اور باغات و مزارع ہر قسم کی دولت عطاء فرما رکھی ہے ارشاد فرمایا فلیر اثر نعمته علیک پھر انعام خداوندی کا اثر بھی تو تم پر نمودار ہونا چاہیئے مطلب یہ تھا کہ خوش حال کو بدحال کی سی صورت بنانا اللہ کی دی ہوئی

نعمت کو چھپانا داخلِ کفران ہے۔ بھلا کیسے ممکن ہے کہ جو حضرات مالدار پر انعامات الٰہیہ کے اظہار کو فریضہ شکر سمجھیں وہ نعمت رجولیت کے اظہار یعنی داڑھی قائم رکھنے کو فرض نہ سمجھیں، یہی وجہ ہے کہ حج میں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبانہ شان کا تقاضہ تھا کہ جان اپنے محبوب کی نذر کریں چونکہ حق تعالیٰ نے جان کی حفاظت مامور فرمادی تھی اور اونٹ مینڈھے کو جان کا بدل قرار دیا تھا' اس لئے ایک دو نہیں بلکہ سو اونٹ قربان کئے' جو سات سو نفر کی طرف سے کفایت کر سکتے تھے اور بدن کی ایک انگلی بھی نہیں کاٹی' اسی طرح داڑھی کا محفوظ رکھنا چونکہ فرض تھا اس لئے اس کے بدلہ فرقِ مبارک کے ہزارہا بال قربان کر دیئے مگر داڑھی کے ایک بال کے پاس بھی استرے یا قینچی کو نہیں آنے دیا کہ کفرانِ نعمت حرام اور بمقتضاء "وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ" موجب عذابِ الٰہی ہے۔

(۶) مادہ رجولیت کے ساتھ داڑھی کا اتنا اختصاص کہ خصی و عنین بھی داڑھی سے محروم ہے' نیز یہ کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہوا کہ جس کی گنجان اور گھنی داڑھی نہ ہو' اس کی بین علامت ہے کہ جسمانی تولید کی طرح روحانی تولید کا مدار بھی رجولیت اور مظہر رجولیت ہی پر ہے' خصی و عنین ہر چند کہ اکثر احکام میں مرد شمار کیا گیا ہے مردوں سے مخالطت کر سکتا ہے' نماز میں مردوں کا امام بن سکتا ہے' مرے گا تو مرد ہی اسے غسل دیں گے' مردانہ ہی کفن اس کو پہنایا جائے گا' باپ کی میراث میں دوہرا حصہ پائے گا' مگر بایں ہمہ نامرد کہلاتا ہے' محض اس لئے کہ توالد و تناسل کا اہل نہیں۔

اسی طرح ان سے مشابہت کرنے والا بے داڑھی کا مرد کتنا ہی عالم و عامل کیوں نہ ہو مگر اپنے علم و عمل کو متعدی نہیں کر سکتا' اور ایسے عالم کے جو داڑھی منڈاتا ہو آئندہ سلسلۂ تعلیم و تربیت ہرگز نہیں چل سکتا' یہی سبب ہے کہ عورت کیسی ہی صاحب نسبت کیوں نہ بن جائے مگر مسندِ ارشاد پر بیٹھنے اور بیعت لینے یا سلوک طے کرانے کی اہل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ تعدیہ روحانیت مخصوص ہے داڑھی والوں یعنی مردوں کے ساتھ' پس میں اپنے علمی برادران یعنی طلبہ کو خصوصی نصیحت کرتا ہوں کہ اس طاعونی بلا کا اثر آپ پر بھی ہو چلا ہے خدا کے واسطے اپنی رجولیت کو قائم رکھئے ورنہ

برکاتِ علمیہ سے محروم رہو گے' اور کتنے ہی بڑے مولوی کیوں نہ بن جایئے شاگردوں کو مولوی نہ بنا سکو گے' عورتوں کا مردوں کے ساتھ تشبہ شریعت نے اسی لئے حرام کیا ہے کہ جو نعمت خدا نے نہیں دی اس کی صورت دکھانا کذب و ترفع ہے اور دی ہوئی نعمت کا چھپانا کفران ہے' اور داڑھی کا منڈانا بھی تشبہ ہے اور داڑھی کا منڈانا صرف عورتوں کا تشبہ نہیں بلکہ مردوں کا بھی تشبہ ہے خصی و عنین کا بھی تشبہ ہے۔ آتش پرستوں کا بھی تشبہ ہے اور اس وقت کے نصاریٰ و ہنود کا بھی تشبہ ہے۔

اگر داڑھی صرف سنت ہی ہو تو.....

(۷) اچھا میں تسلیم کئے لیتا ہوں کہ فقہی اصطلاح کے موافق داڑھی رکھنا سنت ہے' فرض و ضروری نہیں' مگر میرے عزیزو! اول تو ذرا غور کرو کہ فرض ہی کے ساتھ تمہارا کیا برتاؤ ہے؟ جو اس کے سنت ہونے کا عذر ہے' کاش فرض ہی کو فرض کا دیتے تو سنت کی عظمت بھی دل میں بیٹھ جاتی۔

دوم آپ کو ترکِ عمل اور قطعِ عمل کا فرق معلوم نہیں' سنت بلکہ نفل کا بھی یہی حکم ہے کہ شروع کرنے سے قبل تو اختیار ہے چاہے کرو یا نہ کرو' لیکن جب افتتاح ہو گیا تو اب جب تک وہ عمل اپنی حد شرعی تک نہ پہنچ جائے اس کا قطع کرنا حرام ہے' نفل نماز کی نیت باندھ لیجئے اگر دو رکعت پوری ہونے سے ایک لمحہ پہلے بھی قطع کیجئے گا تو قضاء پڑھنی واجب ہو گی' نفل روزہ رکھ لیجئے بھلا غروب آفتاب سے ایک منٹ قبل افطار تو کیجئے قضاء رکھنا واجب ہو گا' جمعہ و عیدین کا خطبہ سننا پہلے تو سنت تھا' مگر جب شروع ہو گیا تو اب آپ پر اس کا سننا اور تا ختم شریک رہنا واجب ہے۔ پس اگر داڑھی سنت ہے تو اس کو نہ نکلنے دیجئے اور ایسی دوا کھا لیجئے جس سے داڑھی نہ نکلے' اس میں صرف ترک سنت ہو گا' لیکن جب سبزہ آغاز ہو گیا تو اب یکمشت ہونے سے ذرا قبل بھی آپ اس کو کتروائیں گے تو ترکِ واجب کے مرتکب ہوں گے اور توبہ کر کے پھر اسی معین یعنی یکمشت مقدار پر اس کا پہنچانا واجب ہو گا' لہٰذا جب نکلے گی اور آپ اسے قطع کراتے

رہیں گے مسلسل ترکِ واجب کے مرتکب ہو کر گناہوں کا بوجھ بڑھاتے رہیں گے۔

(۸) اس پر بھی غور فرمایئے کہ سنت محافظ اور مکمل ہوا کرتی ہے فرائض کی، مثلاً ظہر سے قبل کی چار سنتیں اس لئے ہیں کہ ان سے استعداد پیدا ہو جائے فرائض ادا کرنے کی اور بعد کی دو سنتیں اس لئے ہیں کہ فرائض کے ادا کرنے میں جو کوتاہی و کمی رہ گئی ہو ان سے اس کی تلافی و تکمیل ہو جائے، پس سنتوں سے بے نیازی وہ کرے جس کو دعویٰ ہو کہ فریضہ خداوندی کا پورا حق ادا کر چکا، اور جب یہ دعویٰ سردار انبیاء بھی نہ کر سکے، اور اسی لئے خود اپنی سنن کے پابند رہے تو امتی کو کب زیبا ہے کہ سنت کی ضرورت نہ سمجھے۔

اسی طرح نکاح سنت ہے مگر محافظ عفت ہے اور بچانے والا ہے زنا سے (جو کہ گناہ کبیرہ ہے) ہفتہ میں ایک مرتبہ گورستان جانا سنت ہے مگر ظاہر ہے کہ موت کی یاد دہانی اور دنیا سے دل افسردگی کا ذریعہ ہے جو کہ تمامی عبادتوں کی روح ہے اس لئے سنت کو معمولی نہ سمجھو، دیکھو سنت سے بے رخی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی" ارشاد فرمایا کہ اپنی بیزاری و بے تعلقی کا اظہار کیا ہے اور ظاہر ہے کہ تعلقِ محمدیؐ کا سایہ محافظت اٹھ جانے کے بعد مسلمان ایسا ہے جیسے مسلح دشمنوں کے نرغہ میں پھنسا ہوا بے ڈھال و تلوار کا انسان، کہ ایمان کا سلامت لے جانا بھی مشکل ہے، اگر تم سے کسی خطاء پر باپ یوں کہے کہ جاؤ ہم سے کوئی واسطہ نہیں، تو اندازہ کرو کتنی زبردست دھمکی ہے۔ داڑھی کے سنت ہونے کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بشریت اور رجولیت کی طرح داڑھی سنت اضطراری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورت انسانیہ عطاء فرمائی گئی اور مرد بنایا گیا اور داڑھی بخشی گئی، پس مسلمان مرد کو حق تعالیٰ نے ان امورِ غیر اختیاریہ میں اپنے محبوب کی موافقت بخشی، کہ گدھا گھوڑا یا عورت نہ بنایا، اور بے داڑھی کا نہ رکھا، جیسا کہ اپنی بے شمار مخلوق کو ان وہبی نعمتوں سے محروم رکھا ہے تو گویا اس پر مزید نعمتوں کی بارش برسا دی کیونکہ صورتِ بشریہ کے علاوہ کوئی دوسری صورت یا انوثت یا بے ریش ہونا اگر عند اللہ زیادہ محبوب اور افضل ہوتا تو اللہ کا محبوب اسی ہیئت و شکل میں پیدا کیا جاتا، پس جس

طرح مہدی آخر الزماں کے لئے فخر ہے تمام مجددین امت پر کہ اپنے نام میں اپنے والدین کے نام میں اور صورت وشکل میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر اختیاری موافقت سے نوازے جائیں گے' یا کم از کم جس طرح ان حجاج کو خوشی ہوتی ہے جن کے قیام عرفات کا دن اللہ کے محض لطف وکرم سے جمعہ کو آپڑا ہو کہ حج محمدیؐ کی غیر اختیاری موافقت ہو جانے کے سبب وہ اس کو حج اکبری کہتے پھرتے اور جامہ میں پھولے نہیں سماتے ہیں' اس سے زیادہ تم کو اس کی خوشی ہونا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے ذقن ورخسار پر داڑھی نکال کر سنتِ محمدیہ کی اضطراری موافقت کا شرف بخشا' آپ کلکٹری کی کرسی پر بیٹھے ہوں اور کوئی مجرم آپ کے سامنے پیش ہو جس کی صورت وشکل آپ کے فرزند سے ملتی ہو تو آپ دیکھیں کہ اس کے ساتھ کیا محبت پیدا ہوتی ہے' اور اس غیر اختیاری موافقت کے سبب سزا کا حکم بدلنے میں قانونی کتنی گنجائشیں نکلتی ہیں۔

(۱۰) ایک مطلب داڑھی کے سنت ہونے کا یہ بھی ہے کہ اس کا ایک مُشت رکھنا سنت ہے' اور اس سے زائد بڑھانا خلافِ سُنت' چنانچہ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں لکھا ہے:

والسنة فيها القبضة وهو ان يقبض الرجل لحية فما زاد منها علىٰ قبضة قطعة

''داڑھی میں سنت اس کا ایک مُشت رکھنا ہے کہ داڑھی مٹھی میں لے لے اور جو زائد ہو وہ کاٹ دے۔''

آپ حضرات نے دوسرا رُخ لے کر یہ مطلب سمجھ لیا کہ یکمشت رکھنا سنت ہے' اور اس سے کم کرنا خواہ کترواکر ہو یا منڈواکر وہ خلاف سنت ہے' حالانکہ وہ ترکِ واجب اور حرام قطعی ہے۔ ہشام بن الکلبیؒ کا واقعہ ہے' وہ کہتے ہیں میں نے یاد کیا تو ایسی چیز کو جسے کوئی یاد نہ کر سکا' اور بھولا تو ایسی چیز کو جسے کوئی بھولا نہیں' قرآن مجید تو یاد کیا تین دن میں' اور ایک روز مٹھی میں پکڑ کر داڑھی کو کاٹنے بیٹھا تو قینچی بجائے نیچے کے اوپر چلا دی۔

ممدوح تو بھول کر رُخ بدل گئے تھے مگر آپ نے مقدار سنت میں قصداً رخ بدل دیا۔ (از رسالہ داڑھی کی قدر وقیمت)

داڑھی

منڈانا.. جرم عظیم

اسلامی زندگی کیسے بنے گی؟

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
اگر ہم چاہتے ہیں کہ محبت و عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہواس کیلئے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے اور جب اللہ کے پیارے سے محبت کرو گے تو اللہ کی نظر میں تمہاری کیا حیثیت ہوجائیگی' ہمارے آپکے سارے دن کی زندگی کے اعمال اتباع شریعت کے تحت ہوجائینگے۔
ہماری آپ کی معرفت یہی ہے کہ صبح سے شام تک کی زندگی کو دیکھ لیں' حقوق اللہ' حقوق العباد' حقوق نفس یہ کس طرح ادا ہوتے ہیں' یہ جو کچھ بھی سنت کے مطابق ہوگا ہمارا وہی عمل مقبول ہوگا' پھر وہی بات ہے یہ انداز زندگی کس طرح حاصل ہو' برخلاف اس کے آج کل کے معاشرہ میں ہمارا ایمان خطرہ میں ہے' گھر گھر ٹیلیویژن' تصاویر' گانے بجانے' میز کرسی پر کھانا' محرم نامحرم کا اختلاط غیر مذہبی تعلیم وتمدن لڑکے لڑکیوں کے بے پردہ لباس کھلا ہوا بدن اس میں کون سی ادا اسلامی زندگی کی ہے' تم جب پانچ سات افراد پر اسلامی حکومت قائم نہیں کرسکتے اور بلند و بانگ دعوے پرجوش نعرے لگا کر سارے ملک میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کہاں جارہے ہو' پہلے اپنی زندگی کو تو اسلامی بنالو۔ (خطبات عارفی)

اقوام عالم میں داڑھی منڈانے کی تاریخ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں
جن گناہوں کے نتیجے میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو اللہ نے تباہ و برباد کیا
ان میں سے ایک کا ذکر خود قرآن میں موجود ہے کہ وہ لڑکوں سے بدفعلی کرتے تھے
دوسرے بعض گناہوں کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ داڑھی منڈاتے
تھے ٹخنے ڈھانکتے تھے گانے بجاتے تھے اور بہت سی برائیوں کا شکار تھے داڑھی
کیوں کٹاتے تھے؟ اس کی وجہ یہ کہ ان لوگوں میں لواطت (اغلام بازی) کا مرض
عام تھا ان میں جو لوگ یہ کام کرتے تھے وہ داڑھی مونڈ کر رکھتے تھے تاکہ اوباش
مردوں کا میلان ان کی طرف باقی رہے کسی کتاب میں نظر سے گزرا ہے کہ ایک
امرد کی صورت بنا کر شیطان کسی باغ میں گھس آیا اور چوری کرنے لگا باغ کے
مالک نے پکڑ لیا منت سماجت پر چھوڑ دیا دوسرے دن پھر آ کر چوری کی اور پکڑے
جانے پر منت سماجت کر کے چھوٹ گیا غرض بلاناغہ چوری شروع کر دی باغ کا
مالک بھی تنگ آ گیا کہ اس سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے؟ آخر شیطان نے خود یہ
تجویز رکھی کہ اگر باغ بچانا چاہتے ہو اور یہ خواہش رکھتے ہو کہ یہاں آنا چھوڑ دوں
تو اس کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ مجھ سے بدفعلی کر و یہ انوکھی شرط سن کر مالک ہکا
بکا رہ گیا شیطان چکمہ دیتا رہا آخر اسے آمادگی ظاہر کرنا پڑی تو جو لوگ شیطان کی یہ
سنت ادا کرنا چاہتے ہیں انہیں داڑھی منڈانا پڑتی ہے۔ (اللہ کے باغی مسلمان)

عہد نبوت کا ایک عبرتناک واقعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسریٰ بادشاہ کے دو قاصد آئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چہرہ مبارک پھیر لیا اور دیکھنا تک گوارا نہ فرمایا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں داڑھی منڈانے کا حکم کس نے دیا؟ وہ بولے ہمارے رب کسریٰ نے۔ (عجمی لوگ اپنے بادشاہ کو رب کہتے تھے) حضور اکرمؐ نے فرمایا ''مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے''۔ (البدایۃ والنھایہ وغیرھا)

داڑھی منڈوں کا رب کون ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ۔ اب جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ کہنے کو تو مسلمان ہی ہیں مگر تنہائی میں بیٹھ کر ذرا غور کریں اور دل کی گہرائیوں سے سوچیں کہ اپنا رشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں۔ آتش پرست مجوسیوں نے کہا کہ ہمارا رب کسریٰ ہے جس نے داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا حکم دیا ہے اب داڑھی منڈے ذرا انصاف سے بتائیں کہ ان کا رب اللہ ہے یا کسریٰ۔ کسریٰ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔ جس ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک چاک کر دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو جواب دیا کہ وہ میرا غلام ہو کر مجھے خط لکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو فرمایا مزق اللہ ملکہ (بخاری)

کہ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو یونہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حرف بہ حرف سچا ثابت ہوا اس ملعون کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا اور خود تخت نشین ہو گیا۔ وہ بھی ۶ ماہ سے زائد زندہ نہ رہ سکا۔ تمام مؤرخین نے لکھا ہے کہ چار سال کے اندر اندر دس بادشاہ تبدیل ہوئے آخر چند سال بعد یہ ملک مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا اور صدیوں پرانی اس شہنشاہیت کا نام ونشان مٹ گیا۔ داڑھی منڈے اس ملعون کا انجام سامنے رکھ کر سوچیں کہ اپنا رشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں۔ اپنا رب کس کو تسلیم کر رہے ہیں؟

داڑھی منڈوں کے لئے قیامت میں پریشانی

حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر پر پانی پلا رہے ہوں گے ایک قوم حوض کوثر پر آنا چاہے گی لیکن فرشتے انہیں روک دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے یہ تو میری امت کے لوگ ہیں ان کو آنے دو لیکن فرشتے عرض کریں گے کہ یہ "بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امتی نظر آرہے ہیں مگر یہ بدعتی ہیں اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ "جن لوگوں نے میرے بعد میرا لایا ہوا دین تبدیل کر دیا انہیں دور ہٹاؤ۔ دور ہٹاؤ فرشتے ہٹا دینگے۔ داڑھی منڈے ابھی سے سوچ لیں کہ خدانخواستہ ان کی شکل دیکھ کر ہی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ انہیں دور ہٹاؤ دور ہٹاؤ۔ لے جاؤ جہنم میں تو کیا بنے گا؟

مٹھی سے کم داڑھی کترانا حرام ہے

مٹھی سے کم داڑھی کترانا باجماع امت حرام ہے۔ صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین اور دیگر اسلاف میں سے کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں۔ چنانچہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے "داڑھی ایک مٹھی سے زائد چھوڑنے کی تو گنجائش ہے کہ چاہے چھوڑ دیں یا کاٹ دیں مگر ایک مٹھی سے کم کرنے کو دنیا کے کسی عالم نے بھی جائز نہیں کہا۔ یہ بالا جماع حرام ہے" (فتح القدیر۔ درالمختار)

داڑھی منڈانا زنانہ روپ دھارنے کی کوشش ہے

اس کی جو مثال دی وہ بڑی عجیب ہے فرمایا کہ کٹا کر مٹھی سے کم کرنا حرام ہے جیسا کہ بعض مغربی لوگ کرتے ہیں۔ آج کے مغربی لوگ تو منڈاتے ہیں اس وقت فقہاء کے دور میں کٹاتے ہوں گے اور وہ بھی بعض لوگ معلوم ہوا کہ پہلے زمانے کے کفار بھی پوری داڑھی رکھتے تھے اور دوسری مثال مخنث لوگوں کی دی یہاں عربی کے دو لفظ ہیں اور

دونوں کے معنی میں فرق ہے اسے سمجھئے ایک ہے خنثیٰ۔ دوسرا مخنث۔ خنثیٰ وہ مخلوق ہے جو نہ مرد ہے نہ عورت جسے آپ لوگ ہیجڑا کہتے ہیں اس بیچارے کا تو کوئی قصور نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی اس طرح ہے۔ مخنث وہ مخلوق ہے جسے اللہ نے مرد بنایا لیکن وہ اللہ کی تقدیر پر راضی نہیں۔ اب وہ خود عورت بننے کی کوشش کرتا ہے داڑھی صاف کر کے کپڑا ٹخنے سے لٹکا کر عورتوں کی سی چال ڈھال اختیار کر کے بیچارہ پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح عورتوں میں شامل ہو جاؤں مگر نہ ادھر کا رہتا ہے نہ ادھر کا۔

"نہ روئے مرداں نہ روئے زناں"

داڑھی مرد کی زینت ہے

شرعی حکم سے قطع نظر عقل کی رو سے بھی سوچیں تو داڑھی منڈانے یا کاٹنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا داڑھی ہر مرد کا مردانہ شعار اور اس کی زینت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو چوبیس گھنٹے یہ تسبیح پڑھتی ہے کہ "پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی کے ذریعے اور عورتوں کو سر کے بالوں کے ذریعے زینت بخشی ہے" مگر ہمیں تو دنیا میں داڑھی والے مرد اور بالوں والی عورتیں خال خال کہیں نظر آتی ہیں یہ نالائق مخلوق اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ حسن سے کیوں دور بھاگتی ہے؟

داڑھی مونڈنے والے پر قتل کی دیت

فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ کوئی شخص کسی کی داڑھی مونڈ دے اور اس طریقے سے مونڈ دے کہ آئندہ بال نہ آئیں مثلاً چہرے پر کوئی ایسی دوا لگا دی جس سے بال صاف ہو گئے اور آئندہ کے لئے بال اگنے کی صلاحیت ختم ہو گئی تو اس داڑھی مونڈنے والے مجرم پر اتنی بڑی دیت ہے کہ جتنی کسی کے قتل پر آتی ہے یعنی پورے سو اونٹ کی دیت! اس نے مسلمان کی شکل بگاڑ کر اسے مثلہ کر کے گویا قتل کا ارتکاب کیا لہٰذا اس پر قاتل والی دیت ہے۔

ایک دل کش مثال

ایک اور پہلو سے دیکھئے کہ عام جانوروں میں ان کے مذکر و مونث کے مابین کتنا فرق ہے؟ مثال کے طور پر مرغ اور مرغی کا موازنہ کر لیجئے دونوں پر یکجا نظر ڈالیں تو دیکھتے ہی ہر شخص بے اختیار پکار اٹھے گا کہ مرغ بہت حسین ہے لیکن سوچئے کہ اس کے حسن کا راز کس چیز میں ہے۔ صرف وہ حسین کلغی جس کا تاج اللہ تعالیٰ نے مرغ کے سر پر سجا دیا ہے۔ مرغ کا حسن و جمال اور اس کا نکھار صرف چھوٹی سی کلغی سے ہے۔ یہ ہٹا دی جائے تو سارا حسن جاتا رہے گا۔

کون سی طاقت داڑھی رکھنے سے روک رہی ہے؟

حضرت مولانا مفتی رشید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں ۵۰ سال سے یہ سوال دہرا رہا ہوں کہ بتاؤ کیا خطرہ ہے؟ کس چیز کا ڈر ہے۔ کیا کسی جلاد نے سر پر تلوار لٹکا رکھی ہے کہ خبردار! اگر داڑھی رکھ لی تو گردن اڑا دی جائے گی؟ یا کسی نے سینے پر بندوق تان رکھی ہے کہ خبردار اگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کر لی تو ابھی خاتمہ کر دوں گا۔ یا یہ کہیں کہ ہم تو داڑھی رکھ لیتے ہیں مگر کوئی زبردستی آ کر مونڈ جاتا ہے ذرا ان باتوں کو سوچئے۔

طعنوں کا ڈر

باقی رہی یہ بات کہ اگر ہم نے داڑھی رکھ لی تو بے دین لوگ ہمیں طعنے دیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ رحمٰن کے بندے بنیں گے تو شیطان کے بندے لازماً آپ کا مذاق اڑائیں گے۔ آپ تو کس شمار میں ہیں؟ انہوں نے اولوالعزم رسولوں کو معاف نہ کیا ان کا بھی مذاق اڑاتے رہے۔ اگر شیطان کے بندوں سے اتنے ہی خوفزدہ ہیں تو داڑھی کیا اسلام کا نام لینا بھی چھوڑ دیجئے۔ مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے ۔۔۔ مدنظر تو مرضیٔ جاناں چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کے تو کر یہ فیصلہ ۔۔۔ کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

شیطان کی عجیب عجیب چالیں

کچھ لوگوں نے داڑھی نہ رکھنے کا یہ عذر تراش رکھا ہے کہ آج کل بڑی بڑی داڑھیوں والے جھوٹ بولتے ہیں دھوکہ دیتے ہیں بد دیانتی کرتے ہیں اس سے تو بہتر ہے کہ ہم داڑھی نہ رکھیں اس سے داڑھی کی توہین ہوتی ہے۔ شیطان بھی کتنا ہوشیار ہے۔ اگر کوئی بدنہاد یہ طعنے دینے لگے کہ میاں تم مسلمان ہو کر بھی ایسے ایسے غلط کام کرتے ہو چوری چکاری۔ جھوٹ۔ جعلسازی اور دھوکہ دہی سے باز نہیں آتے تو بتائیے ایسے میں کوئی عقلمند مسلمان ان طعنوں کے ڈر سے اسلام ہی سے دستبردار ہو جائے گا۔ یا گناہوں کو چھوڑ دے گا؟ تو یہ جواب یاد رکھئے کہ یا تو مخالفین کے طعن و تشنیع سے ہر اچھا کام چھوڑ دیجئے اسلام کا نام لینا بھی ترک کر دیجئے یا یہ کہ اپنا محاسبہ کیجئے اور گناہوں سے باز آجائیے اس سے اسلام اور داڑھی کی آبرو بھی باقی رہے گی اور آپ کی زندگی بھی سنور جائے گی۔

تمام گناہوں سے زیادہ خطرناک گناہ

باقی تمام گناہ کسی محدود وقت میں ہوتے ہیں گناہ شروع کیا اور جب تک اس میں مشغول رہے گناہ لکھا جاتا رہا اور جونہی گناہ سے فارغ ہوئے نامۂ اعمال لپیٹ دیا گیا مگر داڑھی منڈانے کا گناہ تو ۲۴ گھنٹے ساتھ لگا ہوا ہے اور اسی حال میں موت آگئی تو بھی حالت گناہ میں۔ ایسی باغیوں کی سی موت سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

داڑھی خصوصیت اسلام کیوں ہے؟

داڑھی اسلام کی یونیفارم اور انبیاء علیہم السلام اور تمام مسلمانوں کی امتیازی علامت ہے۔ غریب سے غریب جس کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ مسلمان ہو تو وہ اس شعائر اسلام کو قائم کر سکتا ہے۔ کم سے کم ایک مٹھی داڑھی ایک ایسا امتیازی نشان ہے جو دور سے بے تکلف نظر آسکے۔ (داڑھی کی شرعی وضع)

داڑھی رکھنے کا آسان طریقہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھی رکھنے کے بارہ میں ایک آسان طریقہ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ جب آپ داڑھی منڈائیں تو رات کو سوتے وقت یہ دعا کریں کہ "یا اللہ مجھ سے سخت گناہ سرزد ہوا ہے۔ میں نادم ہوں۔ مجھے داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں" پھر اگلے دن داڑھی منڈائیں تو رات کو اسی گناہ کا اعتراف اور توفیق کی دعا کریں۔ اس طرح چند دنوں میں اللہ تعالیٰ داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

داڑھی منڈانے کی تاریخ

(1) تاریخ میں داڑھی منڈانے کا ابتدائی ثبوت تو شیطان لعین کے اس چیلنج سے ملتا ہے جو لعین نے اللہ تعالیٰ کو دیا تھا:۔

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (سورۃ نساء رکوع ۱۸)

"اور کہا کہ میں تیرے بندوں سے (اپنے بندوں کا) حصہ مقررہ جدا کرالوں گا (اس طرح) کہ میں انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدوں کے جال میں پھنساؤں گا اور انہیں یہ تعلیم دوں گا کہ وہ حیوانات کے کان چیرا کریں گے یہ بھی حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑا کریں گے۔"

(2) مفسرین کریم نے فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈوانا بھی تغییر خلق اللہ ہے، یعنی اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑنا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں، وہ شیطان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور شیطان ان کو اپنے بندے اور اپنا حصہ مقررہ سمجھتا ہے۔ شیطان لعین کے اس چیلنج کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا کہ

(3) وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا جس شخص نے (خدا کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی پیروی کرتے ہوئے) شیطان کو دوست بنایا' پس نقصان اٹھایا۔

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان داڑھی منڈا کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے حکم کی تعمیل کر کے اس کے حصے میں چلا جائے اور خسران مبین اٹھائے۔ (پناہ خدا)۔

البتہ اگر ایک قبضے سے داڑھی زیادہ ہو جائے تو اس زائد حصے کو ترشوانا مستثنیٰ ہوگا۔

وخص من تغير خلق الله الختان وخضيب اللحية وقص ماذا دمنه على القبضة

''اور تغیر خلق اللہ کے حکم سے ختنہ کرنا داڑھی کا رنگنا اور ایک قبضہ یعنی مٹھی سے زیادہ داڑھی ترشوانا مستثنیٰ کیا گیا ہے۔''

داڑھی منڈانا قوم لوط کا عمل

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے اس حکم کی تعمیل پہلے پہل قوم لوط نے کی۔ اغلباً ان کے امردوں کی جب داڑھیاں آجاتی تھیں تو امرد ہی رہنے کی غرض سے وہ داڑھی منڈا دیا کرتے تھے۔ سورۃ انبیاء میں حضرت لوط علیہ السلام کے قصے میں ہے:

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ (سورہ انبیاء رکوع ۵)

''اور لوط علیہ السلام کو ہم نے علم اور حکمت عطاء فرمائی اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات دی جس کے باشندے گندے گندے برے کام کرتے تھے' بے شک وہ بڑی بری اور فاسق قوم تھے۔''

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

عشر خصال عملتها قوم لوط بها اهلكوا ايتان الرجال بعضهم بعضاً وشرب الخمور وقص اللحية وعفوا الشارب۔ (درمنثور)

’’دس برے کاموں کی وجہ سے قوم لوط ہلاک کی گئی‘ جن میں سے ایک لواطت ہے اور شراب پینا اور داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا بھی ہے۔‘‘

شیطان کا اعلان کہ میں اللہ کی تخلیق میں ردوبدل کروں گا

یہ دراصل شیطان ملعون کی کارستانی ہے جس کی بدولت انسان راہ راست سے بھٹک جاتا ہے۔ شیطان ہی نے لوگوں کو گمراہ کیا اور انہیں اللہ کی بناوٹ کو بدلنے کی تعلیم دی۔ قرآن نے اس بات کو یوں نقل کیا ہے۔

وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ (النساء/۱۱۹)

’’(شیطان نے کہا): اور یقیناً میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے۔‘‘ پس نہ صرف یہ کہ داڑھی کا مونڈنا یا کاٹنا شیطان کی پیروی ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔

داڑھی منڈانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانا ہے

دلی کے مشہور شاعر مرزا قتیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت اعلیٰ درجے کی نعتیں کہا کرتے تھے ایک ایرانی نے ان کا فارسی کلام سنا تو اسے خیال گزرا کہ شائد کوئی بڑے عارف اور صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ اس لئے ایران سے سفر کر کے دلی ان کی زیارت کو پہنچا۔ ان کے گھر جا کر پتا کیا تو گھر والوں نے بتایا کہ حجام کی دکان پر گئے ہیں۔ وہ ان کی تلاش میں حجام کی دکان پر گیا وہاں دیکھا کہ مرزا قتیل صاحب داڑھی منڈوا رہے ہیں۔ یہ کر یہہ منظر دیکھ کر اس نادیدہ عاشق بیچارے ایرانی کے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا اور پوچھا آغا! ریش می تراشی؟ ارے عاشق رسول! یہ کیا؟ داڑھی منڈا رہا ہے؟ اس نے بھی شاعرانہ انداز سے جواب دیا کہ ہاں داڑھی ہی منڈا رہا ہوں۔ کسی کا دل تو نہیں دکھا رہا۔ وہی بات جو آج کل کے بے دین کہتے ہیں کہ دل پاک ہونا چاہئے۔ شاعر صاحب بھی یہی کہنے لگے محبت تو میرے دل میں بھری ہے داڑھی

منڈالی تو کیا فرق پڑا؟ اللہ کے بندو! وہ محبت ہی کیا جو دل میں چھپی رہے اور چہرے مہرے پر کہیں اس کا اثر تک نہ دکھائی دے۔ جو محبت کو اپنے محبوب کے اتباع پر بھی نہ ابھار سکے اور اس کے اعمال پر اثر انداز نہ ہو یاد رکھئے یہ محبت نہیں فریب ہے۔

ہم فراق یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے　　　لتنے گھلاتنے گھلے ستم کے ساتھی ہو گئے

ایرانی نے مرزا قتیل کو جواب دیا ارے نادان! تو کہتا ہے میں کسی کا دل نہیں دکھا رہا تو تو دونوں جہانوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھا رہا ہے۔ اس ذات والا صفات کا دل زخمی کر رہا ہے جن کی خاطر یہ دونوں جہان پیدا کئے گئے یہ سنتے ہی مرزا قتیل بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی　　　مرا با جان جاں ہمراز کردی

باقی یہ بات کہ داڑھی کٹانے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا ہے کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔

دونوں استرا پھروالیں

ایک شخص نے اپنا قصہ سنایا کہ میں داڑھی منڈایا کرتا تھا۔ داڑھی رکھنے کا شوق ہوا جب بیوی نے دیکھا تو شور مچایا کہ یہ کیا شکل لگتی ہے طرح طرح کی باتیں کیں اور کہا کہ بیوی رہے گی یا داڑھی۔ ان صاحب نے جواب دیا کہ مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے داڑھی کو زینت بنایا ہے اور عورتوں کے لئے سر کے بال۔ چلو دونوں حجام کی دکان پر چلتے ہیں پہلے آپ اپنے بال استرے سے منڈوا دو بعد میں میں اپنی داڑھی منڈوادوں گا فوراً چپ ہو گئی اور دوبارہ کبھی نہیں کہا۔

داڑھی کی توہین کرنے والے کی پٹائی

رحیم یار خان میں ایک شخص نے داڑھی کا مذاق اڑایا۔ توہین آمیز کلمات کہے یہاں تک کہ اس نے داڑھی کے بال بھی ہاتھوں سے اکھیڑے۔ ایک مولوی صاحب

نے جا کر عدالت میں بات کی کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے لیکن ان کی بات نہیں سنی گئی بلکہ مولوی صاحب کا مذاق اڑایا گیا۔ اس شخص نے پھر چند آدمیوں کی داڑھی کا مذاق اڑایا جس پر ایک آدمی کی غیرت جوش میں آئی اس نے مردود کی خوب پٹائی کی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پٹائی کرنے والے کو شاباش دی جاتی لیکن پٹائی کرنے والے پر اور ان مولوی صاحب پر جنہوں نے عدالت میں مقدمہ کرنا چاہا تھا مقدمہ کر کے انہیں کئی ماہ جیل میں رکھا گیا۔ افسوس کہ اسلامی احکام کا مذاق اڑانے والے کو سزا دینے کے لئے کوئی قانون نہیں۔ اہل اقتدار کچھ ہوش کے ناخن لیں۔

داڑھی منڈون کو تنبیہ

ان لوگوں پر واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور اپنے نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بنائیں۔ جبکہ عقل بھی یہی کہتی ہے کہ داڑھی مردوں کے لئے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لئے سر کے بال کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورتوں کا سر منڈوانا بدصورتی میں داخل ہے تو بھلا مردوں کا داڑھی منڈوانا خوبصورتی میں کیسے داخل ہوگا؟

کچھ بھی نہیں! رواج نے دل ودماغ اور بصیرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مصر والے بھی تو منڈواتے ہیں۔ اس کا جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو۔ حجت نہیں ہے۔ جو منڈواتے ہیں یقیناً برا کرتے ہیں۔ خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں۔

بعض لوگ خود کو کم عمر ظاہر کرنے کے لئے داڑھی منڈواتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا عار ہے۔ یہ بھی ایک بیہودہ اور لغو خیال ہے۔ عمر تو ایک عطیۂ خداوندی ہے۔ جتنی زیادہ ہو۔ نعمت ہے۔ اس کا چھپانا بھی کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا اور بھی زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں

کے نزدیک تو مسلمان ہونا بھی موجب عار ہے تو کیا معاذ اللہ! اسلام کو بھی جواب دے بیٹھیں گے؟ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہب اسلام کو ترک نہیں کرتے تو فساق وفجار کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جائے؟ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔

ستم بالائے ستم یہ کہ بعض مدارس کے طالب علم اور بعض فیشنی ملا بھی اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ان کی شان میں بجز اس کے اور کیا کہا جائے کہ۔ چار پائے براو کتابے چند

ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے اول تو اوروں سے زیادہ واقف۔ پھر اوروں کو نصیحت کریں۔ مسئلے بتائیں۔ خود بد عمل ہوں۔ عالم بے عمل کے بارے میں کیا کیا وعیدیں قرآن وسنت میں وارد نہیں ہیں؟ پھر ان کو دیکھ کر جاہل مزید گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کی گمراہی کا وبال ان ہی کے برابر ان پر پڑتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ''باعث گناہ'' ہوتا ہے۔ اس گناہ کے وبال میں وہ بھی برابر کا شریک ہوتا ہے۔ اہل مدارس پر لازم آتا ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا کوئی امر خلاف وضع شرعی کرے اگر توبہ کرے تو درگزر کیا جائے ورنہ مدرسہ سے خارج کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا پوری امت کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ یاد رہے کہ حجام کے لئے بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنائے جو شرعاً منع ہو۔ خواہ داڑھی کا ہو یا سر کا! کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے۔ اس کو چاہئے کہ عذر کر دے۔ آخر میں ملت اسلامیہ کے سب نوجوانوں سے میں گزارش کروں گا کہ اپنے آپ کو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ کر کے اپنی شکل وصورت کو سنت کے مطابق بنا کر خود کو کعبہ کا پاسبان بنائیں کہ آج وقت کی یہی پکار ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

مسلمان کیلئے لمحۂ فکریہ

آخر وہ کون سی طاقت ہے جو آپ کو داڑھی رکھنے سے روک رہی ہے؟ ذرا غور کیجئے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزاری کیوں؟ کیا کوئی زبردستی آ کر داڑھی مونڈ جاتا ہے؟ یاد رکھئے یہ کوئی شغل نہیں۔ داڑھی منڈانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانا ہے۔

داڑھی منڈانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانا اور ایذا دینا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے کا حکم دیا ہے۔ داڑھی منڈانے سے آپ کو ایذا اور تکلیف ہوتی ہے۔ آپ نے داڑھی منڈانے کو مشرکوں اور مجوسیوں کا فعل قرار دیا ہے اور اس پر اظہار ناراضگی فرمایا ہے۔ کتب حدیث وسیر میں ایک واقعہ آتا ہے جس سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے تھے جن میں سے ایک خط ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے نام بھی ارسال فرمایا' جب شاہ ایران خسرو پرویز کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبلیغی والا نامہ پہنچا تو اس نے نامہ مبارک دیکھتے ہی غصے سے چاک کر دیا اور یوں بکنے لگا کہ ہماری رعایا کا ادنیٰ شخص ہمیں خط لکھتا ہے اور اپنا نام ہمارے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ اس کے بعد کسریٰ نے باذان کو جو اس کی طرف سے یمن کا گورنر تھا اور عرب کا تمام ملک اس کے زیر نگیں سمجھا جاتا تھا حکم بھیجا کہ دو مضبوط آدمی بھیجو جو اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے ایک فوجی دستہ تیار کیا جس کے افسر کا نام خرخسرو تھا۔ نیز حالات محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ) پر گہری نظر ڈالنے کیلئے ایک ملکی افسر بھی اس کے ساتھ کر دیا

جس کا نام بانو یہ تھا یہ دونوں افسر جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو نبوت کے رعب کی وجہ سے ان کی گردن کی رگیں تھر تھر کانپنے لگیں۔ یہ لوگ چونکہ آتش پرست تھے اس لئے داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔

فکرہ النظر الیھما وقال: ویلکما من امر کما بھذا؟ فقالا امرنا بھذا ربنا یعنیان کسری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی

ان کے چہرے پر نظر ڈال کر آپ کو تکلیف پہنچی آپ نے پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کا تم سے کس نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے رب کسریٰ نے (وہ اپنے بادشاہ کسریٰ کو رب کہا کرتے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مگر میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کترواؤں"۔ (جواہر پارے)

ایک مرد کے داڑھی مونڈنے پر عورت متنفر ہوگئی

جب تک مسلمانوں کا ذہن مشرکین اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کے رنگ سے محفوظ تھا تو مرد خواہ عورت سب داڑھی کو مرد کیلئے زینت اور خوبصورتی سمجھتے تھے چنانچہ علامہ ابن بطوطہ اپنے سفرنامے الموسوم "**بتحفة النظار فی عجائب الاسفار**" (ص ۱۷ ج ۱) میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ شیخ جمال الدین ساوی نہایت خوبصورت شخص تھا چنانچہ ایک عورت اس پر فریفتہ ہوگئی اور کسی بہانے سے اس کو اپنے گھر میں بلا لیا اور اندر آنے کے بعد دروازے بند کروا دیئے اور پھر شیخ صاحب کو اپنی طرف برائی کیلئے بلایا۔ شیخ موصوف نے بچنے کی بڑی کوشش کی لیکن خلاصی کیلئے کوئی چارہ نہ دیکھا تو اس نے پہلے بیت الخلاء جانے کا ارادہ کیا اور اندر جا کر جیب سے استرا نکالا اور اس سے اپنی داڑھی کو مونڈ دیا جب باہر نکلا تو عورت کو اس کی شکل اتنی بری لگی کہ اس سے متنفر ہو

گئی اور وہ برائی سے بچ کر سلامتی سے باہر آیا۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ جب ذہن صاف تھا تو فطری بناوٹ سب کو اچھی لگتی تھی جب ذہن گندا ہو گیا تو اچھی شکل بری اور بری اچھی نظر آنے لگی۔ دراصل یہ شیطان کی کارستانی ہے جس نے اللہ کے سامنے جرأت کی اور کہا:

لا تخذن من عبادک مفروضاً. وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ .

''میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کرلوں گا۔ اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔''

داڑھی منڈوں کو پہنچنے والے نقصانات

بغیر داڑھی والے لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں ناراضگی

ایک صاحب نے فرمایا کہ میرے ایک دوست فیڈرل گورنمنٹ میں ایک عہدے پر رہ کر کام کر رہے تھے مجھے کئی سال بعد ملے تو ان کا چہرہ پہلے سے بدلا ہوا تھا۔ سنت کے مطابق داڑھی تھی جو کئی سال پہلے نہ تھی اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ خواب میں قیامت کا منظر دیکھا تو اپنے آپ کو بہت پریشان پایا لوگوں کو ایک طرف بھاگتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی ادھر بھاگے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور لوگ ان سے مصافحہ کر رہے تھے جب ان کی باری آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پھیر لیا' اس پر میرے دوست کو صدمہ ہوا اور وجہ پوچھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری شکل میرے جیسی نہیں ہے جب میرے دوست جاگے تو اسی دن سے داڑھی رکھ لی۔

داڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہیں ملی

ایک بزرگ نے ایک سچا واقعہ سنایا جو بڑی عبرت کا واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ایک دوست لندن میں تھے اور کسی ملازمت کی تلاش میں تھے۔ ملازمت کیلئے ایک جگہ انٹرویو دینے گئے۔ اس وقت ان کے چہرہ پر داڑھی تھی، جو شخص انٹرویو لے رہا تھا اس نے کہا کہ داڑھی کے ساتھ یہاں کام کرنا مشکل ہے، اس لئے داڑھی ختم کرنی ہوگی۔

اب یہ بڑے پریشان ہوئے کہ میں اپنی داڑھی ختم کروں یا نہیں۔ اس وقت تو وہ واپس چلے گئے اور دو تین روز تک دوسری جگہوں پر ملازمت تلاش کرتے رہے اور کشمکش میں مبتلا رہے۔ دوسری ملازمت نہیں مل رہی تھی اور بے روزگار اور پریشان بھی تھے۔ آخر میں فیصلہ کرلیا کہ چلو داڑھی کٹوا دیتے ہیں تاکہ ملازمت مل جائے۔ چنانچہ داڑھی کٹوادی اور اسی جگہ ملازمت کے لئے پہنچ گئے۔

جب وہاں پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟

انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے کہا یہ داڑھی کٹوادو تو تمہیں ملازمت مل جائے گی تو میں داڑھی کٹوا کر آیا ہوں۔

اس نے پوچھا کہ کیا آپ مسلمان ہیں؟

انہوں نے کہا ہاں۔

اس نے پھر پوچھا کہ آپ داڑھی کو ضروری سمجھتے ہیں یا غیر ضروری سمجھتے ہیں؟

جواب دیا کہ میں اس کو ضروری سمجھتا ہوں اور اسی وجہ سے رکھی تھی۔

اس نے کہا کہ جب آپ جانتے تھے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم کے تحت داڑھی رکھی اور اب آپ نے صرف میرے کہنے کی وجہ سے اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کے وفادار نہیں اور جو شخص اپنے اللہ کا وفادار نہ ہو وہ اپنے افسر کا بھی وفادار نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ہم آپ کو ملازمت پر رکھنے سے قاصر ہیں۔

داڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہ ملی۔ صرف داڑھی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے جتنے احکام ہیں' ان میں سے کسی کو یہ سوچ کر چھوڑنا کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے یہ بسا اوقات دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔

داڑھی منڈانے پر عذابِ الٰہی

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: ''ایک شخص کا قصہ ہے کہ اس نے ایک دفعہ داڑھی منڈائی تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو یہ سزا ملی کہ داڑھی میں بال خورا لگ گیا پھر تمام عمر داڑھی نہ نکلی۔'' (اصلاح النساء صفحہ ۱۱۳)

دلخراش باتیں

بہت سے مسلمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے وطن سے زر کثیر خرچ کر کے حرمین شریفین میں پہنچتے ہیں' پھر روضہ اطہر پر حاضری دیتے ہیں' وہاں لمبی لمبی دعائیں بھی مانگتے ہیں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بڑی محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی زندگی کو سنت و شریعت کے مطابق بنانے کیلئے تیار نہیں ہوتے' ذرا سی بھی تبدیلی نہیں آتی۔ جیسے گئے تھے اس سے بھی ابتر حال میں لوٹتے ہیں۔ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے متصلاً وضو خانے میں بیٹھ کر داڑھی میں استرا پھیر رہے تھے۔ ہائے افسوس! سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو یہ تاکید اور حکم ہے ''خالفوا المشرکین او فروا اللحی واحفوا الشوارب'' (متفق علیہ) یعنی مشرکین کی مخالفت کرو' مونچھیں چھوٹی کرو' داڑھی کو بڑھاؤ' (یعنی اسے نہ کاٹو) مطلب یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو داڑھی رکھنے کا وجوبی حکم فرمایا ہے' نیز داڑھی کٹانے اور منڈانے سے کفار اور مشرکین' مجوسیوں اور مخنثوں کے ساتھ بھی مشابہت بھی لازم آتی

ہے جس کا حرام ہونا بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

من تشبہ بقوم فھو منھم (ابوداؤد) اب ایک مسلمان دربار نبوی میں حاضر ہو کر اس حکم کی کھلی مخالفت کرے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ اس سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

جس مسلمان کو بھی اللہ تعالیٰ روضہ اطہر میں حاضری کی سعادت نصیب فرمائے تو کم از کم وہاں پہنچ کر ہی اپنی ظاہری شکل وصورت کو شریعت کے مطابق بنانے کا پکا عزم کرلے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس باغیانہ شکل وصورت سے تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ سے خود بھی دعا کی جائے کہ ظاہر کے ساتھ باطن کو بھی شرکیہ عقائد وافعال اور بدعت ورسومات اور حب جاہ ومال سے پاک فرمائے اور خوب خوب اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے نوازے۔ (آمین)!

قبر میں داڑھی مونڈے شخص کی ٹھوڑی پر بچھوؤں کا عذاب

یہ بات پشاور کے بہت ہی ذمے دار آدمی نے بتائی۔ دو افغانی پشاور سے افغانستان ٹرک پر جارہے تھے‘ راستے میں ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ان کا ٹرک تباہ ہوگیا اور یہ دونوں ساتھی وہیں مرگئے ان میں سے ایک کی سنت کے مطابق داڑھی تھی اور دوسرا داڑھی منڈواتا تھا۔ ان دونوں کی لاشوں کا کوئی وارث نہ ملا اور نہ ہی پتہ چل سکا کہ یہ دونوں کہاں کے رہنے والے ہیں‘ کافی دیر انتظار کے بعد ان دونوں کی لاشوں کو دفن کردیا گیا‘ کافی دنوں کے بعد جب ٹرک منزل مقصود تک نہ پہنچا تو متوفیوں کے رشتے داروں نے چھان بین شروع کی اور تباہ شدہ ٹرک کے ڈھانچے سے ان کو پتہ چل گیا کہ ان کے دونوں عزیز یہاں ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے حادثاتی موت کی خبر دی اور ان کے رشتہ داروں کو دونوں قبریں دکھائیں۔ متوفیوں کے رشتے داروں نے لاشوں کو لے جانے کیلئے تقاضا کیا‘ قبروں کو کھولا گیا‘ جس آدمی کی سنت کے مطابق داڑھی تھی وہ تو ویسے ہی قبر میں تروتازہ تھا اور کسی کیڑے مکوڑے نے خراب نہ کیا تھا‘

دوسرا ساتھی جو بغیر داڑھی کے تھا اس کی ٹھوڑی کو بچھو کھا رہے تھے نظارہ بہت عبرتناک تھا چنانچہ اس دوسری میت کو وہیں پر چھوڑ دیا گیا اور نکالنے کی جرأت کسی کو نہ ہوئی۔

داڑھی کا استہزاء کفر ہے

حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی تحریر فرماتے ہیں:

''جب اس کا (داڑھی منڈانے کا) گناہ ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں اور اس کی برائی کرتے ہیں سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از حد دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنائیں۔''

نیز فرماتے ہیں: ''لوگ داڑھی منڈانے کو تزئین سمجھتے ہیں حالانکہ یہ تہجین ہے۔ چلو مانا کہ یہ تزئین ہے تو حلال سمجھنے میں تزئین کو کیا دخل' خوبصورتی مزعوم تو حرام سمجھنے کی حالت میں بھی ہوتی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ سمجھنے والا کا دین زیادہ برباد ہوتا ہے اور حرام سمجھنے والے کا کم۔'' (حیاۃ المسلمین)

اس لئے داڑھی منڈانے والوں کو چاہیے کہ خدانخواستہ وہ فی الحال داڑھی رکھنا نہیں چاہتے تو کم از کم داڑھی کا مذاق تو نہ اڑائیں کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ''شرعی وضع کو حقیر سمجھنا یا اس کی برائی کرنا کفر ہے۔'' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت عین خداوند تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ نیز ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْکَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء آیت: ۶۵)

''پھر قسم ہے آپؐ کے رب کی کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تصفیہ کرالیں پھر اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصفیے سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کریں۔''

عبرت انگیز واقعہ

یعنی شریعت کے کسی حکم پر عمل کرنے کے بعد بھی دل میں تنگی کا کرنا کفر ہے۔
جیسا ارشاد ہے "فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ" شیخ دیان نے بیان کیا ہے" ایک بزرگ کو دفن کیا گیا کچھ عرصے بعد دریا بردی شروع ہوئی ورثاء نے ارادہ کیا کہ لاش نکال کر دوسری جگہ لے جائیں' چنانچہ قبر کھودی گئی تو اس میں ان کے بجائے ایک خوبصورت لڑکی پڑی ہے۔ ایک شخص نے پہچانا کہ یہ لڑکی نصاریٰ میں سے ہے خفیہ مسلمان ہوگئی اور پھر فلاں جگہ مدفون ہوئی تھی وہاں پہنچے اور قبر کھدوا کر دیکھا کہ اس لڑکی کی قبر میں وہ بزرگ' عیسائی گورستان میں پڑا ہے۔ ورثاء سے تحقیق کی تو حال سے معلوم ہوا کہ یہ غسل جنابت کے متعلق کہا کرتا تھا کہ اچھا نہیں اس سے عیسائی مذہب اچھا ہے کہ اس میں غسل جنابت نہیں یہ کہنے کی نحوست کا یہ اثر ہوا۔
اس روح فرسا واقعے سے عبرت حاصل کریں کہ غسل جنابت کرنے کے بعد محض دل میں تنگی محسوس کرنے پر اسے مسلمان کے قبرستان سے عیسائیوں کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔ (خیر الافادات)

غور سے سن فغاں میری   درس عبرت ہے داستاں میری

دینداری نہ ہونے کی وجہ سے داڑھی کا مذاق

بعض لوگ داڑھی والوں کا مذاق اس بناء پر اڑاتے ہیں کہ ان کے اندر پوری دینداری نہیں' مگر بھلا اس میں داڑھی کا کیا قصور ہے کہ اس کا مذاق اڑایا جائے۔ یقین جانئے کہ داڑھی والے یقیناً چور نہیں ہوتے بلکہ چور داڑھی رکھ لیتے ہیں۔
جیسا کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ نمازی چور نہیں ہوتے بلکہ چور نمازی کی صورت میں آ کر مسجد سے جوتے چرا کر لے جاتے ہیں۔ کیا داڑھی منڈے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ

بشری خامیوں اور معاشرتی برائیوں سے پاک ہیں۔ جب نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں داڑھی والوں کا استہزا نہیں کرنا چاہیے۔ وہ تو قابل مبارکباد ہیں کہ تمہارے مقابلے میں اپنے چہروں کو داڑھی سے زینت بخشی ہے۔

سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہ کن   بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز   اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

داڑھی والے تو پھر بھی بروز قیامت یوں عرض کر سکیں گے

تیرے محبوب کی شباہت لے کے آیا ہوں   حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں

باقی داڑھی رکھنے والے کو بھی عوام الناس کے استہزاء سے دلبرداشتہ نہ ہونا چاہیے اور نہ محض اس بناء پر داڑھی رکھنے سے گھبرانا اور بچنا چاہیے بلکہ اس کو تو اپنے عمل کا (داڑھی رکھ کر) یوں جواب دینا چاہیے۔

ساری دنیا آپ کی حامی سہی   ہر قدم پر مجھ کو ناکامی سہی
نیک نام اسلام میں رکھے خدا   کفر کے حلقے میں بدنامی سہی

واقعی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کے لئے مخلوق پر نظر یا ان کے مذاق سے ڈر یا ان کی خوشنودی کیا معنی؟ مسلمان کو تو ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی پیش نظر ہونی چاہیے۔

تیری رضا میں ہے گر سارا جہاں خفا ہم سے   اگر یہی ہے زیاں تب تو کچھ زیاں نہ ہوا

اور مخلوق کی طرف سے بالکل التفات نہ کرنا چاہیے۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکین   وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا

باقی داڑھی رکھنے والوں سے بھی ہماری یہی درخواست ہے کہ وہ کبھی اپنی اصلاح کی فکر سے غافل نہ ہوں بلکہ داڑھی کی لاج رکھتے ہوئے کوئی ایسا فعل نہ کریں جس سے عوام کو انگشت نمائی کا موقع ملے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ خود فرماتے ہیں:

''میرے خیال میں پوری دینداری داڑھی والوں میں بھی نہیں پس ایک

داڑھی منڈانے کا گناہ کر رہا ہے اور دوسرا شہوت پرستی کا گناہ کر رہا ہے تو نری داڑھی کو کیا کریں گے۔'' (از محمد اقبال قریشی)

سنت کی تباہی

ہمارے ملک میں اس وقت چودہ کروڑ لوگ رہتے ہیں ان میں سے اگر ہم نصف عورتیں سمجھ لیں باقی سات کروڑ مرد بچتے ہیں۔ ان سات کروڑ میں سے ہم پوری فراخدلی کے ساتھ پانچ کروڑ بچے' داڑھی والے حضرات' بوڑھے اور غیر مسلم نکال دیں تو باقی صرف دو کروڑ جوان بچتے ہیں۔

ان دو کروڑ جوان لوگوں کے حوالے سے اگر ایک عام اور روزمرہ کی بات پر غور کیا جائے تو درد مند دل کانپ اٹھتے ہیں' ذہن میں بگولے سے اڑنے لگتے ہیں اور ایک بار تو کوئی بھی ذی شعور مسلمان سر سے پاؤں تک لرز جاتا ہے۔ ہم لوگوں کی روزمرہ عادات میں سے ہے کہ صبح آنکھ کھلتے ہی باتھ روم کا رخ کرتے ہیں جن لوگوں کے گھر میں نہانے کی سہولت اچھی طرح میسر نہیں ہے وہ بازار کا رخ کرتے ہیں اور کسی گرم حمام میں جا گھستے ہیں۔

گھر کے باتھ روم اور بازار کے گرم حکام میں جا کر یہ جوان مرد سب سے پہلے آئنہ دیکھتے ہیں' گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور اگر ان کو ضرورت محسوس ہو تو بھی اور اگر نہ ضرورت ہو تو بھی عادتاً سیفٹی یا استرا ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔

اب بلیڈ کی دھار تلے سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھا جاتا ہے اور اس کا قتل عام' قتل عمد اور قتل مسلسل شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس کو اختیار کرنے کی تلقین کی ہے' تاکید کی ہے' اور ہم صبح اٹھ کر سب سے پہلے اس کا ذبیحہ شروع کر دیتے ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاکید کردہ قریب الفرض سنت کو دو کروڑ پاکستانی مسلمان ہر صبح موت کے گھاٹ اتارنے کا فریضہ بحسن وخوبی ادا کرتے ہیں اور اس پر ان کو کوئی ملال' کوئی غم اور کوئی دکھ نہیں ہوتا۔ صرف اور صرف پاکستان میں دو کروڑ مسلمان

داڑھی کی تباہی و بربادی اوراس کو ختم کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

دو کروڑ مسلمان پاکستانیوں میں سے اگر ایک کروڑ پاکستانی مسلمان سمجھ لئے جائیں جو گھر میں شیو کرتے ہیں تو باقی بچے ایک کروڑ یہ ایک کروڑ پاکستانی بازاروں میں سیلونوں میں جاکر داڑھی منڈواتے ہیں۔ آج داڑھی منڈانے کا کم ازکم نرخ دس روپے فی کس ہے۔ اس حساب سے ایک کروڑ پاکستانی مسلمان دس کروڑ روپے روزانہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تباہی کیلئے خوشی خوشی خرچ کرتے ہیں۔ معاذ اللہ

سنت کی یہ تباہی کسی یہودی، نصرانی، ہندو یا غیر مسلم و مشرک کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خود مسلمان قوم کے ہاتھوں وجود میں آرہی ہے اور اللہ اور اس کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قوم کا منہ تک رہے ہیں لیکن کب تک؟؟؟

جس روز اللہ کی غیرت جوش میں آگئی اس روز اس قوم کا کیا حشر ہوگا؟ یہ ہمیں عاد و ثمود کی تباہی سے جان لینا چاہیے۔

داڑھی نہ رکھنے والوں کے حیلے بہانے

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کم علمی کی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ وہ داڑھی اس لئے منڈاتے ہیں کہ داڑھی بہت عزت والی چیز ہے اور وہ اس کے اہل نہیں۔ جب وہ پورے نیک ہو جائیں گے تب داڑھی رکھیں گے لیکن ان کی یہ بات محض تلبیس ابلیس (شیطان کا دھوکہ) ہے ان کے فائدے کیلئے عرض ہے کہ:

"ذرا سوچیں تو سہی اگر آپ پورے نیک بننا چاہتے ہیں تو اس کے لئے اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی تعمیل کرنا ہوگی نہ کہ نافرمانی۔ اب داڑھی جیسے واجب عمل کو مسلسل ترک کر کے کوئی پورا نیک کیوں کر ہو سکے گا؟"

اگر کچھ لوگ اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ داڑھی رکھ کر جب وہ غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنامی اور داڑھی کی بے حرمتی ہوگی تو دراصل یہ خیال بھی شیطان کی ایک چال ہے جس کے ذریعے شیطان

نے بہت سے لوگوں کو دھوکہ دے کر اس فعل حرام میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب اگر شیطان انہیں یہ پٹی پڑھا دے کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں' دین اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم اسلام کو چھوڑ کر سکھ یا ہندو بن جاؤ تو کیا اس وسوسے کی وجہ سے وہ اسلام چھوڑ دیں گے؟ بلکہ اگر ان کے دل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہو تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑیں گے بلکہ ان برائیوں سے کنارہ کشی کریں گے جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہے ٹھیک اسی طرح اگر شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر تم داڑھی رکھ کر برے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیر باد نہیں کہا جائے گا بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان برے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑگی کی حرمت کے منافی ہے' لیکن اس کے برعکس اگر وہ یہ سوچتے رہیں کہ ''ہم تو گناہگار ہیں داڑھی کے اہل نہیں'' پس شیطان کی باتوں میں آ کر مسلسل داڑھی مونڈتے ہی رہیں تو وہ اپنے نامۂ اعمال میں مزید گناہوں کا اضافہ کرتے جائیں گے بہرحال ایک موہوم (خیالی) اندیشے کی بناء پر جو کہ محض تلبیس ابلیس (شیطان کا دھوکہ) ہے ایک واجب کو ترک کرنا اور یوں فعل حرام میں مبتلا ہونا پرلے درجے کی نادانی' جہالت اور ایمان کا نقصان ہے۔ (از پروفیسر اشفاق احمد خان)

داڑھی کی مخالف خاتون کا عبرت ناک واقعہ

ہمارے محلے کی وہ عورت فلمی اداکاروں کی پرستار تھی اور داڑھی کی سخت مخالف مگر اس کا خاوند داڑھی کی سنت کو نہ صرف محبوب رکھتا تھا بلکہ اپنے چہرے کو داڑھی سے سجائے ہوئے تھا۔ وہ عورت روزانہ اپنے شوہر سے تقاضا کرتی کہ اسے یہ شکل بالکل پسند نہیں' کیونکہ اس کے آئیڈیل چہرے داڑھی سے خالی ہیں۔ لہٰذا وہ داڑھی منڈوا دے۔

شوہر صاحب اس بات کو گوارا نہ کرتے تھے لیکن بیگم صاحبہ کی لڑائی زور پکڑ گئی۔ ایک بار شوہر نے تنگ آ کر داڑھی منڈوا بھی لی مگر دل میں ایمان اور محبت رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چنگاری موجود تھی۔ جلد ہی نادم ہوکر توبہ کی اور دوبارہ داڑھی رکھ لی۔ تب بیوی نے ناراض ہوکر ایسا ہنگامہ کیا کہ شوہر کو گھر سے نکلنا پڑا۔

چند ہی دن گزرے تھے کہ اس عورت کی ٹانگ میں درد اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی ٹانگ نیلی ہوگئی۔ جو عورتیں اس کی عیادت کو گئیں تھیں انہوں نے محسوس کیا کہ اس کی ٹانگ سے بو آرہی ہے درد بھی شدید تھا وہ اس کو ہسپتال لے گئیں۔

ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کی ٹانگ کاٹی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو آپ کچھ نہ کریں جب اس کا خاوند ساتھ آئے گا تو اپنی ذمہ داری پر علاج کرائے گا۔ آخر اس کے شوہر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹروں سے پھر چیک کروایا گیا بالآخر اس کی ٹانگ گھٹنے تک کاٹ دی گئی مگر درد اور زخم باقی رہا۔ پھر اسی زخم کی وجہ سے اس کی پوری ٹانگ کاٹ دی گئی۔ قدرت کی اس پکڑ کے باوجود اس عورت کو نہ اپنے کیے پر ندامت ہے اور نہ ہی اس کے خیالات بدلے ہیں۔

شعار اسلام کو حقارت سے دیکھنا آج لوگوں کا معمول بن گیا ہے۔ کوئی داڑھی کا مذاق اڑا رہا ہے تو کوئی پردے پر تنقید کررہا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ اللہ رب العزت کے احکامات ہیں جن پر زبان درازی کی جارہی ہے جو صریحاً کفر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خود اپنے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف پیدا کیا جائے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی جائے۔ (بشکریہ خواتین کا اسلام شمارہ ۲۱۷)

داڑھی کی بے حرمتی پر پکڑ

نواب علی محمد خاں حاکم روہیل کھنڈ کے صاحبزادے نواب سعد اللہ خاں نے ایک دن حجامت بنوانا شروع کی۔ مولانا مفتی عبدالغنی اتفاق سے پاس ہی بیٹھے تھے۔ نواب زادہ نے سر کے بالوں کی حجامت سے فارغ ہونے کے بعد حجام کو داڑھی کترنے کا حکم دیا اور اپنی حکومت وریاست کے گھمنڈ میں مولانا کا بالکل پاس نہ کیا۔

حجام نے نواب زادہ کی داڑھی کترنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مفتی صاحب کو ہتک سنت پر کمال غصہ آیا اور آپ نے ایک طمانچہ حجام کے مارا جس کا اثر نواب زادہ کے چہرہ تک پہنچا۔ نواب زادہ کو غصہ آیا تو بہت مگر ہیبت حق اور کچھ اس لحاظ سے کہ وہ میرے باپ کا جلیل القدر مہمان ہیں خاموش ہو گیا۔

جب نواب علی محمد خاں کا انتقال ہو گیا اور نواب سعد اللہ خاں کا دور دورہ ہوا تو اس نے بدلہ لینے کے لئے ان پر ایک قتل کا الزام لگا کر آنولہ طلب کیا۔

مفتی صاحب نے کہا بلا دعویٰ وحضوری فریقین و گواہان محض آپ کا کہنا خواہ آپ حاکم وقت ہی ہیں کیا اصل رکھتا ہے۔ البتہ اگر قاضی اور مفتیان اسلام حکم شرعی فرمائیں تو مجھے بدل وجان منظور ہے۔ نواب کو اس صاف گوئی پر بہت طیش آیا اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دفعتاً فالج گرا۔ امراء وزراء اور متعلقین نے مولانا کے قدم پکڑے کہ نواب کو آپ کی اور شریعت کی بے ادبی کی پوری سزا مل گئی۔ اب خدارا دعا فرمایئے۔

آپ کی دعا سے مرض بالکل زائل ہو گیا اور اسی وقت سے حافظ الملک حافظ رحمت خاں رویلہ وغیرہ تمام امرائے روہیلہ آپ کا احترام کرنے لگے۔ آج کتنے پیر کتنے سجادہ نشین کتنے مولوی ومفتی اور کتنے عالم وامام ہیں جو شریعت اسلام کی علانیہ ہتک دیکھتے ہیں اور اپنے مریدوں عقیدتمندوں اور زیر اثر لوگوں کو اس سے منع کرنے کی جرأت اور طاقت رکھتے ہیں؟ (ناقابل فراموش واقعات)

رکھ لو بھائی اب تو داڑھی

قبر کی کر لو کچھ تیاری
رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
سامنا جب آقا سے ہو تو
جھکے نہ گردن شرم کے مارے
شکل نبی کی جو اپنائے گا
رب کا پیارا وہ بن جائے گا
برسے گی اس پر رحمت باری
رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
جس نے نبی کے دل کو دکھایا
اللہ کو گویا اس نے ستایا
حشر میں ہوگی اس کی خواری
رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
قبر میں جب تم کل جاؤ گے
آقا کو کیا منہ دکھاؤ گے
عقل میں آئی بات تمہاری رکھ
لو بھائی اب تو داڑھی
جس نے سنت کو اپنایا
اس نے بڑا نفع کمایا
گواہی دیں گے نبی تمہاری
رکھ لو بھائی اب تو داڑھی

غیر اسلامی معاشرت

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

آج کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ عامۂ مسلمانوں کی معاشرت غیر اسلامی ہوتی جارہی ہے۔ ان کا رہن سہن چال چلن اور رفتار و گفتار وغیرہ وغیرہ غیر اقوام کے نمونے کا ہوتا جارہا ہے۔ روحانی آداب کے بجائے جذبات نفسانی دل و دماغ پر چھاتے جا رہے ہیں۔ شادی غمی کے اجتماعات اور خانگی زندگی میں غیر اسلامی رسوم اور منکرات بطور جزو زندگی کے داخل ہوگئے ہیں ان کی اصلاح کے بغیر مسلم قوم کا صحیح کریکٹر اور مقام متشخص نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔

سیرت وصورت

صورت ہمیشہ فتنوں میں ڈالتی ہے اور سیرت ہمیشہ امن اور عزت و سربلندی پیدا کرتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ ہم اور آپ حسین نہیں ہیں ان کے حسن و جمال کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام جہاں جہاں مصیبتوں میں گرفتار ہوئے صورت کی خوبصورتی نے انہیں گرفتار کرایا اور جب سلطنت ملنے کا وقت آیا تو سیرت آگے بڑھی۔

اتباع سنت کی برکت

انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھا جائے جب اس کے ایمان میں کمال آ جائے گا اور اس کو مومن کامل کہیں گے لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کبھی بھی غلطی نہ ہو اور گناہ نہ ہو۔ یہ شان تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے ہم سے گناہ ہوتے ہیں اور گناہ کرتے بھی ہیں مگر اس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کرلیں۔ صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ (یادگار باتیں)

مسنون داڑھی کے فوائد اور منڈوانے کے نقصانات میڈیکل سائنس اور طب کی جدید تحقیقات کی روشنی میں

سنت پر عمل کی برکت

عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تین حصے کئے ہوئے تھے۔ ایک سال حج کو جاتے اور ایک سال غزوہ میں تشریف لے جاتے اور ایک سال علم کا درس دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے وہاں کفار کا قلعہ فتح نہیں ہوا تو آپ رات کو اسی فکر میں سو گئے کہ خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں۔

''اے عبداللہ کس فکر میں ہے''۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کفار کے اس قلعہ پر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ اس فکر میں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو مسواک کے ساتھ کیا کر۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ خواب سے بیدار ہوئے مسواک کے ساتھ وضو کی اور غازیوں کو بھی حکم دیا انہوں نے بھی مسواک کے ساتھ وضو کیا قلعہ کے نگہبانوں نے قلعہ کے اوپر سے غازیوں کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا اور خدائے تعالیٰ نے ایک خوف ان کے دل میں ڈالا۔ وہ نیچے گئے اور قلعہ کے سرداروں سے کہا کہ یہ فوج جو آئی ہے یہ لوگ آدم خور معلوم ہوتے ہیں۔ دانتوں کو تیز کر رہے ہیں تا کہ اگر ہم پر فتح پائیں تو ہمیں کھائیں۔ خدائے تعالیٰ نے یہ دہشت ان کے دل میں بٹھا دی اور مسلمانوں کے پاس قاصد بھیجا کہ تم مال چاہتے ہو یا جان عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہ مال چاہتے ہیں نہ جان' تم سب اسلام قبول کر لو تا کہ چھٹکارہ پاؤ۔ اس سنت کے ادا کرنے کی برکت سے وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (صلوۃ مسعودی)

داڑھی منڈوانے سے دماغ متاثر

یہ جسم کا کنٹرول روم ہے۔ اعضائے رئیسہ میں دل کے بعد سب سے زیادہ اہم ہے۔ بندے کی عقل اس کے ذریعے بحال ہوتی ہے قوت شامہ اس کیلئے بڑی مددگار ہے۔ ان تینوں اعضائے رئیسہ میں سے دو تو انسان کے پیٹ میں ہیں، مگر دماغ سر میں ہے۔ گویا جسم کی حکومت میں سر سب سے بلند جگہ پر مسند نشین ہے قوت سامعہ، قوت ذائقہ، قوت شامہ، قوت باصرہ کے دروازے اسی کے ذریعے کھلتے ہیں قوت لامسہ تو پورے جسم کو محیط ہے داڑھی بھی دماغ کے قریب ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دماغ کے قریب داڑھی پر استرا چل جائے اور دماغ اس سے متاثر نہ ہو۔ اس اثر کو ہم یوں دیکھ سکتے ہیں کہ فی زمانہ دماغی قوت اگلے لوگوں کی نسبت کمزور ہے۔ آج کے لوگوں کے حافظے اتنے مضبوط نہیں ہیں جتنے کہ پہلے لوگوں کے تھے۔ داڑھی منڈوائی جاتی ہے تو دماغ کا وہ احساس آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے جو ملکیت یا محافظیت کی چیزیں چھن جانے سے ہوتا ہے۔

ہماری آنکھیں بھی اس داڑھی کے قریب ہیں جو اعضائے رئیسہ ضروریہ میں سے ہیں۔ یہ دیکھتی رہ جاتی ہیں اور داڑھی کی بہاریں ویران ہو جاتی ہیں۔ داڑھی مونڈنے سے یہ بھی متاثر ہوتی ہیں آج یہ بات ہم سب کے مشاہدے میں ہے کہ ہمارے زمانے میں ضعف بصارت کا مرض کثیر النوع ہو چکا ہے اور اب ڈاکٹرز بھی اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ داڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ جہاں پانی ہوگا وہاں

بھاپ اٹھے گی اسے دخانیت کا عمل کہا جاتا ہے۔ انسان کے جسم کی رگ رگ میں پانی ہے۔ لہٰذا پورے جسم سے ہر وقت دخانیت کا عمل ہوتا رہتا ہے اطباء کہتے ہیں کہ بدن کی دخانیت سے سمی اثرات ہوتے ہیں۔ قدرت نے داڑھی کے بالوں کو اندر سے مجوف اور نالی دار بنایا ہے تاکہ یہ اثرات ان نالیوں کے ذریعے دماغ سے مزید فاصلے پر خارج ہوں تاکہ بدن میں جذب نہ ہونے پائیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کارخانوں کے دھوئیں کے اثرات سے بچنے کیلئے بلند چمنیاں بنائی جاتی ہیں۔

اب ظاہری بات ہے کہ اگر داڑھی کے بالوں کو مونڈ دیا جائے گا تو ان نالیوں کے دھانے جن سے دخانیت خارج ہونی تھی بالکل جسم کے محاذ میں آ جائیں گی جن کی وجہ سے یہ سمی اثرات بدن سے خارج ہوتے ہی جلد کی سطح پر پھیل جائیں گے اور دماغ تک پہنچنے میں ان کا فاصلہ کم ہو جائے گا۔

علاوہ ازیں چہرے کا چمڑا متاثر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی مونڈنے والے لوگوں کے چہروں پر کیل مہاسے رونما ہوتے رہتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سر کے بال بھی تو منڈوائے جاتے ہیں، بلکہ حج کے دنوں میں اور ہر عمرے پر ٹنڈیں کروائی جاتی ہیں تو بھی انسانی جسم پر وہی اثرات ہونے چاہئیں جو داڑھی مونڈنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ سر کے بالوں اور داڑھی کے بالوں کا رخ ذرا دیکھیں۔ سر کے بالوں کا رخ اوپر کو ہے اور داڑھی کے بالوں کا رخ نیچے کو۔ سر کے بال مونڈنے سے دخانیت کے عمل میں سمی بخارات اوپر کو اٹھ جائیں گے۔ دماغ پر ان کا اثر نہیں ہوگا، مگر داڑھی مونڈنے سے یہ سمی بخارات چہرے سے مس کرتے ہوئے اوپر اٹھیں گے، چہرے کی جلد بھی متاثر ہوگی اور دماغ کو معطل بھی کریں گے۔

داڑھی مرد کے مرد ہونے کی نشانی ہے اور سر کی چوٹی عورت ہونے کی علامت۔ آج مردوں نے داڑھی منڈوا کر لمبے بال سروں پر رکھ لئے ہیں یعنی انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ مردوں والے بھاری کام کرنے کے اہل نہیں ہیں لہٰذا وہ مردوں کی صف

سے نکل کر عورتوں کے زمرے میں شامل ہونے لگے ہیں۔ ایسے مردوں کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے کہ وہ جب سروں پر لمبے بال رکھتے ہیں تو چہرے پر داڑھی سجانے میں کیا عیب ہے۔

اور پھر ایسے لوگوں پر مزید ہنسی آتی ہے کہ گنجے لوگ تو اپنا گنجا پن پسند نہیں کرتے مگر چہروں کو گنجا دیکھنا پسند کرتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے داڑھیاں منڈوانے والے ہر تیسرے چوتھے دن کے بعد حجام کے پاس جاتے ہیں اور وہ پانچ روپے لے کر ان کی داڑھی چٹ کرے گا۔ اس کے مقابلے میں جس نے داڑھی رکھی ہوتی ہے اسے یہ پانچ روپے ہفتہ دس دن کے بعد دینے پڑیں گے۔ داڑھی رکھنے سے یہ مالی فائدہ بھی ہے۔

گلے کے امراض کے ماہرین کہتے ہیں کہ گلا اندرونی اور بیرونی اثرات سے خراب ہوتا ہے۔ اگر غور کریں تو لمبی اور گھنی داڑھی گرمی و سردی کے بیرونی اثرات سے گلے کی حفاظت کرتی ہے۔

جو لوگ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ان سب لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کی داڑھیاں ہیں۔ ان میں ان کے اپنے باپ دادا بھی آسکتے ہیں' استاد بھی' مرشد بھی اور یہاں تک کہ اولیاء و صالحین اور پیغمبر بھی۔ اندازہ کریں یہ ایک ایسا مذاق ہے جس کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے مذاق سے بچائے۔

داڑھی رکھنے والے مرد دانتوں اور جبڑوں کی تکلیف سے محفوظ رہ سکتے ہیں

داڑھی کے متعلق بھی اب ڈاکٹروں نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ دراصل قدرت نے یہ ہمارے جبڑے اور دانتوں کی حفاظت کیلئے پیدا کررکھی ہے یہ ایک مفید چیز ہے' جس سے ہم جبڑے اور دانتوں کی اکثر تکالیف سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ واشنگٹن کے مشہور ڈاکٹر اے میکلڈ لنلڈ نے اپنی جدید تحقیقات کی بناء پر لکھا ہے کہ میں نے اس جانچ کیلئے ۲۵ مضبوط

اور تندرست آدمیوں پر تجربہ کیا جن کی عمریں ۲۵ سال سے ۴۰ سال کے درمیان تھیں، پہلے وہ داڑھی رکھتے تھے بعد میں منڈوانی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ۱۴ آدمی صحیح و سلامت رہے اور باقی سب آدمی دانتوں اور جبڑوں کی شکایت میں مبتلا ہو گئے۔

امریکی ڈاکٹر چارلس کی تحقیق

امریکی ڈاکٹر چارلس ہوم رقم طراز ہیں۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے۔ لوگ جب اپنے سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرے پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔ کسی کے سر پر اگر کسی جگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے گنج کے اظہار سے شرم آتی ہے۔ لیکن یہ عجیب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ہیں ذرا بھی نہیں شرماتے جو کہ مرد ہونے کی سب سے واضح علامت ہے۔ لمبی اور گھنی داڑھی گلے کو سردی کے اثرات سے بچائے رکھتی ہے۔ داڑھی والا انسان اپنی داڑھی کی ہمیشہ لاج رکھتا ہے۔ اس میں ایک آن ہوتی ہے جو مرد کی شان ہے۔"

الغرض داڑھی کا مسئلہ صرف شریعت کا نہیں، فطرت سلیم کا بھی مسئلہ ہے۔ اس میں بہت سی عقلی مصلحتیں اور طبی فوائد ہیں، لہٰذا اس کی خلاف ورزی صرف شریعت سے منہ موڑنا نہیں بلکہ فطرت انسانی اور عقل انسانی سے رشتہ توڑنے کے بھی مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلے زمانے کے بڑے بڑے حکیموں، طبیبوں اور فلسفیوں مثلاً افلاطون، سقراط، بقراط اور ارشمیدس کی تصویروں میں لمبی لمبی داڑھیاں نظر آتی ہیں۔ صرف یہ نہیں بلکہ ۱۹ ویں صدی تک یورپ میں بھی داڑھی عوام اور شرفاء کا شعار سمجھی جاتی تھی۔

روم کے آخری دور کے بادشاہ کے پاس جب ایک بے ریش شخص بطور سفیر پہنچا تو اس نے خفگی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ تمہارے بادشاہ کو داڑھی والا کوئی شخص نہ ملا۔ لاہور ہائی کورٹ کے کچھ سابق باریش چیف ججوں کے فوٹو اب بھی چیف جسٹس ہال میں

آویزاں ہیں۔ اگر ہم بھی داڑھی رکھنے کو منڈوانے پر ترجیح دیں تو ہم نہ صرف سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر کے روحانی مسرت اور اخروی درجہ حاصل کریں گے بلکہ طبی لحاظ سے بھی بیمثال فائدوں سے بہرہ ور ہوں گے۔ (قومی صحت اگست ۹۴ء)

داڑھی اور شیو پر ایک عرب محقق کی جدید تحقیق

قدرتی طور پر فطرت الٰہیہ کے مطابق جو ہیئت وتخلیق انسانی ہے اس میں ہر قسم کے فوائد ہوتے ہیں۔ جس میں داڑھی کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان کی جلد کی دو قسمیں ہیں۔

۱......جلد حقیقی جس کو کوریم (Corium) کہتے ہیں۔

۲......جلد غیر حقیقی جس کو کوٹیکل (Cuticle) کہتے ہیں۔

تو جلد غیر حقیقی یا جلد کاذب جلد حقیقی کی حفاظت کرتی ہے تا کہ خارجی صدمات اثر انداز نہ ہوں تو ان صدمات سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے منہ کے اندر (Trifacial) ٹریفشل ایک پٹھہ پیدا کیا ہے جو چہرے اور منہ کے عضلات کو حرکت دیتا ہے لیکن اگر یہ کمزور پڑ جائے جو کہ داڑھی کے کاٹنے اور مونڈنے سے کمزور ہوتا ہے تو پھر انسانی فطرت قوت مدافعت (Immunity Power) کمزور پڑ جاتی ہے اور بار بار مونڈوانے سے خارش شروع ہو جاتی ہے۔ جس سے جلد میں "نیلو کا کائی" جرثومہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے متعدد قلبی، اعصابی وجلدی بیماریاں گھیراؤ کر لیتی ہیں اور اس شخص کی رجولیت بھی کمزور پڑ جاتی ہے جس سے خسر الدنیا والآخرۃ (دنیا وآخرت میں خسارے) کا مستحق بن جاتا ہے تو داڑھی مونڈنے سے جو بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں وہ یہ ہیں۔

ا۔ قلبی امراض (Some Herat Diseases)

☆ التهاب التامور او الشغاف (دائیں پسلیوں کے نیچے درد)

Pericardilies

☆خفقان القلب (قلبی دھڑکن)Palpitation

☆اختلاج القلب (قلبی خلجان)Paraysmal

☆وجع القلب (قلبی درد)Angina Pactoris

☆عدم التوازن فی القلب (قلبی عدم توازن)Arrhythmia Cardiac

۲۔ اعصابی امراض

☆الصداع (سر درد)Head Ache

☆الشقیقة (آدھے سر کا درد)Migraine

☆الالم الاعصابی (اعصابی درد یعنی پٹھوں کا درد)Neuralgia

☆التھاب العصب (پٹھوں میں بھڑکاؤ)Neuritis

☆اللقوة (لقوہ پن)Facial Paralysis

۳۔ چہرے کے جلدی امراض

☆الم الجلد (جلدی تکلیف)Dermatitis

☆النملة (پہلودار اور سوزش دار پھنسیاں جو جگہ بدلتی رہتی ہیں)Eczema

☆فرکلس (سانولے اور کالے داغ دھبے)Freckles

☆الجرب (خارش)Scabies

اگر کوئی اعتراض کرے کہ کیا بغلوں سے بال زیر ناف بال اتارنے سے یہ بیماریاں نہیں لگتیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بغل کے اندر تین چیزیں ہوتی ہیں۔

☆ورید الابطی (بغلی رگ)Auxillary Vein

☆شریان الابطی (بغلی شریان)Auxillary Artery

☆غدود الابطیة (بغلی غدودیں)Auxillary Glands

ان تینوں چیزوں کے علاوہ ایسے قومی عضلات ہوتے ہیں جو کہ حلق (مونڈنے) کے محتاج ہوتے ہیں۔ وگرنہ (چونکہ بغل کی صورت مستور (Covered) ہوتی ہے) تعفن پیدا ہو جاتا ہے اس لئے شریعت نے آخری حد چالیس دن کی رکھی ہے اس سے زائد نہ ہونا تاکہ شریانیں اور بغلی غدودیں اور رگیں خون اور خلیات کی گردش کو صحیح زاویے پر رکھ سکیں۔ اسی طرح زیر ناف کے بارے میں ہے۔

اور اسی طرح جو شخص عورت کے بارے میں سوال کرے کہ وہ تو داڑھی والی ہوتی ہی نہیں تو کیا اس کو بھی بیماری لگتی ہے جواب اس کے سوال ہی میں موجود ہے کہ وہ داڑھی والی ہوتی ہی نہیں تو نہ نو من تیل ہوا اور نہ ہی رادھا ناچے یعنی نہ داڑھی ہے اور نہ ہی وہ مونڈواتی ہے تو یہ بیماریاں تو منڈوانے سے پیدا ہوتی ہیں نہ کہ داڑھی کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ (کلام ڈاکٹر الکسیس کاریل فی الوعی للاسلامی العدد ۲۰۹، جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ) لیکن کیا کہیں مسلمانوں کو کہ ان باتوں کو سننے کے بعد بھی پھر بھی نہ تو خود اس مرض کو چھوڑتے ہیں اور نہ ہی ایسی گندی محفلیں اور گندے لوگوں کو چھوڑتے ہیں جن کی گھٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی رچی بسی ہوتی ہے۔ ایسی دوستیوں سے تنہائی بہتر ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

الوحدة خير من جلوس السوء　　　والجلوس الصالح خير من الوحدة

جس کا ترجمہ اردو شاعر یوں کرتا ہے

برے ہم نشیں سے تنہائی بہتر ہے　　　اور اچھا ہم نشیں تنہائی سے بہتر ہے

ہائے مسلمان! تیری غیرت کہاں چلی گئی، تو تو شیر تھا اور مسلمان ہوتا ہی واقعی شیر ہے۔ کیونکہ وہ مجاہد ہوتا ہے اور قرآن وسنت کے اسلحے سے لیس ہوتا ہے تو نے تو دنیا کو دین کا سبق دینا تھا، لیکن آج تو نے نافرمانی اور شخصی عداوت کا جھنڈا لہرایا حتیٰ کہ بھیڑیا شرمانے لگا۔ بقول شاعر:

وليس الذئب يا كل لحم ذئب　　　ويا كل بعضنا بعضاً اعيانا

''بھیڑیا بھیڑیئے کا گوشت نہیں کھاتا' لیکن ہم میں سے بعض بعض کا آنکھوں کے سامنے گوشت کھالیتے ہیں۔'' کاش تو نے تمام چیزیں نہیں صرف یہ ذہن میں بٹھایا ہوتا کہ مرغی کے ناک میں اس کا پر اکھاڑ کر اس وقت دیتے ہیں جب وہ اپنے انڈے پی جائے تو ناک میں پر دینا اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ اپنی چیز کی دشمن ہے پھر اسی مرغی کا پر اس کے ناک میں دینے کے بعد وہ فعل نہیں کرتی تو کسی نے کیا خوب کہا تھا:

داڑھی منڈاتے ہیں سر بسر موچھیں بڑھاتے ہیں اس قدر
جیسے مرغی کے ناک میں پر آدھا اِدھر آدھا اُدھر

تو ذرا بتلاؤ آخر کیا گناہ تم نے کیا کہ مرغی والا عذاب داڑھی منڈوا کر موچھیں بڑھا کر لے رہے ہو؟ اگر گناہ کیا تھا تو مرغی کے ناک میں تو پر آجائے تو وہ انڈے پینے سے باز آجاتی ہے لیکن تو پھر بھی باز نہیں آتا کیا کہیں اللہ تعالیٰ کے قول اولئک کالانعام بل ھم اضل (الاعراف ۱۷۹) یہ لوگ چوپائیوں کی طرح ہیں۔ بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

داڑھی کے فوائد پر جدید ترین ایلوپیتھک تحقیقات

طب یونانی کے ماہرین تو پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہیں کہ داڑھی مرد کے لئے زینت اور گردن اور سینے کیلئے بڑی محافظ ہے اب ایلوپیتھک کی آراء ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ داڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور بینائی کمزور ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی داڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینے تک پہنچنے سے روکتی ہے۔

(۳) ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے داڑھی کے پیدا ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گا۔

(۴) ڈاکٹر ہومر داڑھی منڈانے کو چہرے کا گنج، فیشن کی غلامی اور زنانہ خصلت بتلاتا ہے۔ اس کے نزدیک استقلال، شجاعت، حوصلہ، ہمت تمام مردانہ خصائل اور زینت کا مدار داڑھی ہے۔ وہ کھانسی، نزلہ وغیرہ امراض کا سبب داڑھی منڈانے کو قرار دیتا ہے۔

(۵) داڑھی مسوڑوں کے عوارض اور تکالیف سے محفوظ رکھتی ہے۔

(۶) داڑھی کی وجہ سے بار بار تیل وغیرہ لگایا جاتا ہے جس سے گالوں کی کھال تر و تازہ رہتی ہے۔

(۷) ہومیو پیتھک علاج کی مشہور کتاب خاندانی علاج صفحہ ۵۱۳ پر مذکور ہے کہ داڑھی بڑھانے سے خناق جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ رہتا ہے۔

(۸) طبی اعتبار سے یہ چیز ثابت ہے کہ مرد کے منہ (چہرے) پر داڑھی کا اگنا مذکر ہارمون (Testosterone) کا اثر ہوتا ہے تو وہ امراض جو مرد کی رجولیت پر اثر انداز ہوتے ہیں (Demaseulenization) وہ صرف چہرے کے بال اتارنے سے گھیراؤ کرتے ہیں۔ گویا یہ مرد کیلئے امراض کی وقایت کے سلسلے میں نسخہ کیمیاء ہے جبکہ یہی بال جب عورت کے چہرے پر اتر آئیں تو ان کی انوثیت کے اضمحلال کا (Defeminization) کا سبب بنتے ہیں یا پھر اس میں رجالی امراض (Virilization) یا پھر مذکر بننے (Maseulinization) کے اثرات بارز ہوتے ہیں اور سب سے واضح ان امراض میں (الشعوانية) (Hirsutism) یعنی بعض ایسے مناطق پر کثرت سے بال اگنا شروع ہو جاتے ہیں جو کہ نہ تو داڑھی کی جگہ ہوتی ہے نہ ہی مونچھوں کی، بلکہ جسم کے دوسرے حصوں پر جو مرض کے ساتھ ساتھ عامۃ الناس کے نزدیک ایک قبیح چیز بھی سمجھی جاتی ہے۔

(۹) داڑھی کاٹنے سے چہرے اور منہ کے عضلات کمزور ہو جاتے ہیں۔ پھر انسان میں قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے۔

(۱۰) واشنگٹن کے مشہور ڈاکٹر اے میکڈ لنلڈ اپنی تحقیقات میں لکھتے ہیں کہ داڑھی

والے کو بہت ہی کم پھیپھڑوں کی شکایت ہوتی ہے۔ نیز تجربے سے ثابت ہوا کہ داڑھی متواتر منڈوانے سے انسان کی عمر کم ہو جاتی ہے اور وہ قبل از وقت مر جاتا ہے۔

ذرا غور کرو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور عالم' طبیب اعظم کے ان ارشادات پر جو بظاہر ہمیں مسئلے کی شکل میں معمولی نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اپنے اندر کس قدر طبی فوائد رکھتے ہیں کہ ہماری صحت وتندرستی کا انحصار انہی پر موقوف ہے۔

بالوں کا سبب پیدائش

بالوں کی پیدائش کا سبب بخارات دخانیہ ہیں صاحب کامل الصناعۃ علی بن عباس مجوسی کا قول ہے کہ

اما الشعر فکونه من بخار دخانی حاریا بس الخ (کامل الصناعۃ جلد اول ص ۸۰)

یعنی بالوں کی پیدائش بخارات دخانیہ جو کہ حار یابس ہوتے ہیں ان سے ہوا کرتی ہے' جوانی میں بالوں میں کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے کیونکہ اس عمر میں حرارت کے اندر قوت زیادہ ہوا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ حرارت ان بخارات میں اپنا اثر دکھاتی ہے اور جلا دیتی ہے۔ لطیف اجزاء تو تحلیل ہو جاتے ہیں' کثیف اجزاء باقی رہ جاتے ہیں چنانچہ ان اجزاء کو طبیعت دھکا دے کر خارج کرتی ہے جو مسامات کی راہ سے نکل جایا کرتے ہیں بوقت خروج کچھ حصہ ان مسامات میں باقی رہ جاتا ہے اور اپنی غلظت کی وجہ سے تحلیل نہیں ہوتا۔ آہستہ آہستہ یہ مقدار میں زیادہ ہو کر صلاحیت وسختی اختیار کر لیتا ہے اور بال کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح دوسرے بخارات آتے ہیں اور ان میں سے قدرے باقی رہ جاتے ہیں جو اپنی صلاحیت کی وجہ سے بال کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ سلسلہ چونکہ پے در پے قائم رہتا ہے اس لئے وہ صلب اجزائے کثیفہ باہم متصل ہوتے رہتے ہیں اور طوالت اختیار کرتے رہتے ہیں جنہیں بالوں سے یاد کیا جاتا ہے۔

بالوں کی ساخت میں چونکہ مکمل اجزائے کثیفہ صرف نہیں ہوتے اس لئے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں اب چونکہ مسامات کا انسداد ہو چکا ہے اس لئے ان کے نکلنے

کیلئے کوئی نہ کوئی راستہ ہونا ضروری ہے چنانچہ قدرت نے ان بالوں کو اندر سے مجوف و نالی دار بنایا ہے تاکہ باقی ماندہ اجزائے کثیفہ اس نالی کے ذریعے خارج ہوتے رہیں۔ اب اگر داڑھی کے بالوں کو مونڈ دیا جائے تو اس کا نالہ جس سے دخانیت خارج ہوتی تھی بالکل جلد کے محاذ میں آجائے گا اس منفذ کے محاذ میں آنے کی وجہ سے جو فضلہ دخانیہ خارج ہوگا وہ نالی کے نہ ہونے کی وجہ سے فوراً سطح جلد پر پھیل جائے گا اور چونکہ اس فضلے میں سمی اثرات موجود ہوتے ہیں اس لئے جلد بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتی یہی وجہ ہے کہ داڑھی مونڈنے والے اشخاص کے چہروں پر کیل مہاسے رونما ہوتے رہتے ہیں۔

اب رہا داڑھی کی تطویل و تقصیر کا مسئلہ تو ایک مشت درازی کو مستحسن اور بہتر قرار دیا گیا ہے جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ جب داڑھی کے بالوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بال جس قدر لمبے ہوتے جائیں گے ان کا بالائی حصہ اتنا ہی پتلا ہوتا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اندر کی نالی بھی پتلی ہوتی جاتی ہے جانب راس میں جب یہ تنگی پیدا ہو جائے گی تو اس فضلہ دخانی کے خروج میں تعویق زیادہ بڑھ جائے گی بلکہ اس کی پیوستگی و خشکی کی وجہ سے اندیشہ اس بات کا زیادہ ہے کہ جانب راس میں وہ منجمد ہو کر منفذ ہی کو بند نہ کردے چنانچہ اس انسداد کے بعد وہی مضرت رساں پہلو رونما ہو جائے گا۔ سر کے بالوں کا رخ جانب بالا کو ہے اور دخانیت کا میلان بھی اوپر کو ہی ہوتا ہے اس لئے وہاں منڈا دینا چنداں مضر نہیں کیونکہ دخان خارج ہوتے ہی اوپر کو رخ کرلے گا اور جلد اس سے متاثر نہیں ہوگی اس لئے سر کے بالوں کو منڈانا بھی روا اور رکھنا بھی مسنون ہے۔ البتہ درازی بسیار کو پسند نہیں کیا گیا کیونکہ یہ فعل تسدید منافذ کا باعث ہوسکتا ہے جو خالی از مضرت نہیں۔

رہا داڑھی کے بالوں کے رخ تو زیرین جانب کو ہے اور میلان دخان بالائی سمت ہوا کرتا ہے اس لئے منفذ سے نکلتے ہی فضلہ جلد سے مل جائے گا اس لئے شریعت نے حلق و قصر دونوں کو ممنوع قرار دیا ہے اور چونکہ داڑھی کی بہت زیادہ لمبائی منفذ کے بند کردینے کا سبب تھی اس لئے بقدر ایک مشت کی تحدید فرما دی گئی۔

مونچھوں کے مسئلے کو بھی اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ مونڈنے سے جلد مضر اثرات سے متاثر ہو سکتی ہے' نیز سمی بخارات کا صعود بذریعہ تنفس اندرون جسم بھی ہو سکتا ہے تاہم ان کے قصر کا حکم اس لئے ہے کہ درازی کے سبب ان کا تلوث خورد و نوش کی اشیاء میں ہوگا جس سے طبیعتوں میں کراہیت کا پیدا ہونا لازمی ہے علاوہ ازیں اس فضلہ دخانی کے اختلاط سے کھانا پینا بھی مضر صحت ثابت ہوگا۔

ان طبعی شواہد و استدلال کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ احادیث مقدسہ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اس کے بعد صحابہ کرام' تابعین اور تبع تابعین پھر اسلاف و اکابر کا سلسلہ اعفاء لحیہ اور قص شوارب پر عمل پیرا رہنا ایک طرف تو اسلام سے انقیاد و تابعداری کا بین ثبوت ہے اور دوسری طرف جسم انسانی کیلئے منافع و مصالح کا حصول بھی ہے کہ جو تقاضائے شریعت و فطرت ہے۔

جرمنی کا ایک ڈاکٹر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کے بارے میں لکھتا ہے:

"مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات طیبہ پر اس قدر کامل وثوق ہے کہ میں صرف انہی کی تحقیق کرتا ہوں اور اعلیٰ طبع نتائج پر پہنچتا ہوں اور جب بھی میرا تجربہ کسی حدیث صحیح کے خلاف ہوتا ہے تو اسے تجربے کا نقص سمجھتا ہوں اور اس فرمودے کو کبھی بھولے سے بھی غلط تصور نہیں کرتا یہاں تک کہ تجربات کثیرہ کے بعد وہ حدیث تجربۃً یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے"۔ (از حکیم شمیم احمد)

چنانچہ وہ کتے کے برتن میں منہ ڈالنے اور اسے پاک کرنے والی ترکیب جو کہ حدیث میں مندرج ہے کہ "تین یا سات مرتبہ مٹی سے پاک صاف کیا جائے اور ہر بار پانی سے دھویا جائے' کے متعلق لکھتا ہے کہ "مٹی کے تجزیہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اس میں اجزائے نوشادیہ اور اس قبیل کے ایسے نمکیات موجود ہیں جو کتے کے زہر کو بے اثر کر دیتے ہیں۔"

جرمن ڈاکٹر کی یہ تحریر ان مسلمانوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کے مقابلے میں موجودہ طرز تمدن اور تحقیقات و

انکشافات کو نہ صرف قرآن وحدیث سے بلند سمجھتے ہیں بلکہ شومئ قسمت سے ان کا استہزاء بھی کرتے ہیں کیا ایسے لوگوں کا خلوص وعقیدت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے یا اس جرمن ڈاکٹر کا۔

افسوس کہ اندھادھند تقلید سے ہم کہیں کے نہیں رہے اور فرمان خداوند وفرمان رسول سے انحراف کے نتیجے میں جس ذلت ورسوائی کی زندگی ہم بسر کر رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ اللھم وفق لما تحب وترضی (بشکریہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اکتوبر ۱۹۸۹ء)

شیو کے نقصانات اور جدید سائنسی تحقیقات

شیو کے نقصانات میڈیکل کی روشنی میں:

داڑھی سنت ہے اور سنت سے اجتناب دراصل صحت سے اجتناب ہے۔ داڑھی کے فوائد ومحاسن شرعی لحاظ سے اظہر من الشمس ہیں لیکن اس کے سائنسی اور میڈیکلی فوائد تحریر کئے جاچکے ہیں۔ ذیل میں سائنسی لحاظ سے شیو کے نقصانات بیان کئے جارہے ہیں۔

ڈاکٹر مور کے مشاہدات:

برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر مور نے شیو بلیڈ اور صابن پر برسوں کے تجربات کے بعد جو نتائج اخذ کئے ہیں ان کو ماہنامہ صحت (دہلی) نے کچھ یوں بیان کیا ہے۔

جلدی امراض:

شیو سے جتنا زیادہ نقصان جلد کو پہنچتا ہے شائد جسم کے کسی اور حصے کو نہیں پہنچتا ہوگا۔ دراصل شیو کا نشتر جلد کو مسلسل رگڑتا رہتا ہے اور ہر آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ چہرے پر ایک بھی بال موجود نہ ہو تاکہ چہرے کے حسن اور نکھار میں کمی واقع نہ ہو اب بار بار ایک تیز استرے یا بلیڈ سے جلد کو چھیلا جاتا ہے۔ جس سے چہرے کی جلد حساس (Sensitive) ہوجاتی ہے اور طرح طرح کے امراض کے قبول اور حصول کی صلاحیت پیدا کرلیتی ہے۔

کند استرا یا بلیڈ چہرے پر پھیرنے میں زیادہ طاقت استعمال کرنا پڑتی ہے جس سے جلد مجروح ہوتی ہے یہ زخم آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن ان کی جلن کا احساس ہوتا رہتا ہے جب جلد پر کوئی خراش آجائے تو جراثیم کو داخلے کا ذریعہ مل جاتا ہے اس طرح داڑھی مونڈنے والا طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

چہرے پر پہلے معمولی پھنسیاں نکل سکتی ہیں پھر (Impeigo) کے علاوہ ایک خصوصی جلدی سوزش جسے حجام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی Sycosis bardac جیسا خطرناک جلدی مرض لگ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض خطرناک چھوتی امراض چہرے پر اور پھر اس کے ذریعے پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں وہ امراض مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... چہرے کے مہاسے۔ ۲...... چہرے کی جلد کی خشکی

۳...... کیل اور چھائیاں۔ ۴...... پردانے اور کیل

۵...... عام پھوڑے پھنسیاں۔ ۶...... ایگزیما۔ ۷...... پتی اچھلنا الرجی

داڑھی اور شیو پر لندن یونیورسٹی کی تحقیق

لندن (امت نیوز) جو افراد بلا ناغہ شیو نہیں بناتے ان میں کسی بھی بیماری میں مبتلا ہو جانے کا ۷۰ فیصد خطرہ موجود ہوتا ہے۔ یہ بات یونیورسٹی آف بریسٹول کے تحقیق کاروں کی طرف سے ایک رپورٹ میں بیان کی گئی ہے۔ بی بی سی نیوز کے مطابق جنوبی ویلز کے شہر کسیر فیلی میں ۲ ہزار افراد پر ۲۰ سالوں تک تحقیق کی جاتی رہی جس سے ماہرین پر انکشاف ہوا کہ داڑھی اور مونچھیں صاف کرنے کی عادات سے مختلف بیماریوں کا خدشہ رہتا ہے۔ یہ تحقیق ۴۵ تا ۵۹ برس کے افراد پر کی گئی تھی۔ تحقیق میں داڑھی والے افراد کی بھی ماہرین نے نشاندہی کی ہے جو سگریٹ نوشی کرتے تھے۔ یہ فیکٹر بھی کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ تحقیقی ٹیم نے بتایا کہ وقفے وقفے سے شیو کرنے والے ۴۵ فیصد افراد مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر دوران تحقیق ہی انتقال کر گئے۔

الٹراوائیلٹ شعاعوں کا نقصان

الٹراوائیلٹ شعاعیں حساس جلد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔ کیونکہ یہ شعاعیں دھوپ میں ہوتی ہیں اور دھوپ سے بچنا ممکن نہیں اس لئے یہ فوری جلد پر برے اثرات ڈالتی ہیں۔ جس سے جلد کی رنگت سیاہ ہوجاتی ہے' جلد کے روغن غدود کا نظام بہت متاثر ہوتا ہے اور طرح طرح کے امراض گھیر لیتے ہیں۔

ایک خاص اثر

شیو کا مسلسل استعمال غدود نخامیہ پر برے اثرات ڈالتا ہے۔ پھر اس گلینڈ کی وجہ سے اعصابی نظام اور جنسی نظام بہت متاثر ہوتے ہیں۔

مشاہدات اور تجربات کی رو سے ایسے مریض دیکھے گئے ہیں جنہوں نے جب اس عمل کو ترک کیا تو وہ مذکورہ امراض سے بچ گئے یا پھر وہ امراض کم ہوگئے۔

(بحوالہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جدید سائنس)

شیو اور جدید سائنسی تحقیقات

شیو سے جتنا زیادہ نقصان جلد کو پہنچتا ہے شاید جسم کے کسی اور حصے کو نہ پہنچتا ہو کسی عضو پر مسلسل خراش سے وہاں کی جلد کی قوت مدافعت کمزور ہوجایا کرتی ہے اسی اصول پر داڑھی منڈوانے میں مسلسل جلدی خراش سے چہرے کی جلد کمزور اور سیاہ پڑجاتی ہے اور خراش والی جلد کے مقامی خلیات اس طرح مسلسل ہیجان اور خراش کے سبب خبیث خلیات میں تبدیل ہوسکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں کینسر جیسے لاعلاج مرض کی شکل اختیار کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلسل خراش پانے والی جلد پر فضا کے بیکٹریا یا ایروب ہواباش جراثیم حملہ آور ہوکر جلن' داد' جھائیاں' خارش اور ایگزیما پیدا کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔

ہور انگلستان کے مشہور ڈاکٹر گندر نے لکھا ہے کہ داڑھی انسان کی وضع قطع اور

اس کی شخصیت پر گہرا اثر ڈال سکتی ہے چنانچہ بہت سے آدمی داڑھی بڑھانے کے بعد بے باک، جری اور باہمت ہو گئے نفسیاتی طور پر بزرگوں اور مذہبی لوگوں کی صورت اختیار کرنے سے بزرگی اور تقویٰ کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ ہمدرد صحت جنوری ۱۹۶۰ء)

شیو کا مسلسل استعمال غدہ نخامیہ پر برے اثرات ڈالتا ہے پھر اس گلینڈ کے نقص کی وجہ سے اعصابی نظام اور جنسی نظام متاثر ہوتا ہے۔ (بحوالہ سنت نبوی اور سائنس)

ایک ڈاکٹر نے داڑھی منڈوانے والوں کی آٹھویں پشت کو مخنث قرار دیا ہے۔ (کتاب فلسفہ قطبی)

شیو سے ہیپا ٹائٹس کا خطرہ

داڑھی سنت رسول ہے اور ہر نبی کی سنت ہے اس میں بہت سے فوائد پوشیدہ ہیں آج کل ہیپا ٹائٹس کی وباء جو پھیل رہی ہے اس کے پھیلانے میں سب سے بڑا کردار حجام کی دکانوں کا ہے اور شیو کرنے اور کروانے کا ہے اس کے وائرس زخمی جلد سے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں شیو کروانے سے جلد لازمی زخمی ہوتی ہے یہ ضروری نہیں کہ خون نکلے۔ ریز رجب بال کاٹتا ہے تو جڑ سے کاٹتا ہے جس سے جلد زخمی ہو جاتی ہے اس کا واضح ثبوت آفٹر شیو لوشن سے مل جاتا ہے جس جگہ سے بال کاٹے ہوتے ہیں وہاں یہ لوشن چبھتا ہے اور لگتا ہے اور چہرے کی دوسری جلد پر یہ بالکل پانی کی طرح محسوس ہوتا ہے۔

شیونگ برش کے میڈیکل نقصانات

دماغی امراض کے ماہر چند ڈاکٹروں نے شیونگ برش کے استعمال میں احتیاط کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ان کی رائے میں شیونگ برش کے ذریعے ملنگ جائٹس بیماری پھیلتی ہے۔ امریکہ میں ایسے مریضوں کا ایک سروے کیا گیا ہے جو دماغی امراض کا آپریشن کرانے کے بعد ملنگ جائٹس میں مبتلا ہوئے۔ اس سروے کی رپورٹ کی روشنی میں جب تحقیق کی گئی تو ڈاکٹروں کو پتہ چلا کہ شیونگ برش بھی اس بیماری کی ایک وجہ ہو سکتا ہے معالجین کے اس خیال کو ایک حالیہ انکشاف سے تقویت پہنچتی ہے۔ سر کا

آپریشن کرانے والے مریضوں کے استعمال کردہ برش میں بیکٹر یا پایا جاتا ہے۔ اس سروے سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ ایک سال کے دوران میں دو مریض آپریشن کے پانچ سے چھ دن بعد ملنگ جائٹس میں مبتلا ہو کر مر گئے تھے۔

شیو اور کریم مضر ہے

جو لوگ شیو بنانے کے بعد چہرے پر لوشن لگاتے ہیں اس سے چہرے کی جلد کالی پڑ جاتی ہے اور متاثرہ حصے میں سوزش پیدا ہو سکتی ہے۔

شیونگ کریم کی گیس کے ذرات جلدی سرطان پیدا کرتے ہیں

دافع عفونت اشیاء کے چھڑکاؤ اور شیونگ کریم سے جو گیس نکلتی ہے وہ فضا میں اوپر چڑھ کر تباہی مچا دیتی ہے۔ یہ بات ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے سائنس دانوں کی رپورٹ میں کہی گئی ہے۔" امریکن اکیڈمی آف سائنس کی ایک ٹیم نے جو پانچ سائنس دانوں پر مشتمل ہے اپنی ایک ابتدائی رپورٹ میں بتایا ہے کہ انہوں نے ایک گیس پر جس کا نام فریون (Freon) ہے تحقیقات کے نتیجے میں معلوم کیا ہے کہ یہ جب فضا میں اوپر چڑھ جاتی ہے تو بالائی فضا میں اوزون کی جو تہہ یا پرت ہوتی ہے اس کو آئندہ دس سال کے قلیل عرصے میں تباہ کر کے رکھ دے گی اوزون کی یہ تہہ سورج کی تابکاری سے جو مضرت رساں ماورا بنفشی لہریں خارج ہوتی ہیں ان سے ہماری حفاظت کرتی ہے فریون گیس ہوا میں چھڑکاؤ کرنے والی اشیاء میں شامل ہوتی ہے۔

یہ لہریں جلد کے سرطان کی وارداتوں میں اضافے کا سبب ہو سکتی ہیں۔ سائنس دانوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ بارہ ماہ تک زہریلی گیس کے فضا میں اثرات کا مطالعہ کیا جائے اگر یہ گیس اتنی ہی مضر ثابت ہو جتنا اندیشہ کیا گیا ہے تو پھر اس کی

پیداوار کوروک دینے کی سفارش کی جائے۔

ٹیم کے سربراہ نے کہا کہ اگر پیداوار کوروک بھی دیا گیا تو بھی اوزون کی تین فیصد مزید کمی ہو جائے گی اور جلدی سرطان میں ۲ فیصد اضافہ ہو جائے گا۔ فریون بذات خود بے ضرر ہے لیکن بالائی فضا میں پہنچ جانے کے بعد ماورا بنفشی شعاعوں کی تابکاری سے اس کی کلورین آزاد ہو کر ہوا میں حل ہو جاتی ہے گذشتہ پندرہ سال سے اس گیس کے ذرات ۱۵ فیصد سالانہ کی شرح سے بڑھ رہے ہیں۔

حجام کی دکان پر بیماریوں کی تقسیم پر ایک انگریز محقق کی تحقیق

داڑھی انبیاء کا مستقل عمل ہے اس عمل کو اختیار کر کے حجام کی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔ سینکڑوں آدمی ہر روز بال کٹوانے یا داڑھی منڈانے یا سر منڈوانے یا خط بنوانے کیلئے جاتے ہیں اور ان میں سے اکثر کوئی نہ کوئی بیماری لگا لاتے ہیں۔ یہ مصیبت صرف ہمارے ہی ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ امریکہ و یورپ کے مختلف ملکوں میں حجاموں کی دکانوں پر اکثر متعدی امراض تقسیم ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً خارش' داد' پھوڑے' جوئیں' دق' آتشک' اور مختلف جلدی بیماریاں۔ مسٹر لارنس ڈبلو شین فیلڈ امریکہ کے حجاموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پچھلے چند مہینے کے اندر میں نے درجنوں حجاموں کی دکانوں کا معائنہ کیا۔ ان میں ہر قسم کی دکانیں تھیں شہر کی گندی تاریک گلیوں والی میلی اور بدنما دکانوں سے لے کر نیویارک کے ففتھ ایونیو والے سنگ مرمر لگے ہوئے خوبصورت سیلونوں تک قریب قریب سب کو میں نے صفائی اور حفظان صحت کی معمولی معمولی باتوں تک سے بے خبر پایا۔ یہ معلوم کرنے کیلئے جو باتیں میں نے دیکھی ہیں وہ یہیں تک محدود ہیں یا اور مقامات پر بھی پائی جاتی ہیں اس کے لئے میں نے ہر ریاست کے محکمہ صحت کو اور فیڈرل گورنمنٹ کو اور تقریباً تیس مختلف شہروں کے حفظان صحت کے محکموں کو خط لکھے۔ ان میں سے بعض نے تو میرے سوالوں کا جواب ہی نہیں دیا لیکن اکثر ریاستوں اور شہروں سے جو جواب موصول ہوئے ہیں ان

میں حجاموں کی انتہائی غفلت اور بے پرواہی کا رونا رویا گیا تھا۔

جو بیماری سب سے زیادہ حجام کی دکان سے پھیلتی ہے وہ کھوپڑی کے داد ہیں۔ ویٹر پاٹ کے ڈپٹی کمشنر صحت ڈاکٹر جوزف جی مولز کہتے ہیں کہ ''سر کے داد؟؟ یہ بیماری سارے امریکہ میں پھیل رہی ہے اور جلدی امراض کے ماہرین کی رائے ہے کہ یہ بیماری زیادہ تر حجاموں کی دکانوں سے پھیلتی ہے۔'' ''ابودا کی اطلاع یہ ہے کہ وہاں کھوپڑی کے دادوں کی بیماری نے ایک دماغی مرض کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اکثر ریاستوں میں یہ مرض اسکول کے بچوں میں بہت پھیلا ہوا ہے۔''

اس میں شک نہیں کہ پچھلے ۲۰ سال کے اندر امریکہ کی قریب قریب ہر ریاست میں حجاموں کو قانون کے ذریعہ صفائی رکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے مگر اس معاملے میں قانون سے زیادہ مدد نہیں ملتی۔

حجام کی دکان میں حفظان صحت کے اصولوں پر عمل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہر وہ چیز جو ایک شخص کی حجامت بنانے کیلئے استعمال کی گئی ہے دوسرے شخص کی حجامت بنانے کیلئے اس وقت تک استعمال نہ کی جائے جب تک اسے جراثیم سے پاک نہ کر لیا جائے۔ تولیہ' گردن میں باندھنے کا کپڑا اور دوسرے کپڑے جو ایک آدمی کیلئے استعمال کئے گئے اچھی طرح دھوئے بغیر اور ازالہ جراثیم کئے بغیر دوسرے آدمی کیلئے ہر گز استعمال نہ کئے جائیں۔ اسی طرح موتراش مشین' کنگھے اور قینچیاں اور دوسرے اوزاروں کو ہر دفعہ استعمال کرنے کے بعد جراثیم سے پاک کر لینا ضروری ہے۔

بظاہر یہ سب کام بہت معمولی اور آسان معلوم ہوتے ہیں مگر جب عمل کرنے کا وقت آتا ہے تو صورت بالکل مختلف ہوتی ہے۔

مثلاً موتراش مشین ہی کو لیجئے۔ ہیگرس ٹاؤن (امریکہ) میں جب سر کے دادوں کا مرض عام طور پر پھیلا تو اس کے اسباب کے متعلق تحقیقات کی گئیں جس کے نتیجے میں معلوم ہوا کہ جن لڑکوں کے سر میں داد پیدا ہوئے تھے ان میں سے ۶۵.۱ فیصد ایسے

تھے جن کی گردن کی پشت پر داد تھے۔ یہی رقبہ موتراش مشین کا ہے یعنی موتراش مشین سے عموماً گردن کی پشت کے بال کاٹے جاتے ہیں۔ صرف ۴ فیصد لڑکوں کی کھوپڑی پر داد تھے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ داد پیدا ہونے کا سبب موتراش مشینیں تھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ موتراش مشینوں کو صاف کرنا بہت مشکل ہے۔ امریکہ کے محکمہ حفظان صحت کے ایک جلدی امراض کے ماہر نے رائے ظاہر کی ہے کہ اس مشین کو ۱۰۰ اسینٹی گریڈ پٹرولیم کے تیل کے ذریعے جراثیم سے پاک کیا جا سکتا ہے لیکن اس قسم کے کاموں کو احتیاط سے اور صحیح طریقے پر انجام دینا مشکل بھی ہے اور اس میں وقت بھی صرف ہوتا ہے۔ امریکہ میں بھی کثرت سے حجام ایسے ہیں جو صحیح طریقے پر صفائی کے کاموں کو انجام نہیں دے سکتے اور ان میں سے کچھ انجام دیتے بھی ہیں تو احتیاط سے انجام نہیں دے سکتے۔ اس معاملے میں قانون سے بھی زیادہ مدد نہیں مل سکتی۔

دس پندرہ برس کا عرصہ گزرا کہ حجامت بنانے کے برش پر امریکن حکومت کا نزلہ گرا۔ بات یہ ہوئی کہ نارتھ ڈیکونا (امریکہ) میں ایک شخص بھیڑ تپ میں مبتلا ہوا۔ یہ مرض کبھی کبھی مہلک ہو جاتا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ حجامت بنانے کے برش کے بالوں نے اسے اس مرض میں مبتلا کیا ہے۔ مرض کے جراثیم ان بالوں میں لگ کر چلے آئے تھے۔ برشوں کے معائنے اور ان کی فروخت پر کنٹرول کے احکام صادر ہو گئے۔ مگر تصدیق شدہ برش بھی اگر ان کو صحیح طریقے پر جراثیم سے پاک نہ کرتے رہیں' مہلک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح کرسی کی پشت پر سر رکھنے کی لکڑی بھی ایک انسان سے دوسرے انسان تک جراثیم پہنچا سکتی ہے۔ پاؤڈر پف' ڈسٹر اور پھٹکری (جو خون بند کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں) کے ذریعے بھی جراثیم پھیلتے ہیں۔ چمڑے کی پٹی میں بھی' جس پر استرا تیز کرتے ہیں' جراثیم بھرے رہتے ہیں۔ فرض کیجئے حجام اپنے استرے کو ہر شخص کی حجامت بنانے کے بعد جراثیم سے پاک کر لیتا ہے مگر جب وہ استرے کو حجامت بنانے کیلئے چمڑے کی پٹی پر تیز کرتا ہے' اس میں پھر جراثیم چمٹ

سکتے ہیں۔ غرض طرح طرح کی متعدی بیماریاں نائی کی دکان سے لگ سکتی ہیں......
اسٹرپٹو کوکس اور اسٹیفیلو کوکس جراثیم تو اکثر نائی کی دکان ہی سے غریب حجامت بنوانے والے کو لگتے ہیں۔ لیکن آتشک کے جراثیم کا سراغ بھی حجام کے استرے تک ہی پہنچا۔ امریکہ کی نبراسکا اسٹیٹ میں تو یہ قانون بنا دیا گیا ہے کہ جن لوگوں کے چہرے پر کسی جلدی بیماری یا آتشک کے زخم ہوں' حجاموں کو ان کی حجامت بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ کی اکثر ریاستوں میں ایسے کسی حجام کو حجامت بنانے کا لائسنس نہیں دیا جاتا' جو خواہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو۔

ایک دقت یہ ہے کہ کوئی شخص جو حجامت بنوانا چاہتا ہے' یا کوئی نائی' جس کی روزی اسی پر منحصر ہے' یہ ظاہر نہیں ہونے دیتا کہ وہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہے۔

مسٹر لارنس ڈبلو شینفیلڈ لکھتے ہیں کہ

''ایک دن میں انسپکٹر کے ساتھ حجاموں کی دکان کے معائنے کیلئے گیا۔ ہم لوگ تھرڈ ایونیو پر ایک چھوٹی سی نائی کی دکان میں داخل ہوئے۔ سر دھونے کے برتن بہت گندے اور کثیف تھے اور اوزار سب میلے کچیلے تھے۔ دکان کے مالک نے معافی مانگتے ہوئے کہا مجھے کبھی مو تراش مشین صاف کرنے کا خیال ہی نہیں آیا۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ تو صاف رہتی ہی ہے؟ کنگھوں کی طرح اسے بھی دھولیا کرتا۔''

مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ انسپکٹر نے اسے کچھ بھی نہیں کہا۔ اس نے نائی کو قانون کی مطبوعہ نقل دے دی اور اسے بتادیا کہ کس طرح سب چیزوں کو جراثیم سے پاک رکھنا چاہیے۔

اسی طرح ایک دکان والا گندے تولیے سروں کے نیچے رکھتا تھا۔ انسپکٹر کے اعتراض پر کہنے لگا ''میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ان تولیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ یہ کسی کی جلد سے لگتے نہیں۔''

بعض دفعہ انسپکٹر کو کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک حجام کے رشتے دار نے انسپکٹر سے کہا ''تم فوراً اس دکان سے چلے جاؤ' ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔'' اسی طرح

ایک اور حجام انسپکٹر کے پیچھے استرا لے کر دوڑا۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ قوانین کا نفاذ سختی کے ساتھ کیا جائے۔ بعض ریاستوں کے قوانین میں قطعاً فضول باتوں پر زور دیا جاتا ہے اور ضروری باتوں پر کوئی توجہ نہیں کی گئی ہے۔ مثلاً کینساس (امریکہ) میں حجام کی دکان کے قانون میں کہا گیا کہ "یہاں تھوکنا منع ہے۔"

ہمارے ملک میں حجاموں کی طرف اب تک کوئی توجہ نہیں کی گئی ہے حالانکہ حجاموں کی جتنی گندی اور جراثیم سے بھری ہوئی دکانیں ہمارے ملک میں ہیں اتنی شاید ہی کہیں ہوں۔ بعض شہروں میں تو چند سیلون ہیں بھی' جہاں بظاہر کچھ صفائی رہتی ہے۔ اگرچہ حجامت کی چیزوں کو جراثیم سے پاک رکھنے کا وہاں شاید ہی کسی کو خیال ہوتا ہو بلکہ دیہاتوں میں تو حجاموں کے برسہا برس پرانے کالے کالے' میلے کچیلے اوزار اس قدر گندگی اور جراثیم سے لبریز رہتے ہیں کہ ان کو چھونا بھی سخت مضر اور بعض اوقات مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔ وہاں تو خود نائی اس قدر گندے رہتے ہیں کہ ان سے چھو جانا بیماری کو دعوت دینا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارا محکمہ حفظان صحت جلد سے جلد اس طرف توجہ کرے۔ لائسنس کے بغیر کسی حجام کو اپنا پیشہ کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے اور حجاموں کی دکانوں اور چلتے پھرتے نائیوں کی کسبتوں کے معائنے کا انتظام جلد سے جلد ہو جانا چاہیے۔ اور اس مقصد کیلئے انسپکٹر مقرر ہونے چاہئیں۔ ہمارے یہاں جلدی بیماریوں کی وجہ سے حجاموں کی دکانیں بھی ہیں۔ (از حکیم محمد طارق محمود چغتائی)

مونچھیں ترشوانے پر جدید تحقیق

مونچھیں ترشواؤ داڑھی بڑھاؤ..... (الحدیث)

مونچھیں بڑھ رہی ہیں اور داڑھی کا نشان باقی نہیں لیکن اس کا نقصان کتنا ہے اور کن کن امراض سے سامنا ہوتا ہے اس ضمن میں ایک خصوصی رپورٹ درج ذیل ہے۔

کیول فادر ایک پرتگالی سائنس دان ہے اس کی تحقیق کے مطابق ''انسانی ہونٹوں میں بڑے حساس اور تیز گلینڈز ہوتے ہیں جس کا بالواسطہ دماغ سے تعلق ہے اور یہی گلینڈز مرد اور عورت کے انفرادی تعلق میں رجحان بڑھاتے ہیں اوپر کے ہونٹ کے گلینڈ میں ایسے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں جن کے لئے بیرونی اثرات اور پانی بہت ضروری ہے جبکہ یہ کام اگر مونچھیں ہوں تو نہیں ہوتا کیونکہ جب مونچھیں نہ ہوں تو اوپر کے ہونٹ پر پانی بھی لگے گا اور بیرونی ہوائی اثرات سے بھی وہ متاثر ہوگا ورنہ مونچھیں پانی اور ہوا کو روکے رکھتی ہیں۔

اگر ان گلینڈز کو پانی اور ہوا نہ لگے تو اس سے دائمی نزلہ، مسوڑوں کا ورم اور اعصابی کھچاؤ پیدا ہو جاتے ہیں مزید یہ کہ اگر مونچھیں بڑی ہوں تو جراثیم ان میں اٹک جاتے ہیں اور یہی جراثیم اس وقت اندر چلے جاتے ہیں جب ہم غذا کھاتے ہیں۔ نچلے ہونٹ کی کیفیت اوپر کے ہونٹ سے بالکل برعکس ہے۔ اسی لئے اسلام میں مونچھیں ترشوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم ہے۔

(ھائجین اینڈ ہیومن)(سنت نبوی اور جدید سائنس)